انا مدینۃ العلم و علی بابها

OSMANIA UNIVERSITY

جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

عہد بنی عباس

جلد سوّم

حصّۂ اوّل

سلسلۂ مطبوعات نصاب علیم جامعہ عثمانیہ

تاریخ طبری

عہد بنی عباس

جلد سوم حصۂ اول

تصنیف

امام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ

مولوی سید محمد ابراہیم صاحب، ایم۔ اے
رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ، جامعۂ عثمانیہ

۱۳۵۲ھ م ۱۳۴۲ف م ۱۹۳۳ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن
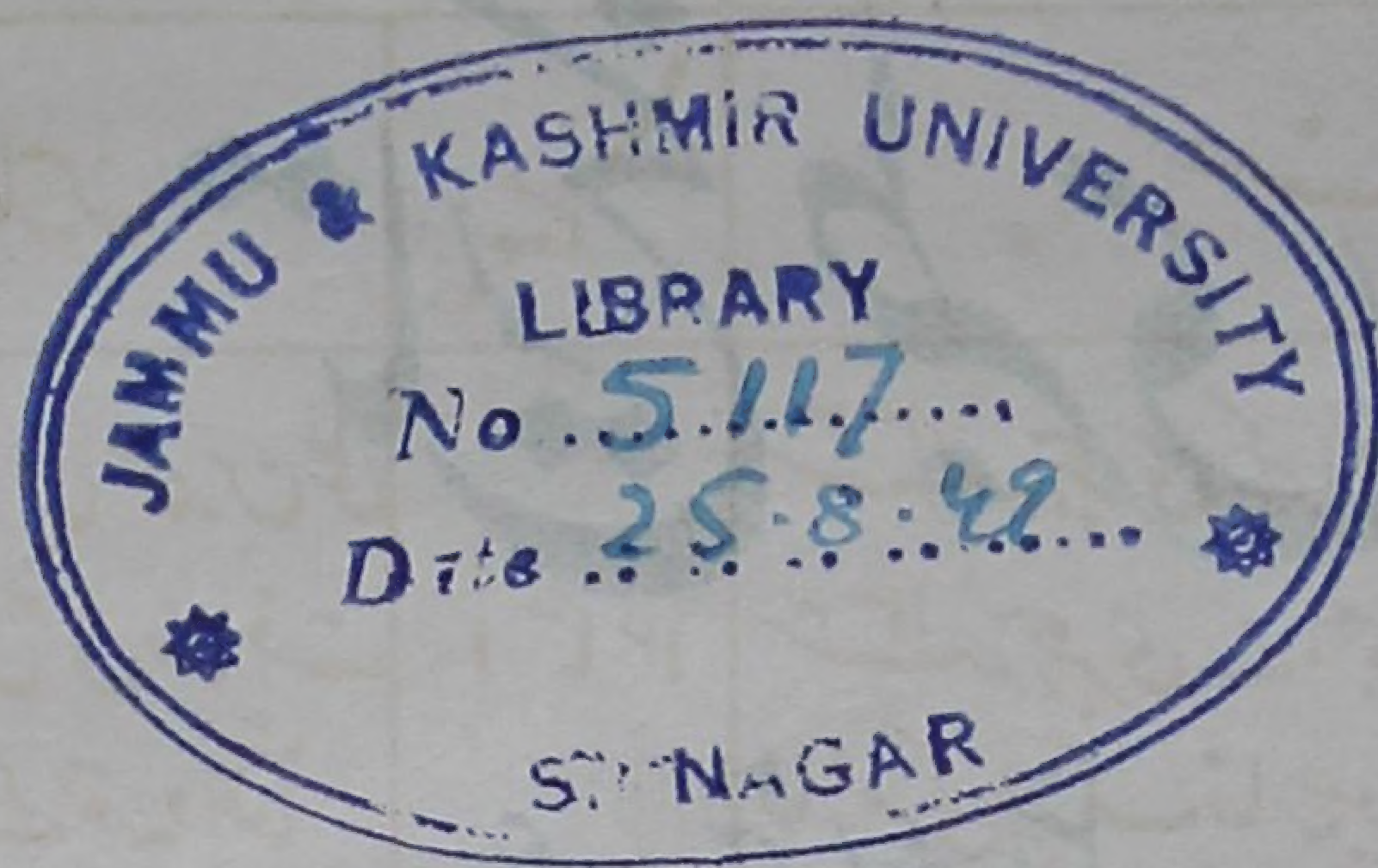
فہرست مضامین

تاریخ طبری جلد سوم حصۂ اول

(عہد بنی عباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ طبری

عہد بنی عباس

جلد سوم حصہ اول

ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کی خلافت

اس خاندان کی خلافت کی ابتدا آنحضرت صلعم کے اس قول سے ہوئی کہ آپ نے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کو بتا دیا تھا کہ خلافت اُن کے خاندان میں منتقل ہو جائے گی اس وجہ سے ان کی اولاد ہمیشہ سے اس کی متوقع تھی اور اس کے متعلق ان کے آپس میں گفتگو ہوتی تھی علی بن محمد نے (رواۃ کے سلسلے سے) بیان کیا ہے کہ ابو ہاشم شام آئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ملے اور کہا کہ مجھے ایک خبر معلوم ہے میں چاہتا ہوں کہ تمکو بتا دوں بشرطیکہ تم کسی سے اُس کا ذکر نہ کرو اور وہ بات یہ ہے کہ خلافت جس کے لئے اور لوگ متوقع ہیں تمہارے خاندان کو حاصل ہو گی، محمد بن علی نے کہا میں اس بات کو پہلے سے جانتا ہوں آپ کسی دوسرے سے ہرگز ہرگز اس کا ذکر نہ کریں۔ (۲۴)

علی نے بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث نے بغاوت کی اور اس کی اطلاع

حجاج نے عبدالملک کو لکھ بھیجی تو اُس نے خالد بن یزید کو بُلایا اور اس واقعہ سے آگاہ کیا خالد نے کہا چونکہ یہ فتنہ سجستان سے شروع ہوا ہے اس لئے اس کا کوئی بُرا اثر تم پر نہ پڑے گا البتہ اگر یہ خراسان سے اٹھا ہوتا تو ہمیں خوف ہوتا۔

امام محمد بن علی بن عبداللہ رضؓ بن عباس رضؓ نے یہ بات کہی تھی کہ ہمارے لئے تین وقت مقرر ہیں ایک ظالم یزید بن معاویہ کی موت۔ دوسرے ہجرت کی پہلی صدی کا ختم تیسرے افریقیہ کا فتنہ۔ اس آخری موقع پر ہمارے داعی علی الاعلان ہمارے لئے تحریک کریں گے مشرق سے ہمارے انصار ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ اُمنڈ آئینگے کہ تمام مغرب اُن کے گھوڑں سے پُر ہو جائے گا اور وہ ظالموں کے تمام خزانوں پر قبضہ کرلیں گے۔

چنانچہ یہی ہوا کہ جب یزید بن ابی مسلم افریقیہ میں قتل کیا گیا اور بربر نے نقض بیعت کی تو محمد بن علی نے ایک شخص کو خراسان روانہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ بہترین شخص کے لئے دعوت دے مگر کسی کا نام نہ لے۔

اس سے پہلے ہم ان داعیوں کا ذکر کر چکے ہیں جن کو محمد بن علی نے خراسان بھیجا تھا، محمد بن علی نے انتقال کیا اور اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا وصی مقرر کیا۔ ابراہیم نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان سبیع کے مولیٰ کو خراسان بھیجا اور تمام نقیبوں کو اسکی اطاعت کی ہدایت لکھ بھیجی۔ انھوں نے ابراہیم کی ہدایات تسلیم کرلیں۔ ابوسلمہ کچھ روز خراسان میں قیام کرنے کے بعد ابراہیم کے پاس واپس آگیا ابراہیم نے اُسے پھر خراسان بھیجا اور اس مرتبہ ابومسلم کو بھی اُس کے ہمراہ کیا۔ ہم ابومسلم کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں، اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ مروان کے ہاتھ وہ خط آگیا جو امام ابراہیم نے ابومسلم کے خط کے جواب میں ابومسلم کو خراسان لکھا تھا اور اُس میں اُسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جسقدر عربی بولنے والے ہوں اُن کو قتل کردے۔ اس خط کو پڑھکر مروان نے اپنے والی دمشق کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے عامل بلقاء کو حمیمہ جانے کا حکم دے تاکہ وہ ابراہیم بن محمد کو گرفتار کرلائے اور پھر انھیں میرے پاس بھیجدیا جائے۔

عثمان بن عروہ بن محمد بن عمّار رضؓ بن یاسر راوی ہے کہ میں حمیمہ میں ابوجعفر کے ساتھ مقیم تھا اُن کے ساتھ اُن کے دو بیٹے محمد اور جعفر بھی تھے میں اُن دونوں کو

دوڑا رہا تھا کہ اتنے میں ابو جعفر نے مجھ سے کہا کیا کر رہے ہو نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال
کو پہنچ گئے ہیں میں نے نظر اُٹھائی تو، دیکھا کہ مروان کے ہرکارے ابراہیم بن محمد کی
گرفتاری کے لئے موجود ہیں میں نے کہا مجھے اجازت دیجئے تو اُن کے مقابلہ کیلئے
باہر نکلوں، انھوں نے کہا بھلا ام عمار بن یاسر کے بیٹے ہو کر ہمارے گھر سے نکل جانا چاہتے ہو
صبح کی نماز کے بعد اُنھوں نے مسجد کے دروازوں پر قبضہ کرلیا اور اُن کے
ہمراہیوں کے قلوب کو مطمئن کرنے کیلئے پوچھا کہ ابراہیم بن محمد کہاں ہیں لوگوں نے
کہا یہ موجود ہیں مروان کے سپاہیوں نے انکو گرفتار کرلیا۔

جب مروان نے ان لوگوں کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا تھا تو اُن کی شکل
وصورت وہ بتائی تھی جو ابو العباس کی تھی جن کے متعلق اُس نے کتابوں میں پڑھا تھا
کہ اس شکل وہئیت کا شخص اُن کو قتل کرے گا، جب یہ سپاہی ابراہیم کو اُس کے
پاس لائے تو اُس نے کہا یہ تو اُس شکل کے نہیں ہیں جو میں نے بتائی تھی سپاہیوں
نے جواب دیا کہ وہ علامات جو آپ نے بیان کی تھیں وہ سرے میں تھیں مروان نے
اُن کو پھر اُسی شخص کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا مگر ان لوگوں کو اسکی اطلاع ہو چکی تھی
وہ بھاگ کر عراق جا چکے تھے۔

(۲۶)

علی بن موسیٰ کا باپ راوی ہے کہ مروان نے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری
کیلئے اپنا ایک عہدیدار حمیمہ بھیجا اور اُس سے ابراہیم کی صفات بیان کردیں جب وہ
شخص حمیمہ آیا تو اُس نے اُن صفات کو ابو العباس عبداللہ بن محمد میں پایا مگر جب
ابراہیم بن محمد سامنے آئے اور اُن کو امان دی گئی تو لوگوں نے اُس افسر سے کہا کہ
آپ کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا گیا ہے اور یہ تو عبداللہ ہیں چنانچہ جب یہ بات
اُس پر بھی ظاہر ہوگئی تو اُس نے ابو العباس کو چھوڑ دیا اور ابراہیم کو گرفتار کرکے
اپنے ساتھ لے لیا۔

میں اور کچھ بنی عباس اُس کے ساتھ روانہ ہوئے، ابراہیم بھی روانہ ہوا
اس کے ہمراہ اُن کی ایک اُمّ ولد بھی تھی جسے وہ بہت محبوب رکھتا تھا۔ ہم نے
اُس سے کہا کہ صرف یہ ایک آدمی ہے جو تمہاری گرفتاری کے لئے آیا ہے کیوں
نہ ہم اسے قتل کردیں اور پھر کوفہ کی راہ لیں، وہاں سب ہمارے طرفدار موجود ہیں

وہ ہماری حمایت کریں گے، ابراہیم نے کہا تمہاری مرضی، ہم نے کہا ذرا ٹھہرو ہمیں
اس مقام پر پہنچنے دو جہاں سے عراق کو راستہ جاتا ہے، چنانچہ جب ہم اس جگہ آئے
جہاں سے ایک راستہ عراق کو اور دوسرا جزیرے جاتا تھا وہاں ہم نے منزل کی۔
ابراہیم کا یہ دستور تھا کہ وہ رات بسر کرنے کے لئے اپنی اُمِّ ولد کے پاس ہم سے علیحدہ
ہوکر چلے جاتے تھے جس کام کا ہم نے ارادہ کیا تھا اس کی اجازت کے لئے ہم ان کے
پاس آئے انھیں آواز دی وہ باہر آنے کے لئے اُٹھے مگر اُن کی اُمِّ ولد اُنھیں لپٹ گئی
اور کہا کہ یہ وقت آپ کے باہر جانے کا نہیں ہے اس ارادے کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے
اس کا کوئی جواب نہیں دیا اُس نے اصرار کیا اور کہا کہ جب تک مجھے آپ اپنے ارادے
سے آگاہ نہ کریں گے میں آپ کو نہ جانے دوں گی، ابراہیم نے اپنا ارادہ اُسے بتادیا
اُس نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ہرگز اُسے قتل نہ کریں ورنہ آپ
کے تمام خاندان کو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا اگر آپ نے اُسے قتل کردیا تو
مروان اُن سب عباسیوں کو جو حمیمہ میں ہیں قتل کردے گا، اُس نے اسوقت
تک اُنھیں نہ چھوڑا جب تک کہ اُن سے وعدہ نہ لے لیا کہ وہ اُس قاصد کو قتل
نہیں کریں گے، اس کے بعد وہ نکلکر ہمارے پاس آئے اور یہ واقعہ سنایا ہم نے
کہا آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔

عبدالحمید بن یحییٰ مروان کا میر منشی راوی ہے کہ میں نے مروان سے
کہا کیا آپ کو میری نیت پر شبہ ہے اُس نے کہا نہیں میں نے کہا کیا اگر آپ اُنسے
رشتہ نکاح قائم کریں تو اس میں آپ کی توہین ہوگی اُس نے کہا نہیں۔ میں نے
کہا تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُن سے نکاح کردیجئے اور خود اُن کے
یہاں نکاح کرلیجئے اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر اُن کو کامیابی ہوئی تو اس تعلق
کی وجہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر آپ غالب آگئے تو پھر بھی اُنکی
دامادی آپ کے لئے باعث عار نہیں ہوسکتی مروان نے کہا افسوس اسی بات
کا ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اسے پسند نہیں کرتے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ
اس کے لئے تیار ہیں تو میں خود اس امر میں سبقت کرتا۔

گرفتار ہونے کے بعد جب ابراہیم نے اپنے اہل وعیال کو اپنے بھائی

(۲۷)

ابو العباس عبد اللہ بن محمد کے ہمراہ کوفہ جانے کا حکم دیا اور انھوں نے ابراہیم کو رخصت
کیا تو ابراہیم نے کہا کہ یہ میری تمھاری آخری ملاقات ہے کیونکہ میں قتل کر دیا جاؤں گا
اب تم سب لوگ ابو العباس کی اطاعت و فرماں برداری کرنا ابراہیم نے اپنے
بعد ابو العباس کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔ اب ابو العباس اپنے سارے خاندان کو لیکر
جس میں عبد اللہ بن محمد۔ داؤد، عیسیٰ۔ صالح۔ اسماعیل، عبد اللہ اور عبد الصمد۔
علی کے بیٹے اور یحییٰ ابن محمد عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی اور عبد الوہاب اور محمد ابراہیم کے بیٹے
موسیٰ بن داؤد اور یحییٰ بن جعفر بن تمام تھے ماہ صفر میں کوفہ آیا ابو سلمہ نے ان کو
ولید بن سعد مولیٰ بنی ہاشم کے مکان واقع بنی اود میں اوتارا اور تقریباً چالیس
دن تک اپنے تمام سرداروں اور شیعوں سے ان کی حالت کو چھپائے رکھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کی موت کے بعد ابو سلمہ نے آل ابو طالب
کو خلافت دینے کا ارادہ کیا تھا۔

جبلہ بن فرّوخ اور ابو السّری وغیرہ نے یہ بات بیان کی کہ امام اپنے خاندان کے
ساتھ کوفہ آگئے ہیں مگر ابھی پوشیدہ ہیں اسپر ابو الجہم نے ابو سلمہ سے پوچھا ابو سلمہ نے انکار کیا
اور کہا کہ وہ ابھی نہیں آئے مگر ابو الجہم نے سخت اصرار سے بار بار سوال کیا ابو سلمہ نے کہا
ابھی ان کے خروج کا وقت نہیں آیا ہے، اسی انتظار میں ابو العباس کے ایک
خادم سابق الخوارزمی سے ابو حمید کی ملاقات ہوئی ابو حمید نے اس سے اس کے
آقاؤں کو دریافت کیا اس نے کہا وہ سب کوفہ میں ہیں مگر ابو سلمہ نے ان کو اپنے
اخفا کی ہدایت کر دی ہے، ابو حمید اسے ابو الجہم کے پاس لے آیا اس نے ابو الجہم
سے بھی وہ خبر بیان کر دی اس نے ابو حمید کو سابق کے ہمراہ بھیجا تاکہ وہ ان کے
قیام گاہ سے واقف ہو آئے" ابو حمید وہاں جاکر واپس آیا اس مرتبہ ان کے
ہمراہ ابراہیم بن سلمہ ان کے ہمراہیوں میں سے ایک اور شخص بھی اس کے ساتھ
آیا ان دونوں نے ابو الجہم سے آکر بیان کیا کہ امام محلہ بنی اود کے فلاں مکان
میں فروکش ہیں اور یہاں آنے کے بعد انھوں نے ابو سلمہ سے سَو دینار مانگ
بھیجے تھے مگر اس نے نہیں دیئے۔ یہ سنکر ابو الجہم۔ ابو حمید اور ابراہیم موسیٰ بن کعب
کے پاس آئے اور اس سے سارا واقعہ سنایا اور اسی وقت دو سَو دینار امام کو بھیجے

اس کے بعد ابوالجہم ابوسلمہ کے پاس آیا اور پھر امام کو پوچھا اُس نے کہا ابھی اُن کے خروج کا وقت نہیں آیا کیونکہ اب تک واسط فتح نہیں ہوا ہے ۔
ابوالجہم نے موسیٰ بن کعب کو آکر سارا واقعہ سُنایا اور یہاں سب کی یہ رائے ہوئی کہ امام سے ملنا چاہیئے چنانچہ موسیٰ بن کعب، ابوالجہم ۔ عبدالحمید بن ربعی ۔ سلمہ بن محمد، ابراہیم بن سلمہ، عبداللہ الطائی اسحٰق بن ابراہیم ۔ شراحیل ۔ عبداللہ بن سلام، ابو حمید محمد بن ابراہیم سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین امام سے ملنے چلے، ابوسلمہ کو اُن کے جانے کی اطلاع ہوئی اُس نے انھیں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے کسی کام سے کوفے گئے ہیں، یہ جماعت ابوالعباس کے پاس آئی اُنکے سامنے پہنچکر انھوں نے پوچھا کہ تم میں عبداللہ بن محمد ابن الحارثیہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ ہیں اس جماعت نے خلیفہ کے لقب سے اُن کو سلام کیا، اس کے بعد موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم واپس آگئے، ابوالجہم نے دوسرے اپنے ساتھیوں کو امام کے پاس ٹھہرنے کی ہدایت کی، ابوسلمہ نے ابوالجہم سے پچھوایا کہ تم کہاں گئے تھے اُس نے کہا کہ میں اپنے امام کے پاس گیا تھا، یہ معلوم کر کے اب خود ابوسلمہ امام کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوا مگر اُسکے جانے سے پہلے ہی ابوالجہم نے ابوحمید کو اطلاع دیدی کہ ابوسلمہ وہاں آرہا ہے تم صرف تنہا ابوسلمہ کو امام کے پاس جانے کی اجازت دینا اُس کے اور ساتھیوں کو باہر روک دینا ۔ چنانچہ جب ابوسلمہ وہاں آیا تو اُس کے دوسرے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا اور صرف ابوسلمہ کو اندر جانے کی اجازت دیگئی اس نے ابوالعباس کے پاس جاکر خلیفہ کہکر اُن کو سلام کیا جمعہ کے دن ابوالعباس ایک ابلق گھوڑے پر سوار ہوکر باہر نکلے اور نماز جمعہ کی امامت کی ۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوسلمہ نے خلیفہ کہکر ابوالعباس کو سلام کیا تو ابوحمید نے طعن کے طور پر کہا "تجھ حرامزادے کے علیٰ رغم الفت"، مگر ابوالعباس نے ابوحمید کو ڈانٹا کہ خاموش رہو ۔

بیعت کے بعد ابوالعباس منبر کے سب سے بلند حصہ پر آکر بیٹھے اور داؤد بن علی اُن سے نیچے بیٹھا، ابوالعباس نے اپنی تقریر میں کہا ۔

(۲۹)

اُس خدا کا شکر ہے کہ جس نے خوبی کے لحاظ سے اسلام کو اپنا دین بنایا اُسے شرف اور عظمت دی، اُسی دین کو ہمارے لئے پسند کیا، ہم نے اُس کی تائید کی، ہمیں اُس کا اہل جائے پناہ اور حصن بنایا ہمیں اُس کا قائم کرنے والا۔ مدافعت کرنیوالا اور ناصر بنایا۔ ہم پر یہ بات لازم کی کہ ہم اُس کے تقویٰ کی تبلیغ کرتے رہیں، صرف ہمیں اُس کا سب سے زیادہ مستحق اور اہل قرار دیا ہمیں رسول اللہ صلعم کی قرابت کے شرف سے مخصوص کیا، اُن کے اجداد سے ہمیں پیدا کیا انھیں کے خاندان میں ہمیں خلق کیا اور خود اُن کو ہمارے خاندان میں مبعوث فرمایا جو ہمارے دشمنوں کے لئے کڑوے اور ہم مسلمانوں پر نہایت ہی مہربان تھے، اللہ نے اسلام اور اُن کی قرابت کی وجہ سے ہمارا مرتبہ بلند کر دیا اور اس کے لئے اپنی کتاب ناطق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اهل البیت و یطهرکم تطهیرا۔ (ترجمہ اے اہل بیت (نبی)، اللہ چاہتا ہے کہ میل کچیل کو تم سے دور کر دیے اور تمکو اچھی طرح پاک صاف کر دے) اس کے بعد اللہ نے فرمایا۔ قل لا اسئلکم اجراً الا المودة فی القربی) (اے محمد کہدو کہ میں تم سے سوائے اپنے قرابت داروں کی دوستی کے اور کوئی اجر نہیں مانگتا) پھر فرمایا۔ (وانذر عشیرتک الاقربین) (اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈراؤ) پھر فرمایا۔ (ما افاء اللہ علی رسولہ من اهل القری فللّٰہ وللرسول ولذی القربی والیتامی) (اہل ملک سے جو خراج اللہ اپنے رسول کو دے وہ اللہ کے لئے ہے اُس کے رسول کے لئے قرابت داروں کے لئے اور یتیموں کے لئے ہے۔ پھر کہتا ہے، (واعلموا انما غنمتم من شیءٍ فان للّٰہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی) اے مسلمانو تمکو معلوم ہونا چاہیئے کہ جو غنیمت تمکو ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے اُس کے رسول کا ہے قرابت داروں کا ہے اور یتامیٰ کا ہے۔ اس طرح اللہ عزوجل نے ہماری فضیلت بتا دی اور ہمارے حق اور دوستی کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا۔ ہماری عزت افزائی کی اور اپنے فضل سے خراج اور غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کر دیا۔ گمراہ سبائیہ فرقہ کا یہ خیال باطل ہے کہ حکومت سیاست اور خلافت کے ہمارے سوا دوسرے

لوگ زیادہ مستحق ہیں اس کی توجیہ و تاویل کرتے کرتے اُن کی صورتیں بدل گئیں، اے لوگو (۳۰)
اللہ نے ہمارے ذریعہ گمراہی کے بعد لوگوں کو ہدایت دی۔ جہالت کے بعد عقل
دی، ہلاکت سے بچالیا۔ حق کو ظاہر کیا۔ باطل کو نیست نابود کردیا۔ اُن میں جو بات
بری تھی ہمارے ذریعہ اُس کی اصلاح کی پست کو بلند کردیا۔ ناقص کو کامل بنا دیا اختلاف
کو اتفاق سے بدل دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو آپس میں ہمیشہ سے ایک دوسرے کے
دشمن چلے آتے تھے وہ اپنی دنیا و دین میں ایک دوسرے کے ہمدرد بہی خواہ اور
شفیق بن گئے۔ اور آخرت میں وہ ایک دوسرے کے بھائی کی طرح آمنے سامنے
تخت پر متمکن ہوں گے، اللہ نے یہ بات بطور احسان اور عطا کے محمدؐ صلعم کو دی
اُن کے وصال کے بعد اُن کے صحابہ وارثِ حکومت ہوئے جو باہمی مشورہ سے
حکومت کرتے تھے انھوں نے دوسری اقوام کے ممالک فتح کر ڈالے اُن کے
تمام مال پر قبضہ کرلیا مگر اُس کی تقسیم میں اُنھوں نے عدل کیا جہاں خرچ کا موقع تھا وہاں
خرچ کیا باقی جو بچا اُسے مستحقین کو دیدیا اور خود بھوکے رہے اپنے لئے کچھ نہیں لیا۔
اُن کے بعد بنو حرب اور مروان نے دھوکہ سے حکومت پر قبضہ جمایا اور آپس
میں ایک دوسرے کے حوالے کرتے آئے، حکومت میں ظلم شروع کیا خود ہر طرح
کا نفع اُٹھایا اور رعایا پر مظالم ڈھلائے کچھ عرصہ کے لئے اللہ نے اُنھیں ڈھیل دی
اور جب وہ اُن کی اصلاح کی جانب سے مایوس ہوگیا تو اُس نے ہمارے ہاتھوں
اُن سے اپنا انتقام لیا اور ہمارا حق پھر ہمیں دیدیا۔ ہمارے ذریعے ہماری قوم کی پابجائی
کی۔ اُس نے ہماری مدد کی اور اس لئے ہماری حکومت قائم کردی تاکہ ہمارے
واسطے سے وہ اُن پر احسان کرے جنکو اس سرزمین میں کمزور و حقیر سمجھا گیا تھا۔
جس طرح اللہ نے ہمارے خاندان سے اُسکی ابتدا کی تھی اُسی طرح آخر میں ہمیں کو
اُس نے پھر اس کا وارث بنا دیا مجھے اللہ سے یہ توقع ہے کہ اب اُس گوشہ سے
تم پر کوئی ظلم یا زیادتی نہ ہوگی جہاں سے تمکو خیر پہنچتا رہا ہے اور جہاں سے ہمیشہ
بہبودی حاصل ہوئی ہے وہاں سے اب خرابی یا بربادی تمکو حاصل نہ ہوگی۔
ہم اہل بیت صرف اللہ ہی سے توفیق طلب کرتے ہیں۔
اے کوفے والو۔ تم اس بات کے اہل ہو کہ ہم تم سے محبت و اخلاص برتیں

کیونکہ تم ہمارے حق کے اعتراف سے کبھی منحرف نہیں ہوئے اور باوجود ظالموں کے
ظلم کے اتم نے ہماری محبت کو کم نہ ہونے دیا اللہ کا احسان ہے کہ تم نے ہمارا
عہد پالیا ہم تمکو سب سے زیادہ بختاور سمجھتے ہیں اور سب سے زیادہ تمھاری عزت
کرتے ہیں۔ ہم نے تمھاری عطا میں سو دینار کا اضافہ کر دیا ہے۔ اب جنگ کے
لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ میں بڑا خون بہانے والا، قتال ہوں اور پورا پورا انتقام لوں گا
چونکہ سفاح بہت ہکلا تھا اس وجہ سے اس مقام پر پہنچکر اُسے اس قدر ہکلاہٹ
شروع ہوئی کہ وہ تقریر جاری نہ رکھ سکا اور منبر پر ہی بیٹھ گیا۔

اس کے بعد داؤد بن علی منبر پر چڑھا مگر سفاح سے کئی زینہ نیچے کھڑا ہوا
اور اپنی تقریر شروع کی۔

اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہمارے (۳۱)
نبی محمد صلعم کی میراث پھر ہمیں عطا فرمائی اے لوگو۔ دنیا پر جو ظلمت طاری تھی
آج اُٹھ گئی ہے اُس کا پردہ کُھل گیا ہے زمین و آسمان منور ہو چکے ہیں آفتاب
مشرق سے طلوع ہو چکا ہے چاند اپنے مطلع سے بلند ہو چکا ہے کمان اُس کے
بنانے والے کے ہاتھ آگئی ہے تیر اپنے چلے میں واپس آگیا ہے اور حق اپنے
حیز اصلی یعنے تمھارے نبی کی اہل بیت میں جو تم پر عنایت و مہربانی کرنے والے
ہیں پھر واپس آگیا ہے، اے لوگو ہم اس لئے حکومت حاصل کرنے نہیں اٹھے کہ اپنی
دولت کو زیادہ کریں۔ اپنی جائداد بڑھائیں نہریں کھودیں اور عالیشان قصر تعمیر کریں بلکہ
جب انھوں نے ہمارے حقوق کو پائمال کیا ہمارے چچیرے بھائیوں پر مظالم
کئے ہمیں سخت غیرت آئی اور ان حالات کو ہم برداشت نہ کر سکے اسی طرح جو
سلوک اُنھوں نے تمھارے ساتھ کیا اور جو درگت تمھاری بنائی جس بری حالت کو
تم پہنچ گئے تھے ان تمام باتوں کی وجہ سے ہمیں اپنے بستروں پر چین نہیں آتا تھا۔
بنی امیہ نے جو طرز عمل تمھارے ساتھ روا رکھا جس طرح انھوں نے تمکو کھلونا
سمجھکر تم سے بازی گری کی تمکو ذلیل کیا۔ تمھاری آمدنی صدقات اور مال غنیمت
پر خود قبضہ کر لیا اس کی وجہ سے ہم سخت پیچ و تاب کھاتے رہے اور اب ہم اللہ
اور اسکے رسول اور عباس رحمۃ اللہ کے واسطے اپنے اوپر یہ ذمہ لیتے ہیں کہ

اس معاملہ میں ہم ہر خاص و عام کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق عمل کریں گے۔

بنی حرب، بنی امیہ اور بنی مروان ہلاک ہوں کیونکہ انھوں نے اپنے عہد میں دنیائے فانی کو آخرت باقی پر ترجیح دی اسوجہ سے انھوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا۔ خلق اللہ پر مظالم کئے۔ محارم کو توڑ دیا۔ جرائم کئے، بندوں کے ساتھ اپنے طرز حکومت میں جور کیا جن علاقوں سے لذت حاصل کی انھیں پر ظلم کئے، بوجھوں کی گٹھری اٹھائی اور برائیوں کی چادر اوڑھی، گناہ کر کے اکڑتے تھے اور اللہ کی آہستہ مگر سخت گرفت کی طرف سے آنکھ بند کر کے اور اللہ کی چال سے بے خوف ہو کر گمراہی کے میدان میں گھوڑے دوڑاتے تھے کہ اتنے میں رات کے وقت جب کہ وہ سو رہے تھے اچانک اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا وہ اس طرح برباد ہوئے کہ صرف افسانہ رہ گئے ان کے پرزے پرزے ہو گئے اور بے شک ظالموں کے لئے تباہی پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔ (۳۲)

اللہ تعالیٰ نے مروان پر ہمیں مسلط کر دیا اگرچہ اپنے غرور کیوجہ سے وہ اللہ کی گرفت سے بالکل بے خطر تھا چونکہ اس دشمن خدا کے گلے کی رسّی دراز تھی اسلئے وہ اسوقت تو بچ کر نکل گیا اور اس نے یہ گمان کیا کہ ہم اس پر قابو نہیں پا سکتے اس نے اپنی جماعت کو بلایا اپنی تمام تدابیر سے کام لیا اور اپنے رسالہ کے دستوں کو مقابلہ پر بڑھایا مگر یہ سب تدبیریں بیکار ہوئیں اس نے اپنے چاروں طرف اللہ کی شوکت و سطوت اور گرفت کو محیط پایا جس نے اس کے ادعائے باطل اور گمراہ کن خیالات کا قلع قمع کر دیا اور وہ ہر طرف سے بربادی کے حلقہ میں گھر گیا اللہ نے ہماری عزت اور شرافت کو سر بلند کر دیا ہمیں ہمارا حق و راثت واپس دلایا۔

اے لوگو۔ امیر المومنین (اللہ ان کی ہمیشہ مدد کرتا رہے) نماز کے بعد پھر منبر پر آکر اپنی تقریر ختم کریں گے کیونکہ وہ جمعہ کے خطبہ میں اور باتوں کو بیان کرنا نہیں چاہتے علاوہ بریں سخت ہچکے پن کی وجہ سے بھی وہ اپنی تقریر پوری نہیں کرسکے آپ اللہ سے ان کی سلامتی اور عافیت کی دعا مانگیں کیونکہ اللہ نے انکو اس مروان کی جگہ آپ کا امیر المومنین بنایا ہے جو اللہ کا دشمن شیطان کا جانشین تھا

جو اُن کمینوں کا پیرو تھا جنھوں نے امن کے بعد سرزمین خدا پر فساد برپا کیا اسطرح
کہ اس کے دین کو بدل دیا مسلمانوں کے حریم کی بے پردہ وری کی ، موجودہ امیرالمومنین
اگرچہ جوان ہیں مگر اُن میں ادھیڑ عمر والوں کی عقل اور تجربہ ہے - بردبار ہیں اپنے
اُن نیک اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں جنھوں نے ہدایت اور تقویٰ کے راستے
اور طریقے بتاکر بربادی کے بعد دنیا کی اصلاح کی ہے -

اسپر تمام لوگوں نے ابوالعباس سفاح کے لئے دعا مانگی ، پھر داؤد نے
کہا ''اے اہل کوفہ ہم پر ہمیشہ ظلم ہوتا رہا ہمارا حق ہم سے چھین لیا گیا تھا یہانتک
کہ اللہ نے اہل خراسان کو ہمارا حامی بنایا اُن کے ذریعے ہمارا حق ہمیں ملا - ہمارا
استحقاق خلافت آشکارا ہوا اور ہماری حکومت کو اُن سے قوت ملی اور اللہ نے
تمکو وہ بات دکھادی جسکا تم کو شوق تھا اور جسکا تمکو ہر وقت انتظار رہتا اور وہ
کہ ایک ہاشمی کو اب تمہارا خلیفہ مقرر کیا جس سے تم سرخرو ہو گئے اہل شام پر
تمکو مسلط کردیا سلطنت تمکو دیدی - اسلام کو قوی کردیا اور تم کو ایسا امام عطا فرمایا جسے (۳۴۳)
اللہ نے عدالت اور حسن تدبیر دونوں سے بہرہ اندوز کیا ہے اسپر تمکو اللہ کا شکر کرنا
چاہیئے ، ہماری فرمانبرداری کو اپنے اُوپر لازم کرلو اور خود اپنے خلاف کوئی دھوکہ
یا فریب نہ کرو کیونکہ ہماری حکومت دراصل تمہاری حکومت ہے ، ہر خاندان
کا ایک شہر ہوتا ہے ہم تمکو اپنا شہر سمجھتے ہیں -

رسول اللہ صلعم کے بعد سوائے امیرالمومنین علی بن ابی طالب یا ابن عبداللہ
بن محمد (اُس طرف ہاتھ کا اشارہ کرکے) کے اور کوئی خلیفہ جائز منبر پر تقریر کرنیں نہیں
کھڑا ہوا - تم لوگوں کو معلوم رہے کہ اب یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی
یہاں تک کہ ہم خود اُسے حضرت عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ کے سپرد کریں گے ،
جو مصائب ہم پر گذرے اور اب جو نعمت ہمیں حاصل ہوئی ہے ہم اسس پر
رب العالمین کا شکر ادا کرتے ہیں ''

اس کے بعد ابوالعباس منبر سے اُتر آئے داؤد بن علی اُن کے آگے آگے
تھا یہ مقام مقصورہ ہی میں آگئے پھر ابوجعفر کو بیعت کے لئے سب کے سامنے مسجد
میں بٹھایا گیا ، بیعت لیتے لیتے عصر کی نماز کا وقت آگیا اُنھوں نے عصر کی نماز پڑھائی

اور پھر مغرب کی نماز بھی پڑھائی اب رات ہوگئی اور یہ قصر میں چلے آئے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان زمانے میں داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں عراق یا کسی اور ملک میں قیام پذیر تھے یہ دونوں شراۃ جا رہے تھے کہ دومۃ الجندل میں ابو العباس سے اُن کی ملاقات ہوئی جو کوفہ جا رہے تھے اُن کا بھائی ابو جعفر عبداللہ بن محمد، عبداللہ بن علی، عیسیٰ بن موسیٰ یحییٰ ابن جعفر بن تمام بن العباس اور کچھ موالی اُن کے ہمراہ تھے، داؤد نے اُن سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اور کیا قصہ ہے ابو العباس نے سارا قصہ سنایا اور بتایا کہ ہم کوفے جا رہے ہیں تاکہ وہاں اپنی تحریک کو علی الاعلان شروع کریں، داؤد نے کہا اے ابو العباس تم کوفہ جا رہے ہو حالانکہ مروانیوں کا سرخیل مروان بن محمد اہلِ شام وجزیرہ کو لئے ہوئے حران میں عراق کے سر پر بیٹھا ہوا ہے اور خود عراق میں عربوں کا بڑا سردار یزید بن عمر بن ہبیرہ عربوں کی مرکز میں موجود ہے ان حالات میں تمکو کامیابی کی کیا امید ہو سکتی ہے، ابو العباس نے کہا جس نے زندگی کو محبوب رکھا وہ ذلیل ہوا پھر اُس نے تمثیلاً اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا۔

فما میتۃ ان متہا غیر عاجز　　بعار اذا ما غالت النفس غولھا

جب لوگ موت کے خوف سے مرعوب ہو رہے ہوں ایسی جنگ میں اگر میں عزت سے جان دیدوں چاہے وہ کیسی ہی موت ہو اُس موت میں کوئی عار نہیں۔

یہ سن کر داؤد بن علی نے اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف دیکھا اور کہا بخدا تمہارا بھائی سچا ہے مجھے اسی کے ساتھ لیچلو سب زندہ رہیں گے تو عزت سے مریں گے تو عزت سے، چنانچہ یہ سب کوفے پلٹے۔

جب حمیمہ سے کوفے آنے کے ارادے سے اس جماعت کی روانگی کو عیسیٰ بن موسیٰ یاد کرتا تو کہا کرتا تھا کہ صرف چودہ آدمی تھے جو اپنے گھر بار کو چھوڑ کر ہمارے اغراض عالیہ کے حاصل کرنے کے لئے نکلے تھے اُن کی ہمت بڑی، حوصلے بلند اور دل جری تھے۔

(۳۴)

سنہ ۱۳۲ ہجری کے بقیہ واقعات

ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی کی بیعت کی مزید تفصیل

ابوالعباس کی بیعت کے متعلق مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ حسب ذیل روایت یہاں بیان کیجاتی ہے۔

جب ابوسلمہ کو معلوم ہوا کہ مروان نے امام ابراہیم بن محمد کو قتل کر دیا تو اُسکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب بنی العباس کیلئے تحریک شروع کی جائے اُن کے علاوہ دوسروں کی دعوت کے خیال کو اس نے اپنے دل میں چھپائے رکھا اپنے ساتھیوں اور اہل بیت کے ہمراہ ابوالعباس کوفے آئے ابوسلمہ نے اُنھیں بنی اود میں ولید بن سعد کے گھر میں فروکش کیا جب کبھی ابوسلمہ سے امام کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہی کہتا کہ عجلت مت کرو ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

کچھ عرصہ تک وہ اسی اصول پہ کاربند رہا اس زمانے میں وہ اپنی چھاؤنی واقع حمام اعین میں مقیم تھا ایک دن ابوحمید کناسے جا رہا تھا کہ اُسے امام ابراہیم کا ایک ملازم سابق الخوارزمی راستے میں ملا چونکہ ابوحمید امام سے ملنے شام جایا کرتا تھا اسلئے اس ملازم کو پہچانتا تھا اُس نے پوچھا کہ امام ابراہیم کیسے ہیں اُس نے جواب دیا کہ امام کو مروان نے دھوکے سے قتل کر دیا اُنھوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو اپنے بعد اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا اور وہ اپنے تمام اہل بیت کے ساتھ کوفے آگئے ہیں ابوحمید نے اُس ملازم سے کہا کہ تم مجھے اُن کے پاس لے چلو چونکہ سابق نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ بغیر اُن کے علم کے کسی اور کو اُن کا پتہ دے اسوجہ سے اُس نے ابوحمید سے کہا کہ آپ کل اسی جگہ مجھ سے ملئے پھر میں اس کا جواب دونگا حسب وعدہ دوسرے دن ابوحمید اُسی جگہ آیا وہاں اُسے سابق ملا۔ پھر سابق اُسے ابوالعباس اور اُنکے اہل بیت کے پاس لایا جب یہ مکان کے اندر آیا تو اُس نے پوچھا کہ آپ میں

(۳۵)

خلیفہ کون ہیں داؤد بن علی نے ابو العباس کے طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں، ابو حمید نے خلیفہ کہکر اُن کو سلام کیا، اُن کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ جو حکم ہو ہمیں دیجیئے نیز اُس نے ابو العباس سے امام ابراہیم کے قتل کی تعزیت کی۔

ابراہیم بن سلمہ بھیس بدل کر ابو سلمہ کی چھاؤنی میں آیا اور ابوجہم سے آکے ملا۔ جب ابو الجہم نے اُس سے اخفاء راز کا وعدہ کر لیا تو اُس نے کہا کہ میں ابو العباس اور اُنکے اہل بیت کا قاصد ہوں۔ فلاں فلاں صاحب اُن کے ہمراہ ہیں اور وہ فلاں مکان میں مقیم ہیں۔ اُنھوں نے اُن اُونٹوں کا کرایہ دینے کے لئے جنپر وہ یہاں آئے ہیں سو دینار ابو سلمہ سے مانگ بھیجے تھے مگر اُس نے ابتک نہیں بھیجے۔ اتنے میں ابو حمید بھی ابوجہم کے پاس آگیا اور اس نے امام کے آنے کا سارا واقعہ اُسے بتایا اب ابوجہم ابو حمید مع ابراہیم بن سلمہ کے موسیٰ بن کعب کے پاس آئے ابو الجہم نے اُس کو سارا واقعہ سنایا اور ابراہیم بن سلمہ نے جو اطلاع دی تھی وہ بھی بیان کردی۔ موسیٰ بن کعب نے ابو الجہم کو حکم دیا کہ سب سے پہلے وہ رقم فوراً بھیجدی جائے چنانچہ ابو الجہم اُس کے پاس سے واپس آیا اُس نے مطلوبہ دینار ابراہیم کے حوالے کئے اُسے ایک خچر پر سوار کردیا اُس کے ساتھ دو اور آدمی کردیئے جو اُسے کوفے تک پہنچا آئے۔

جب تمام فوج میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مروان نے امام ابراہیم کو قتل کردیا ہے تو ابو الجہم نے ابو سلمہ سے کہا اگر وہ قتل ہوگئے تو اب ان کے بھائی ابو العباس اُن کے بعد خلیفہ اور امام ہیں مگر ابو سلمہ نے اِس تجویز کو مسترد کردیا اور ابو الجہم کو حکم دیا کہ چونکہ یہ لوگ فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں تم ابو حمید کو کوفے مت جانے دو، اُس واقعہ کے دوسری رات کو ابراہیم بن سلمہ ابو الجہم اور موسیٰ بن کعب کے پاس آیا اُن سے آکر ابو العباس اور اُن کے اہل بیت کا پیام پہنچایا وہ اُس رات تمام سرداران فوج اور شیعوں سے ملتا رہا اب یہ سب موسیٰ بن کعب کے فرودگاہ میں جمع ہوگئے۔

(۳۶) اس مجلس میں عبد الحمید بن ربعی۔ سلمہ بن محمد۔ عبد اللہ الطائی۔ اسحٰق بن ابراہیم شراحیل اور عبد اللہ بن بسّام وغیرہ فوجی سردار شریک تھے سب کا مشورہ یہی ہوا کہ ابو العباس اور اُن کے اہل بیت سے جاکر ملیں۔ دوسرے دن یہ پوشیدہ طور پر علیحدہ علیحدہ کوفے آئے موسیٰ بن کعب، ابو الجہم اور ابو حمید

جسکا اصلی نام محمد بن ابراہیم ہے اس جماعت کے نمایندے تھے یہ سب ولید بن سعد
کے مکان آگر ابو العباس کی جماعت کے پاس آئے موسیٰ بن کعب اور ابو الجہم
نے ابو العباس کو دریافت کیا لوگوں نے اشارے سے اُن کو بتادیا ان سب نے
اُن کو سلام کیا۔ امام ابراہیم کی موت پر تعزیت کی اور پھر اپنی فوج میں چلے آئے
مگر ابو حمید، ابو مقاتل۔ سلیمان بن الاسود۔ محمد بن الحسین، محمد بن الحارث نہار بن حصین۔ یوسف بن محمد اور ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو ابو العباس کے پاس چھوڑ آئے
چونکہ ابو سلمہ کو ابو الجہم کے کوفے جانے کی خبر مل چکی تھی اُس نے ابو جہم
سے بلا کر پوچھا کہ تم کہاں تھے؟ ابو الجہم نے کہا میں اپنے امام کے پاس تھا اتنا کہکر
وہ باہر آگیا اُس نے فوراً حاجب بن صدان کو بلا کر کوفے بھیجا اور کہا کہ ابو العباس
کے پاس جاؤ اور اُن کو خلیفہ کہکر سلام کرو، نیز اُس نے ابو حمید اور اُس کے
دوسرے ساتھیوں سے کہلا بھیجا کہ اگر ابو سلمہ وہاں آئے تو صرف تنہا اُسکو اندر جانے
دینا اگر وہ اندر آئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلے تو خیر ورنہ وہیں اُس کا سر
اوڑا دینا۔

اسکے کچھ ہی دیر بعد ابو سلمہ وہاں پہنچا۔ تنہا امام کے پاس آیا اور خلیفہ کہکر
ابو العباس کو سلام کیا، ابو العباس نے حکم دیا کہ تم اپنی چھاؤنی میں واپس جاؤ وہ اُس
رات پلٹ آیا۔

(۳۷) صبح ہوتے ہی لوگوں نے ہتھیار زیب تن کئے اور ابو العباس کے خروج
کے انتظار میں صف بستہ ہو گئے، لوگ ابو العباس کے پاس سواری کے جانور لے آئے
یہ اپنے اہل بیت کے ساتھ اُن پر سوار ہو کر جلوس کی شکل میں ۱۲۔ ربیع الآخر جمعہ کے
دن کوفے کے سرکاری محل میں داخل ہوئے۔ پھر سرکاری محل سے مسجد آئے
منبر پر چڑھے اپنی تقریر میں حمد وثنا کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت اور رسول اللہ صلعم کی
فضیلت بیان کی پھر ولایت وراثت کو بیان کرتے ہوئے اُن کا سلسلہ
اپنے اوپر ختم کیا لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور پھر خاموش ہو گئے،
اُن کے بعد داؤد بن علی نے اُن سے تین درجے نیچے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی
حمد وثنا کے بعد کہا "اے لوگو تمہارے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان صرف

دو خلیفہ ہوئے ایک حضرت علیؓ اور دوسرے یہ ابو العباس جو میرے پیچھے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد دونوں منبر سے اُتر آئے۔

قصر امارت سے نکل کر خود ابو العباس نے حمام اعین میں ابو سلمہ کی چھاؤنی میں پڑاؤ کیا اور اس کے کمرے میں فروکش ہوئے دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا، اس وقت عبداللہ بن بسّام ابو العباس کا حاجب تھا، ابو العباس نے کوفے اور اس کے علاقے پر اپنے چچا داؤد بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ بن علی کو ابو عون بن یزید کے پاس بھیجا۔ اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کے پاس بھیجا جس نے اُس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کے پاس مداین بھیجا۔ ابو الیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسّام بن ابراہیم بن بسّام کے پاس اہواز بھیجا۔ سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طریف کے پاس بھیجا۔ خود ابو العباس اسی چھاؤنی میں کئی ماہ تک قیام پذیر رہے پھر وہاں سے روانہ ہو کر قصر کوفہ کے مدینۃ الہاشمیہ میں فروکش ہوئے کوفے منتقل ہونے سے پہلے ہی، ابو سلمہ کے ساتھ ابو العباس کے سلوک میں فرق پڑ گیا تھا جس سے خود ابو سلمہ بھی واقف ہو چکا تھا۔

اسی سنہ میں مروان بن محمد کو زاب پر شکست ہوئی۔

(۳۸)

جنگ زاب

قحطبہ نے ابو عون عبدالملک بن یزید الازدی کو نہاوند سے شہر زور بھیجا اس نے وہاں عثمان بن سفیان کو قتل کر دیا اور خود موصل کی ایک سمت آکر فروکش ہو گیا، جب مروان کو عثمان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی وہ حران سے روانہ ہو کر اپنے راستے کی ایک فرود گاہ میں آکر فروکش ہوا اور پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا بلوہی۔ مروان نے کہا بلکہ علوی اور بشریٰ اسکا نام ہے، اس منزل سے روانہ ہو کر وہ راس العین ہوتا ہوا موصل آیا، دجلے پر پڑاؤ کیا اور اپنے سامنے ایک

خندق کھودلی۔ دوسری جانب سے ابوعون دریائے زاب پر آکر فروکش ہوا۔ ابوسلمہ نے عُیینہ بن موسیٰ منہال بن قتان اور اسحٰق بن طلحہ کو تین تین ہزار فوج کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لئے بھیجا۔ اپنی خلافت کے اعلان کے بعد ابوالعباس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ، عبداللہ الطائی کو پندرہ سو کے ساتھ عبدالحمید بن ربعی الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور رو داس بن نضلہ کو پانسو کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لئے روانہ کیا پھر ابوالعباس نے اپنے اہل خاندان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ آپ میں سے کون مروان کے مقابلہ پر جانا چاہتا ہے، عبداللہ بن علی نے کہا میں تیار ہوں ابوالعباس نے اللہ کی برکت کی دعا دیکر اُن کو روانہ کیا، عبداللہ بن علی ابوعون کے پاس آیا اُسکے آتے ہی اُس نے اپنے خیمے مع تمام ساز و سامان کے اُس کے حوالے کر دیئے، عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب الطائی کو اپنے محافظ دستے پر مقرر کیا نصیر بن المحتفز کو اپنا پہرے دار بنایا، نیز ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ڈاک کے ذریعے عبداللہ بن علی کے پاس بھیجدیا۔

(۳۹) ۲۔ جمادی الآخر ۱۳۲ھ ہجری کو عبداللہ بن علی نے دریا کی گہرائی دریافت کی چنانچہ دریائے زاب میں ایک پایاب مقام ہمدست ہو گیا اُس نے عُیینہ بن موسیٰ کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا عُیینہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مروان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہوا۔ شام تک فریقین لڑتے رہے جنگ کے لئے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے اب دونوں فریقوں نے لڑائی ختم کر دی اور عُیینہ اُسی پایاب مقام سے دریا کو عبور کر کے پھر عبداللہ بن علی کے پڑاؤ میں چلا آیا صبح کو مروان نے دریا پر پُل باندھا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ کے زیریں جانب جائے اور وہاں خندق کھود کر مورچہ زن ہو جائے اُس کے مقابلے پر عبداللہ بن علی نے مخارق بن غفار کو چار ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا یہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ سے پانچ میل کے فاصلے پر مورچہ زن ہوا، عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ کو اُس کے مقابلے پر بھیجا دونوں میں لڑائی ہوئی جسمیں مخارق کی فوج نے شکست کھائی اُن میں سے کچھ قید کر لئے گئے اور کچھ مارے گئے ولید نے اُنکو عبداللہ کے پاس بھیجدیا اور اس نے مقتولین کے سروں کے ساتھ اُنھیں

مروان کے پاس بھیجدیا، مروان نے حکم دیا کہ کسی قیدی کو میرے سامنے لاؤ، مخارق کو اُس کے پاس لائے یہ نحیف الجثہ تھا، مروان نے پوچھا تم مخارق ہو اُس نے کہا نہیں میں تو فوج کے غلاموں میں ہوں، مروان نے کہا کیا تم مخارق کو پہچانتے ہو، اُس نے کہا جی ہاں مروان نے حکم دیا کہ اچھا یہ سر دیکھکر پہچانو، اُس نے ایک سر کو دیکھکر کہا یہ مخارق ہے، مروان نے اُسے رہا کردیا مروان کے کسی ساتھی نے جب مخارق کو دیکھا جسے وہ پہچانتا نہیں تھا تو کہنے لگا اللہ ابومسلم کا بُرا کرے وہ کسقدر ذلیل نفروں کو ہم سے لڑانے لایا ہے۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے مخارق سے پوچھا کہ کیا تم دیکھکر مخارق کو پہچان لوگے کیونکہ مقتولین کے جو سر ہمارے پاس آئے ہیں اُنکے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں مخارق کا سر بھی ہے اُس نے کہا جی ہاں، مروان نے سروں کو اُس کے سامنے لانے کا حکم دیا اُس نے دیکھکر کہا کہ ان میں مجھے مخارق کا سر نظر نہیں آتا اور میرا خیال یہ ہے کہ وہ بھاگ گیا، مروان نے اُسے چھوڑ دیا جب عبداللہ بن علی کو مخارق کی شکست کی خبر ہوئی تو موسیٰ بن کعب نے اُسے مشورہ دیا کہ قبل اس کے کہ یہ شکست خوردہ فوج ہمارے پڑاؤ میں آئے اور اس کی وجہ سے مخارق کی شکست کا واقعہ ساری فوج میں معلوم ہو آپ خود مروان کے مقابلے پر نکلیں، عبداللہ بن علی نے محمد بن صول کو بُلا کر اُسے فوج کے پڑاؤ پر اپنا جانشین مقرر کیا، اُس کے میمنے پر ابوعون اور میسرے پر مروان ابوالولید بن معاویہ چلے۔ (۴۰)

مروان کے ہمراہ تین ہزار محمّرہ کے باشندے تھے، دوکانیہ، صحصیہ اور راشدیہ جماعتیں بھی تھیں جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر آج زوال آفتاب کے بعد وہ ہم سے لڑے تو ہم ہمیشہ کے لئے اُن کا خاتمہ کردیں گے اور اگر زوال آفتاب سے پہلے ہی وہ ہم سے لڑ پڑے تو پھر ہماری تباہی یقینی ہے۔

مروان نے صلح کے لئے عبداللہ بن علی کے پاس سفرا بھیجے مگر عبداللہ اُس کی چال میں نہیں آیا اور اُس نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے ہم زوال آفتاب سے پہلے ہی اپنے رسالے سے اُسے پامال کردیں گے انشاءاللہ، مروان نے شامیوں کو

ہدایت کی کہ زوال سے پہلے وہ خود جنگ کی ابتدا نہ کریں بلکہ چپ کھڑے رہیں وہ خود
آفتاب کو دیکھنے لگا اتنے میں اُس کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے حملہ کر دیا
مروان کو اس حرکت پر بہت طیش آیا اُس نے اُسے برا بھلا کہا، ابن معاویہ عبداللہ بن علی
کے میمنہ سے لڑنے لگا ابو عون عبداللہ بن علی کی طرف پسپا ہونے لگا، اس پر
موسیٰ بن کعب نے عبداللہ سے کہا کہ آپ تمام فوج کو حکم دیجیئے کہ وہ گھوڑوں سے
اُتر پڑے چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ سب لوگ پیدل ہو جائیں، سب لوگ پیدل
ہو گئے اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر انھوں نے نیزے تان لیئے اور دشمن سے لڑنے لگے
تھوڑی دیر میں لڑائی کا یہ رنگ پلٹا کہ اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا کہ وہ مراجعت کر رہے
ہیں عبداللہ پاپیادہ آگے بڑھا وہ کہتا جاتا تھا بار الہٰ وہ کب موقع آئے گا کہ ہم تیرے
حق کی خاطر ان گمراہوں کو جی بھر کر قتل کریں گے، دوسری طرف سے اہل خراسان
نے للکارا ابراہیم کا بدلہ لو، یا محمد یا منصور!! اب نہایت خونریز لڑائی ہونے لگی،
مروان نے بنی قضاعہ سے کہا کہ تم اُتر پڑو اور انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی سلیم کو
حکم دو کہ وہ پیدل ہو جائیں اُس نے سکاسک سے کہلا کر بھیجا کہ حملہ کرو انھوں نے
جواب دیا کہ تم بنی عامر کو حکم دو کہ حملہ کریں، اب اس نے سکون سے کہلا کر بھیجا
کہ حملہ کرو انھوں نے جواب دیا کہ تم غطفان سے کہو کہ وہ حملہ کریں اب اُس نے
اپنے خاص محافظ دستے کے سردار کو پیدل ہو جانے کا حکم دیا اُس نے اُس کی
بجا آوری سے انکار کیا اور کہا کہ میں اُن کے نیزوں کا نشانہ نہیں بننا چاہتا
مروان نے کہا میں تم کو اس کی سزا دوں گا اس نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ کاش
تم کو اس کی قدرت کبھی نصیب ہو جائے۔ اس کے بعد ہی شامیوں کو شکست ہوئی
مروان بھاگا اور اُس نے پل توڑ دیا چنانچہ جس قدر جنگ میں مارے گئے اُن سے بہت
زیادہ دریا میں غرق ہو گئے ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بھی ڈوب گیا، عبداللہ
بن علی کے حکم سے دریائے زاب پر پھر پل باندھا گیا اور ڈوب جانے والوں کی لاشیں
نکالی گئیں ان میں ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بھی تھا، اس موقع پر عبداللہ بن علی نے
یہ آیت تلاوت کی، واذ فرقنا بکم البحر فانجیناکم واغرقنا آل
فرعون وانتم تنظرون۔ ترجمہ اور جب ہم نے دریا کے ذریعہ تمکو

علٰحدہ کردیا تو ہم نے تمکو بچا لیا اور تمھارے سامنے آل فرعون کو غرق کردیا۔

اس فتح کے بعد عبداللہ بن علی سات روز اپنی اُسی چھاؤنی میں مقیم رہا۔ امیر المومنین ابو العباس کو فتح کی خوشخبری اور مروان کے فرار کی اطلاع دی اور مروان کے پڑاؤ پر قبضہ کرلیا اُس میں بے شمار اسلحہ ساز و سامان اور نقد و جنس اسکے ہاتھ آیا عورتوں میں صرف ایک لونڈی ملی جو عبداللہ بن مروان کی تھی۔

جب ابو العباس کے پاس عبداللہ بن علی کا خط پہنچا اُنھوں نے دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر یہ آیت فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنہر اللہ کے قول وعلمہ مما یشاء تک پڑھی۔ جن سپاہیوں نے اس جنگ میں حصہ لیا تھا اُنھیں پانسو پانسو درہم بطور انعام کے دیئے اور اُن کی معاش اسّی کردی۔

عبدالرحمٰن بن امیہ کہتا ہے کہ جب خراسانی مروان کے مقابلے پر آئے تو مروان کی کوئی تدبیر سود مند نہ ہوئی جو چال چلی اُسی میں اُس کو نقصان اُٹھانا پڑا وہ بالکل بدحواس ہوگیا تھا، جس روز اُس نے شکست کھائی وہ ایک جگہ کھڑا ہوا تھا فوج لڑ رہی تھی اُس نے روپیہ منگوایا تھیلیوں کے مُنھ کھولدیئے لوگوں سے کہا کہ ثابت قدمی سے لڑے جاؤ یہ سب روپیہ تمھارا ہے اب لوگوں نے بجائے لڑنے کے اس روپیہ پر قبضہ کرنا شروع کیا مروان کو اس کی اطلاع ہوئی اُس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ تم فوج کے بالکل پیچھے چلے جاؤ اور جس شخص کو یہ رقم لیجاتے دیکھو اُسے قتل کردو اور اُن کو واپس نہ جانے دو اس حکم کی بجا آوری کے لئے عبداللہ اپنا جھنڈا اور فوج لیکر میدان کارزار سے واپس ہوا اُسے واپس جاتے دیکھکر تمام فوج میں شور مچ گیا کہ شکست ہوگئی نتیجہ یہ ہوا کہ اب واقعی تمام فوج نے شکست کھائی۔ (۴۲)

ایک خراسانی بیان کرتا ہے کہ دریائے زاب پر مروان سے ہمارا مقابلہ ہوا شامیوں نے ہم پر حملہ کیا وہ فولاد کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے، ہم اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوگئے، نیزے ہم نے بلند کرلئے اور اب وہ بادل کی طرح ہمارے سامنے سے پھٹ گئے اللہ نے اُن کو شکست دی ہم نے

اُن کو بیدریغ قتل کیا عبور کرنے کے بعد پُل توڑ دیا گیا جس کی وجہ سے اُن کے دوسرے ہمراہی دریا کے اسی جانب رہ گئے۔ ایک شامی پل پر رہ گیا اُس پر ہمارے ایک شخص نے حملہ کیا شامی نے اُسے قتل کر دیا۔ دوسرا بڑھا وہ بھی مارا گیا تیسرا بڑھا اُس کا بھی خاتمہ ہوا اس طرح اُس نے پے در پے تین آدمی قتل کر دئے یہ رنگ دیکھکر ہمارے ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک تیز تلوار اور مضبوط ڈھال تلاش کر کے لا دو ہم نے یہ دونوں چیزیں اُسے لاکر دیدیں۔ یہ اُس کے طرف بڑھا شامی نے اُس پر وار کیا جسے اُس نے ڈھال پر روک لیا اور پھر خود اُس کے پاؤں پر ایسا ہاتھ مارا کہ اسے قطع کر دیا اور پھر اُسے قتل کر کے واپس آگیا اب ہم سب ملکر حملہ آور ہوئے ہم نے خوشی میں تکبیر کہی یہاں آکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مقتول عبید اللہ الکلابی تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ بروز شنبہ ۱۱۔ جمادی الآخر کی صبح کو مروان نے شکست کھائی اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد رح علی بن عبداللہ بن عباس قتل کئے گئے۔

امام ابراہیم بن محمد کا قتل

اُن کے قتل میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ قتل نہیں کئے گئے بلکہ مروان کی قید میں طاعون سے اُن کی موت واقع ہوئی، جو لوگ اُن کے طاعون سے مرنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں۔

(۴۳) جب ضحاک کے مقابلے کے لئے جاتے ہوئے مروان رقہ آیا تو اُسکے ہمراہ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اُس کے دو بیٹے عثمان اور مروان بھی حالتِ قید میں اُس کے ہمراہ تھے اس نے اُنکو حرّان اپنے قائم مقام کے پاس بھیجدیا جس نے اُن کو اپنے پاس قید کر لیا اُن کے ساتھ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رح عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز عباس بن الولید۔ اور ابو محمد السفیانی جسے بیطار کہتے تھے قید تھے حرّان میں جب طاعون پھیلا تو اُن میں سے عباس بن الولید

ابراہیم بن محمد اور عبداللہ بن عمر حالت قید میں طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

دریائے زاب پر عبداللہ بن علی کے مقابلہ میں شکست کھانے سے پیشتر جمعہ کے دن سعید بن ہشام نے اپنے آدمیوں کے ساتھ قید خانہ میں خروج کیا اور وہ داروغہ جیل کو قتل کر کے باہر نکل آیا۔ ابو محمد السفیانی نے خروج نہیں کیا بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنھوں نے قید سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا جیل ہی میں رہا اہل حرّان اور دوسرے عوام نے سعید بن ہشام، شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک عبدالملک بن بشر التغلبی اور بطریق آرمینہ کے بطریق کو جس کا نام کوشان تھا پتھروں سے ہلاک کر دیا اُن کے قتل کو پندرہ دن گذرے تھے کہ مروان زاب سے شکست کھا کر حرّان آیا اور اب اُس نے ابو محمد السفیانی اور دوسرے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان میں ابراہیم قید تھے مروان نے اُس کو گرا دیا اور ابراہیم اُسی میں دب کر مر گئے۔

مہلل بن صفوان بیان کرتا ہے کہ میں بحالت قید میں ابراہیم بن محمد کے (۴۴)
ساتھ تھا، مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک کو بھی قید کر دیا تھا یہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے اور ایک دوسرے سے بہت خصوصیت و محبت برتتے تھے ایک دن شراحیل کا آدمی ابراہیم کے پاس دودھ لیکر آیا اور اُس نے کہا کہ شراحیل نے کہا ہے کہ میں نے جب اس دودھ کو پیا تو مجھے یہ بہت خوشگوار معلوم ہوا میرا دل چاہا کہ تم بھی اسے پیو ابراہیم نے اُسی دودھ کو لیکر پی لیا اُس کے پیتے ہی اُن کی طبیعت خراب ہو گئی سارا بدن ٹوٹنے لگا، ایک دن مقرر تھا جس میں وہ شراحیل سے ملنے جایا کرتے تھے جب اُس روز جانے میں دیر ہوئی تو شراحیل نے اپنا آدمی بھیجا کہ نصیب دشمناں آپ کا مزاج کیسا ہے کہ آپ اسوقت تشریف نہیں لائے ابراہیم نے جواب دیا کہ اُس دودھ نے مجھے روک لیا ہے جو تم نے مجھے بھیجا تھا یہ سنتے ہی خود شراحیل پریشان ہو کر اُن کے پاس آیا اور انھیں دیکھ کر کہا کہ خدائے واحد کی قسم ہے نہ آج میں نے خود دودھ پیا اور نہ آپ کو میں نے

وہ وہ بھیجا مجھے نہایت رنج ہے کہ آپ کو دھوکہ دیا گیا، اُس رات وہ زندہ رہے دوسرے دن علی الصباح اُن کا انتقال ہو گیا۔

اسی سنہ میں مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مارا گیا۔

مروان کا قتل اور اُس کی تفصیل

نیز اُن شامیوں کا ذکر جنھوں نے فرار کی حالت میں اُس پر قاتلانہ حملے کئے

(۴۵) ابو ہاشم مخلد بن محمد راوی ہے کہ جب مروان نے زاب پر شکست کھائی میں اس کی چھاؤنی میں موجود تھا اُس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج اُس کے پاس تھی اُس میں سے خود اُس کی فرود گاہ میں ساٹھ ہزار تھی اور اُس کے بیٹے عبداللہ کے زیر قیادت اتنی ہی تھی۔ مع اپنی فوج کے عبداللہ بن علی سے اُس کا مقابلہ ہوا عبداللہ بن علی کے ساتھ ابو عون اور کئی دوسرے سردار تھے جن میں حمید بن قحطبہ بھی تھا شکست کے بعد مروان نے حرّان کا رخ کیا۔ ابان بن یزید بن محمد بن مروان مروان کا بھتیجا اُسکی طرف سے حرّان کا عامل تھا مروان بیس روز سے کچھ زیادہ وہاں مقیم رہا جب عبداللہ بن علی اُس کے قریب پہنچا تو مروان اپنے تمام اہل و عیال بیوی بچوں کو لیکر تیزی سے بھاگا، ابان بن یزید کو حران چھوڑ آیا یہ اُسکا داماد بھی تھا اُم عثمان مروان کی بیٹی اُسکے نکاح میں تھی، اب عبداللہ بن علی حرّان پہنچا ابان نے خود ہی سیاہ علم بلند کر کے اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا اور عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی اور اُسکی اطاعت قبول کر لی عبداللہ بن علی نے اُسے اور اُن سب لوگوں کو جو اُسوقت حرّان اور جزیرے میں تھے امان دی۔ مروان قنسرین سے گذرا عبداللہ بن علی اُسکے تعاقب میں تھا مروان قنسرین سے حمص آیا اہل حمص نے اُسے خوش آمدید کہا اُسکی فوج کیلئے بازار قائم کر دئے اُسکی اطاعت و فرمان بری کا اقرار کیا یہ دو یا تین دن یہاں ٹھہر کر روانہ ہو گیا جب اہل حمص نے دیکھا کہ اُسکے ساتھی بہت تھوڑے ہیں اُنکے دل میں اسکا لالچ پیدا ہوا اور کہنے لگے کہ یہ شکست کھا کر خوفزدہ بھاگ رہا ہے کیوں نہ اسے پکڑ لیا جائے

اس خیال سے اُس کی روانگی کے بعد یہ لوگ اُس کے تعاقب میں چلے اور چند میل پر اُسے آملایا۔ مروان نے جب اُن کے گھوڑوں کے غبار کو دیکھا اُس نے اپنے موالیو میں سے دو سرداروں کو جن میں ایک کا نام یزید اور دوسرے کا حملد تھا ایک وادی میں دو جگہ کمینگاہ میں متعین کر دیا۔ جب اہل حمص کے عوام اُن کمینگاہوں سے گذر آئے تو اب مروان اپنی جماعت کے ساتھ اُن کے مقابلہ پر صف بستہ ہو گیا اور اُنھیں خدا کا واسطہ دیا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ، مگر اُنھوں نے بغیر لڑے بھڑے واپس جانے کیلئے آمادگی ظاہر نہ کی غرض کہ جنگ شروع ہوئی اُسکے بعد ہی وہ دونوں فوجیں جو کمینگاہوں میں متعین تھیں اہل حمص کے عقب سے نمودار ہوئیں مروان نے اُنھیں شکست دی اُس کے رسالہ نے اہل حمص کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا اور شہر حمص کے قریب تک اُن کا تعاقب کیا۔

(۲۲) وہاں سے چلکر مروان دمشق آیا ولید بن معاویہ بن مروان اس کا داماد دمشق کا والی تھا مروان کی بیٹی اُمّ الولید اس کے نکاح میں تھی مروان نے دمشق کو بھی خیرباد کہا اور وہ اپنے داماد کو وہاں چھوڑ گیا عبداللہ بن علی نے دمشق پہنچکر اُس کا محاصرہ کر لیا چند روز کے محاصرہ کے بعد بزور شمشیر دمشق فتح ہوا عبداللہ بن علی قتل عام کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ مقتولین میں ولید بن معاویہ بھی تھا عبداللہ بن علی نے دمشق کی فصیل منہدم کر دی۔

مروان اردن پہنچا۔ ثعلبہ بن سلامۃ العاملی جو مروان کی طرف سے اردن کا عامل تھا وہ اردن چھوڑ کر مروان کے ساتھ ہو لیا اور اب اردن پر کوئی عامل نہ رہا عبداللہ بن علی نے اردن آکر کسی کو اُسکا والی بنایا۔ مروان فلسطین آیا۔ رماحس بن عبدالعزیز اس کی طرف سے وہاں کا والی تھا یہ بھی اپنا علاقہ چھوڑ کر اُس کے ہمراہ ہو گیا مروان فلسطین سے مصر پہنچا یہاں سے بھی نکلکر مصر کی ایک منزل بوصیر نام آیا یہاں عامر بن اسماعیل اور شعبہ نے جنکے ساتھ موصل کا رسالہ تھا اس پر شب خون مارا اور اُسی مقام میں اُسے قتل کر دیا۔ اُس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ اُسی رات ملک حبشہ کی طرف بھاگ گئے مگر وہاں بھی اُنھیں امان نہ ملی حبشیوں نے اُن کا مقابلہ کیا عبداللہ کو تو قتل کر دیا اور عبیداللہ نے اپنے

معدودے چند ساتھیوں کو لیکر جن میں بکر بن معاویۃ الباہلی بھی تھا بھاگ کر اپنی جان بچائی یہ مہدی کی خلافت تک بچارہا پھر اسے نصر بن محمد بن الاشعث عامل فلسطین نے گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیجدیا۔

مروان کی فوج کی تعداد کے متعلق ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب مروان کا مقابلہ عبداللہ بن علی سے ہوا اس وقت خود مروان کے زیر قیادت ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ اس کے علاوہ اس کے بیٹے عبداللہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ اس جنگ میں عبداللہ بن علی کے زیر قیادت جو فوج تھی اُس کی تعداد کے متعلق بھی ارباب سیر کا اختلاف ہے ابو موسٰی بن مصعب مروان کے کاتب سے یہ روایت ہے مروان کی شکست کے بعد عبداللہ بن علی شام پر قابض ہو گیا میں نے اس سے امان مانگی اُس نے مجھے امان دیدی ایک دن میں اُس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور عبداللہ بن علی تکیے کے سہارے بیٹھا تھا لوگوں نے مروان اور اُس کی شکست کا ذکر شروع کیا عبداللہ بن علی نے مجھسے پوچھا کیا تم جنگ میں موجود تھے میں نے کہا جی ہاں اُس نے کہا تو پھر اُس کا سارا واقعہ مجھسے بیان کرو! میں نے کہا کہ جس روز مروان کو شکست ہوئی اُسی دن اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں دشمن کی فوج کا شمار کروں میں نے کہا کہ میں صاحب قلم ہوں فوجی آدمی نہیں ہوں اسکے بعد خود مروان نے اپنے داہنے اور بائیں نظر دوڑائی اور مجھ سے کہنے لگا کہ دشمن کی تعداد بارہ ہزار ہے یہ سنکر عبداللہ بن علی گاؤ تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا کہنے لگا اللہ اُسکا برا کرے اسکا اندازہ کسقدر صحیح تھا بخدا اُس دن خود ہمارے دفتر میں بارہ ہزار سپاہ سے زیادہ درج نہ تھی۔

(پہلے سلسلۂ بیان کے مطابق)

زاب پر شکست کھا کر مروان موصل آیا ہشام بن عمرو التغلبی اور بشر بن خزیمۃ الاسدی موصل کے عامل تھے مروان کی فوج نے اپنے دشمن کی پیشقدمی روکنے کے لئے پل توڑ دیا شامیوں نے ان کو للکارا کہ یہ ضرور مروان ہے انھوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو بھلا امیر المومنین بھاگتے ہیں۔ مروان بلدکیطرف چلدیا اور دجلہ کو عبور کر کے حران آیا پھر دمشق آیا ولید بن معاویہ کو دمشق پر

چھوڑ آیا اور اُس سے کہا کہ جب تک اہل شام جمع ہوں تم دشمن سے لڑتے رہنا
دمشق سے مروان فلسطین آیا اور دریائے ابوفطرس پر فروکش ہوا حکم بن ضبعان الجذامی
نے سارے فلسطین پر قبضہ کرلیا تھا مروان نے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع الجذامی
سے روپیہ طلب کیا عبداللہ بن یزید نے اُس کا مطالبہ پورا کردیا۔ سرکاری خزانہ
حکم کے قبضہ میں تھا۔

ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو مروان کے تعاقب کا حکم دیا۔ عبداللہ
موصل آیا۔ ہشام بن عمرو التغلبی اور بشر بن خزیمہ نے اسکا استقبال کیا اُس کے آنے
سے پہلے ہی اُنھوں نے اہل موصل کے ساتھ علم سیاہ بلند کردیا تھا اب اُنھوں نے
شہر کو عبداللہ بن علی کے حوالے کردیا۔ عبداللہ حران روانہ ہوگیا اُس نے محمد بن
صول کو موصل کا والی مقرر کیا اس نے اُس مکان کو جس میں امام ابراہیم بن محمد قید
تھے منہدم کردیا۔ عبداللہ بن علی حرّان سے منبج آیا اہل منبج نے بھی علم سیاہ
اختیار کرلیا تھا عبداللہ بن علی نے منبج میں قیام کیا اور ابوحمید المرو روزی کو
اس کا عامل مقرر کیا، یہاں اہل قنسرین نے ابوامیۃ التغلبی کے ذریعے بنی عباس
سے اپنی اطاعت کا پیام بھیجا نیز یہاں عبدالصمد بن علی بھی اس سے آملا جسے ابوالعباس
نے چار ہزار فوج کے ساتھ اُس کی مدد کے لئے بھیجا تھا عبدالصمد کے آنے کے بعد
عبداللہ بن علی دو روز تک منبج میں قیام پذیر رہا، اسکے بعد وہ قنسرین آیا اُس کے (۴۸)
باشندوں نے پہلے ہی علم سیاہ بلند کردیا تھا وہاں دو روز قیام کرکے حمص آیا یہاں چند
روز مقیم رہا۔ اہل حمص نے اُس کی بیعت کرلی، حمص سے بعلبک آیا یہاں دو روز ٹھہرا
وہاں سے روانہ ہوکر عین الجر آیا یہاں بھی دو دن ٹھہرا وہاں سے روانہ ہوکر دمشق کے
تابع دیہات میں سے مزہ نام ایک گاؤں میں آکر فروکش ہوگیا۔

یہاں صالح بن علی اُس کی مدد کے لئے آگیا، اور اب یہ آٹھ ہزار فوج کے ساتھ
مرج عذرا میں قیام پذیر ہوا اسکے ساتھ بسام بن ابراہیم۔ خفاف، شعبہ اور ہیثم بن بسام تھے
یہاں سے بڑھکر خود عبداللہ بن علی دمشق کے شرقی دروازے کے مقابل فروکش ہوا،
صالح بن علی باب الجابیہ کے سامنے ابوعون باب کیسان کے روبرو، بسام باب الصغیر پر،
حمید بن قحطبہ باب توما پر عبدالصمد یحییٰ ابن صفوان اور عباس بن یزید باب الفرادیس

پر فروکش ہوئے، ولید بن معاویہ دمشق میں تھا نکور العصدر سرداروں نے اہل دمشق
اور بلقا کا محاصرہ کرالیا محاصرہ کے دوران میں خود شہر کے اندر فرقہ واری نزاع پیدا
ہوگئی نوبت کشت و خون تک پہنچی آپس ہی میں جدال و قتال شروع ہوگیا اور اہل دمشق
ہی نے ولید کو قتل کر کے ۱۰ رمضان ۱۳۲ھ ہجری بروز چہار شنبہ دشمنوں کے لئے
شہر کے دروازے کھول دیئے، باب شرقی کی جانب سے سب سے پہلے عبداللہ الطائی
شہر کی فصیل پر چڑھا اور باب الصغیر کی سمت سے بسام بن ابراہیم سب کے پہلے
شہر کی فصیل پر چڑھا تھا یہ تین گھنٹے تک فصیل پر اہل دمشق سے لڑتا رہا۔ عبداللہ بن علی
پندرہ دن دمشق میں مقیم رہا۔ یہاں سے فلسطین روانہ ہوا نہر الکوہ پر فروکش ہوا
یہاں سے اُس نے یحییٰ بن جعفر الہاشمی کو مدینہ بھیجا اور خود اردن آیا اہل اردن نے
بھی سیاہ علم اختیار کرلیا تھا یہاں سے روانہ ہوکر بیسان پر منزل کی پھر مرج الروم ہوتا ہوا
نہر ابی فطرس پر فروکش ہوا، مروان یہاں سے بھی بھاگ گیا تھا، عبداللہ بن علی فلسطین
میں ٹھہر گیا یہاں اُسے ابو العباس کا خط ملا جس میں اُسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ صالح
بن علی کو مروان کے تعاقب میں روانہ کردے ؎

(۴۹) ذی قعدہ ۱۳۲ھ ہجری میں صالح بن علی نہر ابو فطرس سے روانہ ہوا ابن عثمان،
عامر بن اسماعیل اور ابو عون اُس کے ساتھ تھے اس نے ابو عون اور عامر بن
اسماعیل الحارثی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا اور خود بھی وہاں سے چلکر
رملہ آیا رملہ سے روانہ ہوکر سب ساحل بحر پر فروکش ہوئے اب صالح بن علی
نے مروان پر قابو پانے کے لئے جو اُس وقت فرما میں تھا کشتیاں جمع کیں اور انھیں بحری
سفر کے لئے ساز و سامان سے درست کر کے روانہ ہوا مروان خشکی پر سمندر کے کنارے
کنارے سفر کر رہا تھا اور اس کے سامنے دشمن کی کشتیاں چل رہی تھیں اسی طرح یہ
عریش پہنچا۔ مروان کو صالح کی پیشقدمی کی اطلاع ہوئی اُس نے اپنے گرد کی تمام فصل
اور چارہ کو جلا دیا اور بھاگ گیا صالح سمندر کے ذریعہ دریائے نیل پر
لنگر انداز ہوا اور آگے چل کر صعید پہنچا صالح کو معلوم ہوا کہ مروان کے
کچھ سوار ساحل پر چارے کو جلا رہے ہیں اس نے اپنے کچھ رسالدار انکے مقابلے کیلئے بھیجے
جو چند آدمیوں کو گرفتار کر کے صالح کے پاس لے آئے صالح اسوقت فسطاط میں تھا

مروان نے نیل عبور کر کے پُل توڑ دیا اور اپنے گرد آگ لگاتا چلا گیا صالح بھی اُس کے تعاقب میں جمپتا یہاں تک کہ دریائے نیل پر مروان کے رسالہ سے اسکی مٹ بھیڑ ہو گئی، جنگ ہوئی صالح نے اُسے شکست دیکر بھگا دیا۔ یہاں سے بڑھکر ایک خلیج پر پہنچے وہاں بھی مروان کے رسالہ تک یہ پہنچ گئے اور اُس کے ایک حصّے کو انھوں نے تہ تیغ کر دیا اور پوری جماعت کو شکست دی۔ اس کے بعد یہ ایک دوسری خلیج پر پہنچے اور وہاں سے اُنھوں نے بھی نیل کو عبور کیا جب عبور کر چکے تو ایک غبار اُٹھتا ہوا نظر آیا یہ لوگ سمجھے کہ یہ مروان ہے صالح نے ایک طلیعہ فضل بن قیمار اور مالک بن قادم کی قیادت میں خبر گیری کیلئے روانہ کیا مگر انھیں وہاں کوئی ایسا نظر نہ آیا جسے یہ بُرا سمجھتے ہوں یہ دونوں سردار صالح کے پاس واپس آگئے صالح وہاں سے آگے بڑھکر ایک گاؤں میں فروکش ہوا جسکا نام ذات الساحل تھا یہاں سے ابوعون نے عامر بن اسماعیل الحارثی کو مع شعبہ بن کثیر المازنی کے اپنے آگے روانہ کیا اُنھوں نے مروان کے رسالہ کو جا ملایا اُسکو شکست دی اُس کے بہت سے آدمی گرفتار کرلئے جن میں سے بعض کو اُنھوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ چھوڑ دیا اور ان سے مروان کا پتا پوچھا ان لوگوں نے امان کی شرط پر اُس کا مقام بتا دیا۔ یہ دونوں سردار اُس پتہ پر روانہ ہوئے اور اُسے بوصیر نام گاؤں میں ایک گرجا میں فروکش پایا۔ رات کے آخر حصّے میں یہ وہاں جا پہنچے فوج تو بھاگ گئی مگر مروان چند آدمیوں کے ساتھ مقابلہ پر نکل آیا اُنھوں نے چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور قتل کر دیا۔

(۵۰) عامر بن اسماعیل بیان کرتا ہے کہ بوصیر میں ہمارا مروان سے مقابلہ ہوا ہمارے ساتھ مختصر سی جماعت تھی، مروان نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہم ایک نخلستان کی طرف پسپا ہو گئے، اگر اُن کو ہماری قلت تعداد کا علم ہو جاتا تو وہ ہمیں ہلاک کر دیتے اس خطرہ کو محسوس کر کے میں نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اگر اسی حالت میں صبح ہو گئی اور اُس وقت دشمن کو ہماری تعداد کی کمی معلوم ہو جائے گی تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا نیز اُس وقت مجھے بکیر بن ماہان کا قول یاد آیا کہ اس نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو ضرور مروان سے لڑنا پڑے گا اور اُس وقت تم کہو گے" ومعید یا جوالسکان" اس کے بعد میں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا میرے ساتھیوں نے بھی اپنے نیام

توڑ بیٹھے اور اب میں نے کہا، "دھید یا جوالکان"، اس فقرہ کے ادا کرتے ہی یہ معلوم ہوا کہ گویا اُن پر آگ برسا دی گئی۔ دشمن نے شکست کھائی ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور تلوار سے اُسکا کام تمام کر دیا۔

عامر بن اسماعیل صالح بن علی کے پاس آیا صالح نے امیر المومنین ابو العباس کو لکھا ہم نے دشمن خدا جعدی کا تعاقب کیا اور اُسے اُس کے شبیہ دشمن خدا فرعون کے ملک میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور کیا اور پھر اُسی ملک میں ہی نے اُسے قتل کر دیا۔

ابو طالب الانصاری بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے رہنے والے مغود نام ایک شخص نے مروان پر نیزہ کا وار کیا یہ مروان کو پہچانتا نہ تھا وار کھا کر مروان گرا کسی نے چلا کر کہا کہ امیر المومنین مارے گئے یہ سنتے ہی شخص تلوار لیکر اُس پر جھپٹے اور کوفہ کے ایک انار فروش نے لپک کر اُس کا سر کاٹ لیا، عامر بن اسمٰعیل نے اُس سر کو ابو عون کے پاس بھیج دیا ابو عون نے اُسے صالح بن علی کو بھیجدیا صالح نے اُسے اپنے افسر شرطہ یزید بن ہانی کے ہاتھ، ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲ھ بروز یکشنبہ ابو العباس کے پاس بھیجدیا۔ اس کے بعد صالح فسطاط پلٹ آیا بکر بن وائل کا ایک معمر شخص راوی ہے کہ میں بکیر بن ماہان کے ہمراہ وبرقنی میں مقیم تھا ہم اُسوقت باتیں کر رہے تھے کہ ایک نوجوان دو چھاگلیں لئے ہوئے سامنے سے گذرا، یہ دجلے گیا اور پانی بھر کر پلٹا، بکیر نے اُسے اپنے پاس بلایا اور نام پوچھا اُس نے کہا عامر بکیر نے کہا کس کے بیٹے ہو اُس نے کہا اسماعیل کا بیٹا ہوں جو بلحارث کے خاندان سے ہے بکیر نے کہا میں بھی بلحارث کی اولاد میں ہوں۔ اس کے معنے یہ ہوئے کہ تم بنی مسلیہ سے تعلق رکھتے ہو عامر نے کہا جی ہاں میں اُن سے تعلق رکھتا ہوں۔ بکیر نے کہا بخدا تم مروان کو قتل کرو گے اور تم اُس وقت یہ جملہ کہو گے "یا جوالکان وہید"[1] (۵۱)

---

[1] میں نے اس جملہ کو بعینہ نقل کر دیا ہے یہ دیہی زبان کا معلوم ہوتا ہے کوشش کے بعد بھی میں اس کا ترجمہ کرنے سے قاصر رہا اور اس کے معنے نہیں سمجھ سکا۔ غور کرنے سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سحر یا ہجان متی سے تعلق رکھتا ہے۔ مترجم۔

کوفہ میں یہ بات مشہور تھی کہ مروان کے قاتل مُسلیہ ہیں، قتل کے دن باسٹھ سال اُس کی عمر تھی۔ دوسرے راوی اُنہتر سال کہتے ہیں، بعض نے اٹھاون سال بیان کی ہے، ۲۷ ذی الحجہ اتوار کے دن قتل کیا گیا، بیعت سے قتل تک اسکی کل مدت خلافت پانچ سال دس ماہ سولہ دن ہے۔ ابو عبد الملک کنیت تھی ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق اس کی ماں ایک کرد لونڈی تھی۔

علی بن مجاہد اور ابوستان الجہنی کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور تھی کہ مروان کی ماں ابراہیم الاشتر کے پاس تھی، اُس کے قتل کے دن یہ محمد بن مروان کے ہاتھ لگی، یہ اُسوقت ہی حاملہ تھی مروان محمد بن مروان کے بستر پہ پیدا ہوا جب ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا عبداللہ بن عیاش المنتوف ابوالعباس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اُس خدا کا شکر ہے کہ جس نے جزیرے کے گدھے اور ایک کثیف میلی عورت کے بیٹے کے عوض رسول اللہ صلعم کے ابن عم اور عبدالمطلب کے پوتے کو ہمارا خلیفہ بنایا۔

اسی سنہ میں عبداللہ بن علی نے نہر ابوفطرس پہ بنی امیہ کے بہتر افراد کو قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں قنسرین میں ابوالورد نے ابوالعباس سے بغاوت کی سفید علم استادہ کیا دوسرے لوگوں نے بھی اس کی تقلید کی۔

ابوالورد کی بغاوت اور اُسکے شرکاء کا حال

(۵۴) ابوالورد جس کا اصلی نام مجزاۃ بن الکوثر بن زفر بن الحارث الکلابی ہے مروان کے معتمد علیہ بہادر سپہ سالاروں میں تھا مروان کی شکست کے وقت یہ قنسرین میں تھا جب عبداللہ بن علی یہاں آیا ابوالورد نے اُس کی بیعت کر لی اور اپنی جمعیت کے ساتھ اُس کے ساتھ ہو گیا، مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد بالس اور ناعورہ میں اپنی بڑی سی تھی عبداللہ بن علی کا ایک فوجی سردار جو ہزارہ مردوں میں سے تھا ڈیرہ سو فوج

کے ساتھ بالس آیا اس نے مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد اور اُن کی عورتوں کی توہین وتحقیر کی، اُن میں سے کسی نے اُس کی شکایت ابوالورد سے کی اسکے سنتے ہی یہ اپنے مزرعہ زراعہ بنی زفر سے جسکا نام خُساف تھا اپنے چند خاندان والوں کو لیکر نکلا اور عبداللہ بن علی کے مذکورالصدر سردار پر چڑھ دوڑا جو اس وقت حصن مُسلمہ میں فروکش تھا ابوالورد نے اس پر حملہ کر دیا دونوں میں جنگ ہوئی ابوالورد نے اُسے مع اس کے تمام ساتھیوں کے اس جنگ میں ہلاک کر دیا اور سفید علم نصب کر کے عبداللہ بن علی سے اپنی براءت کا اعلان کر دیا اُس نے اہل قنسرین کو بھی اُسکی دعوت دی وہ سب کے سب اُسکے ساتھ شریک ہو گئے، ابوالعباس اُسوقت حیرہ میں تھے اور عبداللہ بن علی اُسوقت حبیب بن مُرّۃ المری سے جنگ کرنے میں اُلجھا ہوا تھا۔ سرزمین بلقا بثنیہ اور حوران میں اُن کے مقابلے ہوئے عبداللہ بن علی اپنی کثیر جماعتوں کے ساتھ اس سے سرگرم پیکار ہوا دونوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں، یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا، چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی خطرہ میں نظر آتی تھی اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا بنی قیس اور دوسرے اُن لوگوں نے جو ان پرگنات بثنیہ اور حوران میں آباد تھے اس کی بیعت کر لی جب عبداللہ بن علی کو اہل قنسرین کی بغاوت کا حال معلوم ہوا اُس نے حبیب بن مُرّہ کو صلح کی دعوت دی احبیب نے عبداللہ سے صلح کر لی اور عبداللہ نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو وعدہ امان دیا اور اب خود ابوالورد کے مقابلہ کے لئے قنسرین روانہ ہوا دمشق سے گذرا یہاں اُس نے ابوغانم عبدالحمید بن الربعی الطائی کو اپنی فوج میں سے چار ہزار فوج دیکر متعین کر دیا۔ اُس وقت دمشق میں عبداللہ بن علی کی ایک بیوی اُم البنین بنت محمدؐ بن عبدالمطلب النوفلیہ جو عمرؓ بن محمدؐ کی بہن تھی دوسری امہات ولد اور اُسکا سامان موجود تھا جب قنسرین جانے کے ارادے سے عبداللہ حمص پہنچا تو اہل دمشق نے بغاوت برپا کر دی اور عثمان بن عبدالاعلی بن سراقۃ الازدی کی قیادت میں سفید جھنڈا بلند کر دیا۔ ابوغانم اپنی فوج کو لیکر ان کے مقابل آیا مگر ان باغیوں نے اُسے بری طرح شکست دی اور اُس کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے اور اس مال ومتاع کو جو عبداللہ بن علی وہاں چھوڑ آیا تھا لوٹ لیا مگر اسکے اہل وعیال سے

(۵۳)

کوئی تعارض نہیں کیا، اب دمشق والوں نے علانیہ طور پر اپنی بغاوت کا اظہار کر دیا مگر عبداللہ بن علی سیدھا ابو الورد کے مقابلہ پر چلا گیا۔

ابو الورد کی حالت یہ تھی کہ اہل قنسرین کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی تھی نیز انھوں نے اپنے قریبی علاقہ حمص و تدمر والوں سے بھی ساز باز کر لی تھی چنانچہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ابو محمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی قیادت میں ابو الورد سے آ ملے ابو محمد کو انھوں نے اپنا سرخیل مقرر کیا تھا اُسکی خلافت کے لئے دعوت دی اور کہا کہ یہی وہ سفیانی ہے جسکا تذکرہ آتا ہے اُن کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی، عبداللہ بن علی اس فوج کے سامنے آیا اُس وقت ابو محمد اپنی پوری فوج کے ساتھ مرج الاخرم میں فروکش تھا مگر تمام فوجی اور جنگی انتظام ابو الورد کے سپرد تھا جو گویا سپہ سالار تھا، عبداللہ نے اپنے بھائی عبدالصمد بن علی کو اپنے دس ہزار سواروں کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا، ابو الورد نے اس فوج پر حملہ کیا اور دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان اِن فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی، نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ ابو الورد کی فوج ثابت قدمی سے لڑتی رہی عبدالصمد نے شکست کھائی اُس کی فوج کے ہزار ہا آدمی اس روز کام آ چکے تھے ، اُس کے بعد اب خود عبداللہ اسی مقام معرکہ میں آیا جہاں عبدالصمد ناکام رہا تھا، عبداللہ کے ساتھ حمید بن قحطبہ اور دوسرے اُس کے ساتھی سردار بھی اُس وقت موجود تھے اب اُسی گھاٹی مرج الاخرم میں دوبارہ ان دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی، نہایت شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا عبداللہ کی فوج کا ایک حصّہ پہلے تو پسپا ہو گیا تھا مگر پھر پلٹ کر مقابلہ پر آ گیا۔ عبداللہ اور حمید بن قحطبہ دشمن کے سامنے ڈٹے رہے اور اُسے مار بھگایا۔ مگر ابو الورد اپنے اعزا اور ہم قوم تقریباً پانسو آدمیوں کے ساتھ آخر دم تک میدان میں دشمن کے مقابلہ پر جا رہا یہاں تک کہ یہ سب کے سب مارے گئے۔

ابو محمد اپنے کلبی پیروؤں کے ساتھ وہاں سے بھاگا اور تدمر پہنچا، عبداللہ بن علی نے اہل قنسرین کو امان دیدی۔ اُنھوں نے پھر علم سیاہ اختیار کر لیا اور اُس کی بیعت کر کے اُس کی اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کر لیا اس قضیے سے فارغ ہو کر اب عبداللہ بن علی دمشق کی بغاوت فرو کرنے دمشق کی طرف پلٹا کیونکہ اُسے اُنکی علانیہ

(۵۴)

بغاوت اور ابو غانم کو مار کر بھگا دینے کا حال معلوم ہو چکا تھا، اُس کے دمشق کے قریب
پہنچنے کے ساتھ سب لوگ بھاگ گئے اور بغیر لڑے بھڑے خود بخود متفرق و منتشر
ہو گئے عبداللہ نے ان سب کو امان دیدی اور باوجود ان کے غدر کے انھیں کوئی
سزا نہ دی۔

اُس شکست کے بعد جو مرج الاخرم میں اُسے نصیب ہوئی تھی ابو محمد ہمیشہ نقل مکان کرکے
چھپتا پھرتا تھا اسی حالت میں حجاز پہنچا، زیاد بن عبیداللہ الحارثی ابو جعفر کے عامل کو
اُس مکان کا پتہ چل گیا جہاں وہ چھپا ہوا تھا اس نے اُس کے لئے اپنا رسالہ بھیجا
اس رسالہ نے اُسکا مقابلہ کیا وہ بھی لڑا اور مارا گیا، اُسکے دو بیٹے قید کر لئے گئے
زیاد نے اُس کے سر کو معہ اُس کے دو بیٹوں کے امیر المومنین ابو جعفر کے پاس بھیجدیا
ابو جعفر نے اُنھیں رہا کر دیا اور معافی دیدی۔

مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ ان واقعات کے متعلق علی بن محمد کی روایت
یہ ہے کہ قنسرین میں ابو الورد نے خلیفہ مسلمہ سے انحراف کیا، ابو العباس نے عبداللہ
بن علی کو جو اُس وقت فطرس میں تھا ابو الورد سے لڑنے کا حکم دیا عبداللہ بن علی
نے عبدالصمد کو سات ہزار فوج دیکر قنسرین روانہ کیا اُس کے محافظ دستہ کا سردار
مخارق بن غفار تھا اور کلثوم بن شبیب اُس کی شرطہ کا افسر تھا اُس کے بعد پھر عبداللہ
بن علی نے ذویب بن الاشعث کو پانچہزار فوج دیکر اُس کی امداد کے لئے بھیجا نیز اسی طرح
وہ اور دستے بھی بھیجتا رہا اب عبدالصمد نے ابو الورد سے لڑائی شروع کی جسکے پاس
کثیر فوج تھی، عبدالصمد کی فوج نے شکست کھائی مجبوراً یہ بھی پسپا ہوا اور راس سب
شکست خوردہ فوج کے ساتھ حمص آگیا، عبداللہ بن علی نے عباس بن یزید بن زیاد بھر والرحمانی (۵۵)
اور ابو متوکل الجرجانی کو اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ حمص روانہ کیا خود عبداللہ بن علی
اپنے مقام سے چلکر حمص سے چار میل کے فاصلہ پر آکر فروکش ہوا، عبدالصمد اُس
وقت حمص میں تھا اور عبداللہ بن علی نے حمید بن قحطبہ کو خط لکھکر اردن سے
اپنے پاس بلا لیا۔ اہل قنسرین نے ابو محمد السفیانی زیاد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ
بن ابی سفیان کی بیعت کر لی تھی ابو الورد سپہ سالار کی حیثیت سے اسکے ہمراہ تھا،
بیعت کے بعد چالیس دن ابو محمد وہاں مقیم رہا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے

جنکے ہمراہ عبدالصمد اور حمید بن قحطبہ بھی تھے اُسپر حملہ کیا اور اب نہایت شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا دونوں فریقوں نے خوب ہی داد مردانگی دی آخر کار ابو محمد کی فوج نے اپنے دشمن کو ایک تنگ درے میں ڈھکیل دیا اور اب اس فوج کے سپاہی مقابلہ سے کھسکنے لگے لڑائی کا یہ رنگ دیکھکر حمید بن قحطبہ نے عبداللہ سے کہا کہ اب ہم کیونکر ٹھہر سکتے ہیں ہمارے دشمن کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے اور ہماری گھٹتی جاتی ہے آپ خود حملہ کیجیے، چنانچہ منگل کے دن جو ۱۳۲ھ کے ماہ ذی الحجہ کا آخری دن تھا دونوں حریفوں میں پھر نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ابو محمد کے میمنہ پر ابو الورد اور میسرہ پر اصبغ بن ذوالة تھا، ابو الورد زخمی ہو کر گرا اور اُٹھا کر اپنے مقام پر لایا گیا مگر وہ جانبر نہو سکا اسکی فوج کی ایک جماعت نے مجبوراً ایک جھاڑی میں پناہ لی مگر حریف نے اُس میں آگ لگا دی اسی اثنا میں اہل حمص نے بنی عباس سے نقض بیعت کی اور اُن کا ارادہ تھا کہ ابو محمد کو وہ اپنا خلیفہ بنائینگے مگر جب اُنھیں اُس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی تو وہ خاموش رہگئے۔

اسی سنہ میں حبیب بن مرة المری نے اور اُسکے ساتھی شامیوں نے نقض بیعت کر کے سفید علم نصب کیا۔

حبیب بن مُرّة کی بغاوت

علی اپنے بزرگوں کے سلسلے سے بیان کرتا ہے کہ حبیب بن مُرّة المُری اور اہل بثنیہ اور حوران نے اسوقت سفید جھنڈا بلند کیا جب عبداللہ بن علی ابو الورد کے مقابلہ پر جسمیں ابو الورد مارا گیا فروکش تھا۔ (۵۶)

مگر دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو الورد کی بغاوت سے پہلے ہی حبیب نے بغاوت کر دی تھی اور جب ابو الورد نے سفید علم نصب کیا اُسوقت عبداللہ بن علی حبیب بن مرة المری سے بلقاء بثنیہ اور حوران کے علاقوں میں نبرد آزما ہو چکا تھا اور اُن میں کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں یہ حبیب مروان کے بہادر

سرداروں میں تھا، چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی معرض خطر میں نظر آئی اس نے بغاوت برپا کردی بنی قیس اور ان پرگنوں شبفنیہ اور حوران کے دوسرے باشندوں نے اسکی بیعت کرلی، جب عبداللہ کو اہل قنسرین کی بغاوت کا علم ہوا اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کرکے اسے اور ان کے تمام ساتھیوں کو معافی دیدی اور خود ابوالورد کے مقابلہ کے لئے قنسرین روانہ ہوگیا۔

اسی سال اہل جزیرہ نے سفید جھنڈا نصب کرکے ابوالعباس سے اپنی بغاوت کا اعلان کردیا۔

اہل جزیرہ کی بغاوت

جب اہل جزیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوالورد اور اہل قنسرین نے بغاوت برپا کردی ہے انھوں نے بھی نقض بیعت کرکے سفید علم نصب کیا اور حران آئے، حران میں اس وقت موسیٰ بن کعب تین ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موجود تھا یہ باغی جماعت سارے شہر میں پھیل گئی اور انھوں نے موسیٰ بن کعب اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا مگر یہ بے سری فوج تھی جسکا کوئی قائد نہ تھا، اسی زمانہ میں مروان کی شکست کی خبر سنکر اسحٰق بن مسلم آرمینیا سے جزیرے آیا تھا اس باغی جماعت نے اسی کو اپنا سردار بنایا اور تقریباً دو ماہ تک موسیٰ بن کعب کو محصور رکھا اس خبر کے معلوم ہوتے ہی ابوالعباس نے ابوجعفر کو اپنی ان فوجوں میں سے جن کے ذریعے اس نے واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا کچھ فوج دیکر حرّان روانہ کیا، حرّان جاتے ہوئے یہ قرقیسیا سے گذرا اس مقام کے باشندوں نے بھی اطاعت سے انحراف کرکے بغاوت کردی تھی اور بنی عباس کے لئے اس نے شہر کے دروازے مسدود کردیئے تھے اس رنگ کو دیکھکر ابوجعفر بغیر وہاں قیام کئے رقہ آیا رقہ میں بھی بغاوت ہوچکی تھی اور وہاں بکار بن مسلم بنی عباس کی مخالفت کیلئے کمربستہ تھا ابوجعفر سیدھا حرّان چلا گیا اور اسحٰق بن مسلم رہا چلا آیا یہ ۱۳۲ھ ہجری کا واقعہ ہے،

(۵۷)

موسیٰ بن کعب اپنی فوج لیکر حرّان سے نکلکر ابوجعفر سے ملا۔ اور بکّار اپنے بھائی اسحٰق بن مسلم کے پاس چلا گیا جس نے پھر اسے بنی ربیعہ کی اُس جماعت کی طرف بھیجا جو دارا اور ماردین میں تھی، اُس وقت ربیعہ کا سردار ایک خارجی بریکہ نام تھا ابوجعفر نے بھی اُس کا رخ کیا اور مقام دارا میں ابوجعفر کا اس جماعت سے مقابلہ ہوا نہایت خونریز لڑائی ہوئی جس میں دونوں حریفوں نے پوری دادِ مردانگی دی بریکہ جنگ میں مارا گیا اور بکار پھر اپنے بھائی اسحٰق کے پاس رہا چلا آیا، اسحٰق نے بکّار کو رہا پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود اپنی بڑی فوج کے ساتھ سمیساط اگر فروکش ہوا اور یہاں اس نے اپنے پڑاؤ کے گرد خندق بنالی۔ دوسری طرف سے ابوجعفر اپنی فوجوں کے ساتھ بڑھا۔ رہا میں بکّار نے اس کا مقابلہ کیا اور دونوں میں کئی جھڑپیں ہوئیں، ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو لکھا کہ تم اپنی فوج لیکر سمیساط میں اسحٰق کا مقابلہ کرو یہ شام سے جزیرے آیا اور پھر سمیساط میں اسحٰق کے مقابل فروکش ہوا اسحٰق کے پاس ساٹھ ہزار آدمی تھے جو سب کے سب جزیرے کے باشندے تھے ان دونوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا اب ابوجعفر بھی رہا سے یہاں آیا اسحٰق نے صلح کے لئے خط وکتابت شروع کی اور امان طلب کی، ابوجعفر وغیرہ نے اُسے منظور کیا اور ابوالعباس کو اس کے متعلق عرضداشت لکھی ابوالعباس نے حکم دیا کہ اسحٰق اور اُس کے تمام ساتھیوں کو امان دی جائے چنانچہ جب عہد نامہ باقاعدہ طور پر مکمل ہو گیا تو اب اسحٰق ابوجعفر سے ملنے آیا اور دونوں میں پوری طرح صلح ہو گئی، اُس وقت اس کے ہمراہ اُس کے تمام معزز ارباب حل وعقد اور دوست موجود تھے اس واقعہ کے بعد اب اہل جزیرہ اور اہل شام نے پوری طرح اطاعت قبول کر لی اور وفادار بھی رہے، ابوالعباس نے ابوجعفر کو جزیرہ۔ آرمینیا اور آذربیجان کا صوبہ دار مقرر کر دیا یہ اپنے خلیفہ ہوتے تک اسی عہدہ پر برقرار رہا۔

(۵۸) بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اسحٰق بن مسلم العقیلی سات ماہ تک سمیساط میں ابوجعفر کے محاصرہ میں رہا یہ کہتا تھا کہ میں کیا کروں میری گردن پر ایک بیعت کا بوجھ ہے جب تک مجھے اُس شخص کی موت یا ہلاکت کا حال معلوم نہ ہو جائے جس کی بیعت میں نے کی ہے میں اُس سے کسی طرح انحراف نہیں کر سکتا اور نہ کرونگا ابوجعفر نے

کہلا کر بھیجا کہ مروان قتل کر دیا گیا اسحٰق نے جواب دیا پہلے میں اس کی تصدیق کر لوں پھر دیکھا جائے گا اس کے بعد پھر خود اس نے صلح کی درخواست کی اور کہا کہ اب مجھے مروان کے قتل کی صحیح خبر معلوم ہوگئی ہے ابو جعفر نے اسے امان دی اسحٰق اس کے ساتھ ہوگیا ابو جعفر اس کی بڑی وقعت و عظمت کرتا تھا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن علی نے اسحٰق کو امان دی تھی،

اسی سنہ میں ابو جعفر ابو مسلم سے ملنے خراسان روانہ ہوا تاکہ ابو سلمہ حفص بن سلیمان کے قتل کر دینے میں اس کی رائے معلوم کرے۔

ابو مسلم کی ملاقات کیلئے ابو جعفر کا سفر خراسان۔

ہم اس طرز عمل کو بیان کر آئے ہیں جو ابو سلمہ نے ابو العباس کے ساتھ ان کے کوفے آنے کے بعد اختیار کیا تھا اور جس کی تہ میں بنی ہاشم کو برسر اقتدار لانے کی آرزو مضمر تھی اس طرز عمل کی وجہ سے بنی عباس کو اس پر اعتماد باقی نہ رہا تھا اور وہ اس کی خرابی کے درپے تھے ابو جعفر بیان کرتا ہے کہ امیر المومنین ابو العباس کے خلیفہ ہو جانے کے بعد ایک رات ہم سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے اثنائے گفتگو میں ابو سلمہ کے اس طرز عمل کا ذکر آ گیا ہم میں سے ایک شخص نے کہا آپ لوگوں کو کیا علم ہے ممکن ہے کہ وہ رویہ جو ابو سلمہ نے اختیار کیا تھا وہ ابو مسلم کی رائے کی بنا پر ہوا ہو اس پر ہم میں سے کوئی شخص نہ بولا البتہ امیر المومنین ابو العباس نے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ ابو سلمہ کا طرز عمل ابو مسلم کے رائے کی بنا پر تھا تو ہم خطرہ میں ہیں جسے اللہ ہی ہم سے دفع کر سکتا ہے، اس کے بعد ہم سب اٹھ آئے ابو العباس نے مجھے بلا بھیجا اور میری رائے دریافت کی میں نے جواب دیا کہ رائے تو اصل میں آپ کی قابل وقعت و عمل ہے آپ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں انھوں نے کہا ہم میں کسی شخص کو ابو مسلم سے وہ خصوصیت حاصل نہیں ہے جو تم کو ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اصل حقیقت دریافت کرو وہ تم سے اس بات کو پوشیدہ نہیں رکھے گا اگر یہ بات

معلوم ہو کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کی رائے سے کیا ہے تو اُسوقت ہم اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کریں گے اور اگر اس کے خلاف معلوم ہوا تو ہم مطمئن ہو جائیں گے ۔

میں ڈرتا ہوا خراسان روانہ ہوا جب رے پہنچا تو اس وقت حاکم رے کے پاس ابومسلم کا خط پہنچ چکا تھا اُسمیں مرقوم تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن محمد نے تمہارا رخ کیا ہے جب وہ رے آجائیں تو قیام کی اجازت کے بغیر تم انکو اسی وقت خراسان روانہ کر دینا۔ جب میں رے پہنچا تو حاکم رے میرے پاس آیا ابومسلم کے خط کی مجھے اطلاع دی اور اسی وقت کوچ کر جانے کا حکم دیا اس واقعہ سے میرا خوف اور بڑھ گیا میں رے سے بہت خائف اور ہراساں روانہ ہوا جب نیسابور آیا اس کے عامل نے اسی وقت ابومسلم کا خط لاکر مجھے دیا جس میں اُسے حکم تھا کہ جب عبداللہ بن محمد نیسابور پہنچیں تم ان کو فوراً خراسان روانہ کر دینا اور وہاں مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارے علاقہ میں خارجی بستے ہیں اور مجھے اُن کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے لئے اندیشہ لگا ہوا ہے" اس جملہ کو پڑھ کر میرے قلب کو اطمینان ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نیت ہماری ہی حکومت کا قیام ہے میں نیسابور سے بھی روانہ ہوا جب مرو دو فرسخ رہ گیا تو ابومسلم بہت سے لوگوں کے ساتھ میرے استقبال کو آیا میرے قریب آکر وہ پیدل ہو گیا اور پاپیادہ آگے بڑھکر اُس نے میرے ہاتھ چومے میرے کہنے سے وہ پھر سواری پر سوار ہو کر میرے ہمرکاب ہوا اور مرو آگیا۔ میں نے ایک مکان میں قیام کیا تین دن تک اس نے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی کہ میں خراسان کیوں آیا ہوں چوتھے دن اس نے میرے خراسان آنے کی وجہ دریافت کی میں نے اپنا مطلب بیان کیا اس نے کہا کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا تھا وہ اُسی کا خیال تھا اور اب میں آپ کو اس سے بے فکر کر دیتا ہوں ۔ اُس نے مرار بن انس القبی کو بلا کر حکم دیا کہ تم فوراً کوفے جاکر ابوسلمہ کو جہاں پاؤ وہیں قتل کر دو اور اس معاملہ میں امام کی رائے نہ لینا۔ مرار کوفے آیا ابوسلمہ رات کے وقت ابو العباس سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا، مرار اُس کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ گیا قصر سے نکلتے ہی اُسے قتل کر دیا

(۵۹)

اور یہ خبر مشہور کر دی گئی کہ ابو سلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا۔
سالم راوی ہے کہ میں رے سے خراسان تک ابو جعفر کے ساتھ ہو گیا تھا اور اُن کی دربانی کرتا تھا جب ابو مسلم ان سے ملنے کے لئے آتا تو اُن کے قیام گاہ کے دروازے پر گھوڑے سے اُتر جاتا اور دہلیز میں بیٹھ جاتا پھر مجھ سے کہتا کہ میرے لئے اندر جانے کی اجازت حاصل کر و اِس پر ابو جعفر مجھ پر بہت ناراض ہوا اور کہا کہ اب جب کبھی وہ آئے تم فوراً اُن کے لئے پھاٹک کھول دینا اور کہدینا کہ وہ اپنی سواری ہی پر مکان کے اندر چلے جائیں میں نے ابو مسلم سے آکر بیان کیا کہ ابو جعفر نے مجھے ایسا حکم دیا ہے ابو مسلم کہنے لگا کہ ہاں میں جانتا ہوں مگر تم میرے لئے اندر آنیکی اجازت لے لیا کرو۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی نخیلہ کی فرود گاہ سے منتقل ہونے سے پیشتر ہی ابو العباس نے ابو سلمہ سے بے رخی شروع کر دی تھی پھر جب وہ نخیلہ سے مدینۂ ہاشمیہ (۶۰) آکر سرکاری محل میں فروکش ہوئے اُس وقت بھی وہ اُس سے کبیدہ خاطر تھے اور اِس کبیدگی سے خود ابو سلمہ بھی واقف تھا ابو العباس نے اُس کے معاملہ میں ابو مسلم کو لکھا اور بتایا کہ اِس نے انھیں دھوکہ دینا چاہا تھا اور اب بھی وہ اُس سے ڈرتے ہیں ابو مسلم نے امیر المومنین کو جواب دیا " اگر اُس کی یہ حرکت آپ کو معلوم ہوئی ہے تو آپ اُسے قتل کر دیجئے "، مگر داؤد بن علی نے ابو العباس کو اُس کے قتل سے روکا اور کہا کہ ابو مسلم اسکے قتل کو آپ کی مخالفت میں بطور دلیل کے پیش کریگا، اِس وقت اہل خراسان ہی آپ کا ساتھ دے رہے ہیں اور جو کچھ ابو مسلم کا اُن پر اثر ہے وہ بالکل عیاں ہے مناسب یہ ہے کہ آپ ابو مسلم ہی کو لکھیں کہ وہ خود کسی شخص کو بھیجکر اُسے قتل کرا دے، چنانچہ ابو العباس نے ایسا ہی کیا اور ابو مسلم نے مرار بن انس الضبی کو اس کام کے لئے خراسان سے بھیجدیا۔ مرار مدینۂ ہاشمیہ میں ابو العباس سے آکر ملا اور اپنے آنے کا مقصد بتایا ابو العباس نے منادی کر دی کہ اب میں ابو سلمہ سے خوش ہو گیا ہوں نیز اُسے بُلا کر خلعت بھی عطا کیا، اِس کے بعد ایک رات کو ابو سلمہ ابو العباس کے پاس آیا اور تمام رات بیٹھا باتیں کرتا رہا جب آخر شب میں تنہا اور پیادہ اپنے گھر واپس جانے لگا اور قصر کی محرابوں میں سے گذرنے لگا تو مرار بن انس

اور اُس کے دوسرے ساتھیوں نے اُسے روکا اور قتل کردیا شہر کے تمام دروازے فوراً بند کردیئے گئے اور یہ بات مشہور کردی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کردیا صبح کو اُس کی لاش اُس کے مقتل سے نکالی گئی یحییٰ ابن محمد بن علی نے اُسکی نمازِ جنازہ پڑھائی اور مدینۂ ہاشمیہ میں اُسے سپردِ خاک کردیا گیا، سلیمان بن مہاجر البجلی نے یہ شعر اُس کے مرثیہ میں کہا ہے:۔

ان الوزیر وزیر آل محمد اودیٰ فمن یشناک کان وزیرا

(ترجمہ) یہ آلِ محمد صلعم کا وزیر تھا جو ہلاک ہوا اور اُس کی وزارت میں کون عیب نکال سکتا ہے، ابوسلمہ وزیر آل محمد اور ابومسلم امین آل محمد کہلاتے تھے،

(۶۱) ابوسلمہ کے قتل کے بعد ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو تیس آدمیوں کے ساتھ جنمیں حجاج بن ارطاۃ اور اسحٰق بن فضل الہاشمی بھی تھے ابومسلم کے پاس بھیجا جب ابوجعفر ابومسلم کے پاس آگیا تو ایک دن عبیداللہ بن الحسین الاعرج اُس کے ساتھ سیر کے لئے نکلا سلیمان بن کثیر بھی اعرج کے ساتھ تھا سلیمان نے اعرج سے کہا کہ ہم تو آپ لوگوں کی حکومت کے آرزومند تھے اب بھی اگر آپ چاہیں تو ہم آپکی تحریک کی حمایت کے لئے تیار ہیں، یہ بات سنکر عبیداللہ کو گمان ہوا کہ یہ شخص ابومسلم کا جاسوس ہے اُسے اُس کے کہنے سے خوف پیدا ہوگیا، دوسری طرف ابومسلم کو بھی یہ بات معلوم ہوگئی کہ سلیمان اعرج کے ساتھ سیر کے لئے گیا تھا، عبیداللہ نے ابومسلم سے آکر سلیمان کا قول اس خوف کی وجہ سے نقل کردیا کہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو شاید ابومسلم دھوکے سے اُسے قتل کرادے، ابومسلم نے سلیمان بن کثیر سے بلاکر کہا کہ تمکو امام کا وہ حکم یاد ہے جو اُنھوں نے مجھے دے رکھا ہے کہ جسپر میرا شبہ ہو میں اُسے قتل کردوں، سلیمان نے کہا جی ہاں مجھے یاد ہے ابومسلم نے کہا تو اب میں تمکو ملزم قرار دیتا ہوں، سلیمان نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے قتل نہ کریں ابومسلم کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی مجھے تو خدا کا واسطہ دیتا ہے اور خود امام سے فریب کررہا ہے، اسکے بعد ابومسلم نے اُس کے قتل کا حکم دیا مگر اُسے وہاں اپنے سوا کوئی جلاد اُس وقت نظر نہ آیا۔

ابوجعفر ابومسلم سے ملکر ابوالعباس کے پاس واپس آگیا اور اُس نے کہا کہ اگر

تم نے ابومسلم کو زندہ چھوڑے رکھا تو نہ تم خلیفہ ہو اور نہ تمہاری حکومت کوئی شے
رکھتی ہے، ابو العباس نے پوچھا یہ کیسے؟ ابو جعفر کہنے لگا کہ بخدا ابومسلم اپنے ارادے
سے جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے ابو العباس نے کہا چپ رہو خبردار اس بات کو کسی پر
ظاہر مت کرنا۔

اسی سال ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو یزید بن عمر بن ہبیرہ سے لڑنے
کے لیے واسط بھیجا۔ ہم اہل خراسان کی اُس خروج کا حال پہلے بیان کر آئے ہیں
جسکا مقابلہ پہلے قحطبہ اور پھر اُسکے بعد اسکے بیٹے حسن بن قحطبہ کی قیادت میں یزید
بن عمرو بن ہبیرہ سے ہوا اس مقابلہ میں یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے شکست کھائی
اور یہ اپنی شامی فوجوں کو لیکر واسط آیا اور یہاں قلعہ بند ہو گیا۔

(۶۲)

جب ابن ہبیرہ کو شکست ہوئی تمام فوج اُسے چھوڑ کر تتر بتر ہو گئی اس نے
اپنے مال و متاع پر بعض لوگوں کو متعین کر دیا تھا وہ بھی اس مال کو لیکر چلتے بنے،
حوثرہ نے ابن ہبیرہ سے کہا تھا کہ دشمن کا سپہ سالار کام آچکا ہے تمہارے
پاس زبردست فوج موجود ہے بجائے واسط کے کوفے چلو وہاں خراسانیوں کا
مقابلہ کرنا یا قتل ہو جانا یا فتح حاصل کرنا مگر ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو قبول نہیں
کیا اور کہا کہ اب تو ہم واسط چلتے ہیں وہاں پہنچ کر دیکھیں گے، حوثرہ نے کہا بخدا
اسکا نتیجہ صرف یہ ہی ہو گا کہ اس طرح دشمن کی دسترس تم تک ہو جائیگی اور تم مارے جاؤ گے
یحیٰی بن حصین نے مشورہ دیا کہ مروان کے پاس چلنا چاہیئے کیونکہ اُسے اس وقت
سب سے بڑی خوشی ہماری اس فوج کے پہنچ جانے سے ہو گی بہتر یہ ہے کہ آپ
فرات کے راستے مروان کے پاس پہنچ جائیے اور واسط جانے کا آپ نام بھی نہ لیں
کیونکہ وہاں جا کر آپ محصور ہو جائیں گے اور اسکے بعد قتل ہے ابن ہبیرہ نے
اس مشورہ کو قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب مروان اسے
کوئی حکم لکھ کر بھیجتا تھا وہ اُس کی مخالفت کرتا تھا اس بات پر اب اُسے یہ ڈر تھا کہ
کہ اگر وہ مروان کے پاس گیا تو مروان اُسے مروا ڈالے گا۔ غرضکہ اب یہ واسط
آ کر قلعہ بند ہو گیا۔

ابو سلمہ نے حسن بن قحطبہ کو واسط کی تسخیر کے لئے روانہ کیا حسن اور اُس کی فوج نے

دریائے زاب اور دجلہ کے درمیان خندقیں بنائیں اور اُن کی آڑ میں مورچے لگائے
خود حسن نے باب المضمار کو اپنی آڑ میں لیکر اپنے خیمے نصب کئے۔ بدھ کے دن فریقین
میں پہلا معرکہ ہوا۔ اہلِ شام نے ابن ہبیرہ سے باہر نکلکر لڑنے کی اجازت مانگی اُس
نے اجازت دیدی اور اب خود وہ معہ اپنی فوج کے مقابلہ کے لئے حصار سے
باہر آیا۔ اُس کے میمنہ پر اُس کا بیٹا داؤد سردار تھا اور محمد بن نباتہ کچھ خراسانیوں
کے ساتھ جن میں ابو العود الخراسانی بھی تھا اُس کے ہمراہ تھا اب لڑائی شروع ہوئی
حسن کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ سردار تھا، خود ان ابن ہبیرہ باب المضمار کے
سامنے واقعت تھا خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا اور اہل شام کو پسپا کرکے خندقوں
میں ڈھکیل دیا اب لوگ شہر کے دروازے پر جھپٹے اور اتنے بھر آئے کہ جگہ نہ رہی
تمام باب المضمار اُن سے بھر گیا، گوپھن والوں نے گوپھنوں سے پتھر برسائے اسوقت (۶۳)
حسن کھڑا ہوا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اب وہ خود رسالہ لیکر آہستہ آہستہ دریا اور خندق کے
درمیان میدان میں بڑھ آیا، اہل شام پھر پلٹ کر مقابل آئے حسن نے اُن پر دوبارہ
حملہ کیا اُس کی فوج ابن ہبیرہ اور شہر کے درمیان حائل ہوگئی اور اُنہوں نے شامیوں کو
دجلہ پر پسپا ہونے پر مجبور کردیا۔ اُن کی بہت بڑی تعداد غرق ہوگئی اس کے بعد
کشتیاں لائی گئیں اور باقیماندہ فوج کو اُن میں سوار کیا گیا، ابن نباتہ اپنی زرہ بکتر
اتار کر دریا میں کود پڑا پھر ایک کشتی اُس کے لئے بھیجی گئی اور وہ اُس میں سوار ہوگیا،
اب دونوں فریق اپنی اپنی جگہ ٹھٹک گئے اور لڑائی بند ہوگئی۔

سات روز کے بعد دوسری منگل کو پھر اہل شام شہر سے نکلکر مقابلہ پر
آئے اور جنگ شروع ہوئی، ایک شامی نے ابوحفص ہزار مرد پر تلوار کی ایک
ضرب لگائی اور فخریہ کہنے لگا کہ میں سلمی نوجوان ہوں۔ ابوحفص نے اُس پر ضرب
لگائی اور کہنے لگا میں عتکی نوجوان ہوں، ابوحفص کا حریف میدان کارزار میں
کھیت رہا شامیوں کو بُری طرح شکست ہوئی بھاگ کر پھر شہر میں پناہ گزیں ہوگئے
اور اب عرصہ تک صرف یہ لڑائی رہگئی کہ شامی فصیل کے پیچھے سے تیر اندازی
کردیتے تھے!

اسی حالت محاصرہ میں ابن ہبیرہ کو معلوم ہوا کہ ابو امیۃ التغلبی نے علم سیاہ

انتیار کرلیا ہے اُس نے ابو عثمان کو ابو امیہ کے قیام گاہ بھیجا یہ اُس کے پاس اُسکے
خیمے میں چلا آیا اور کہا کہ مجھے امیر نے تمہارے خیمے کی تلاشی کے لئے بھیجا ہے
تاکہ اگر مجھے یہاں علم سیاہ نظر آئے تو میں اُسے تمہاری گردن میں لٹکا کر اور گلے
میں رسی ڈالکر ان کے پاس لے چلوں اور اگر کوئی سیاہ شے نہ پاؤں تو یہ
پچاس ہزار درہم موجود ہیں تمکو بطور صلہ کے دیدوں گا ابو امیہ نے اُسے تلاشی کی
اجازت دینے سے انکار کر دیا ابو عثمان اُسے ابن ہبیرہ کے پاس لے آیا ابن ہبیرہ
نے اُسے قید کر دیا۔ اسی معاملہ پر معن بن زائدہ اور دوسرے بنی ربیعہ نے آپس
میں گفتگو کی اور بنی فزارہ کے تین آدمی پکڑ کر قید کر لئے نیز انھوں نے
ابن ہبیرہ کو گالیاں بھی دیں۔ یحیٰی بن حصین نے آکر انھیں بہت سمجھایا مگر انھوں نے
کہا کہ جب تک ہمارا آدمی رہا نہ کر دیا جائے گا ہم اُن کے آدمیوں کو نہیں
چھوڑیں گے، مگر ابن ہبیرہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا یحیٰی نے
اس سے کہا کہ تم خود اپنے معاملہ کو خراب کر رہے ہو تم محصور ہو تم اُسے
چھوڑ دو ابن ہبیرہ نے کہا میں ہرگز اُسے رہا نہ کروں گا، یحیٰی بن حصین نے (۶۴)
آکر ان لوگوں سے سارا ماجرا بیان کر دیا معن اور عبد الرحمان بن بشیر العجلی
ابن ہبیرہ سے علحدہ ہو گئے یحیٰی نے پھر ابن ہبیرہ کو سمجھایا کہ تم یہ کیا کر رہے
ہو یہی لوگ تمہارے بڑے دلیر شہ سوار ہیں اگر تم نے ان کو بگاڑ لیا اور
محاصرہ میں تمکو اور دیر لگ گئی تو یہ تمہارے لئے دشمن سے زیادہ سختگیر
ثابت ہوں گے، ابن ہبیرہ نے ابو امیہ کو اپنے پاس بلا کر اُسے خلعت دیا
رہائی دی، سمجھوتہ کر لیا اور اب اُن کے تعلقات پھر حسب سابق خوشگوار ہو گئے،
ابو نصر مالک بن الہیثم سجستان کی سمت سے حسن بن قحطبہ کے پاس آگیا اس نے
ابو نصر کے شامل ہو جانے کی اطلاع دینے کے لئے غیلان بن عبد اللہ الخزاعی کی
سرکردگی میں ایک وفد ابو العباس کے پاس بھیجا۔ غیلان حسن سے اس بنا
پر دل میں پرخاش رکھتا تھا کہ اس نے اُسے روح بن حاتم کی مدد کے لئے بھیجدیا تھا
اس نے ابو العباس سے آکر کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ امیر المومنین ہیں
اللہ کی مضبوط رسی ہیں اور اہل تقویٰ کے امام ہیں ابو العباس نے کہا غیلان

کیا چاہتے ہو۔ اُس نے کہا میں آپ سے معافی کا خواستگار رہوں ابو العباس
نے کہا اللہ تمکو معاف کر دے گا، داؤد بن علی نے کہا اے ابو فضالہ اللہ
تمکو نیک توفیق دے کہو کیا کہنا چاہتے ہو غیلان نے کہا، امیر المومنین آپ
اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو ہمارا سردار بنا کر ہم پر احسان کیجئے، ابو العباس
نے کہا کیا میرا ہی آدمی حسن بن قحطبہ تمہارا سردار نہیں ہے غیلان نے کہا امیر المومنین
آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کو ہمارا سردار مقرر کیجئے، ابو العباس نے
پھر وہی جواب دیا غیلان کہنے لگا امیر المومنین آپ اپنے خاندان کے کسی
آدمی کو ہمارا سردار بنائیے تاکہ اُسے دیکھکر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، ابو العباس
نے اُس کی درخواست منظور کر لی اور ابو جعفر کو حسن کی جگہ سپہ سالار بنا دیا
ابو جعفر نے غیلان کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا جب غیلان واسط آیا تو ابو نصر
نے اُس سے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا وہ ٹھیک کیا میں بھی یہی چاہتا تھا غیلان کہنے
لگا ہاں ایسا ہی تھا یہ چند روز اس خدمت پر رہا پھر اُس نے خود ابو جعفر
سے کہا کہ مجھسے کوتوالی کا کام نہیں سنبھلتا ہے میں تم کو ایسا آدمی بتاتا ہوں
جو مجھ سے زیادہ مستعد و قوی ہے، ابو جعفر نے کہا وہ کون، غیلان نے
جہور بن مرار کا نام لیا ابو جعفر نے کہا مگر تمکو میں معزول نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارا
تقرر امیر المومنین نے کیا ہے، غیلان نے کہا تو آپ اُن کو لکھکر پوچھ لیجئے ابو جعفر
نے ابو العباس کو لکھا ابو العباس نے ابو جعفر کو لکھا کہ تم غیلان کی رائے پر عمل کرو
چنانچہ اب ابو جعفر نے جہور کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا نیز اُس نے حسن سے کہا کہ تم مجھے
ایسا آدمی بتاؤ جسے میں اپنے محافظ دستے کا افسر مقرر کروں اُس نے کہا کہ عثمان
بن نہیک ایسا شخص ہے جسے میں پسند کرتا ہوں ابو جعفر نے اُسے اسی جگہ مقرر کر دیا۔
ابو جعفر کے واسط آنے کے بعد حسن نے اپنا خیمہ اُس کے لئے خالی کر دیا
اور خود دوسری جگہ چلا گیا اور اب فریقین میں جنگ شروع ہوئی سارے دن ابو نصر
لڑتا رہا اہل شام اپنی خندقوں کی طرف پسپا ہوئے، معن اور ابو یحیٰی الجذامی
جو دونوں کمین گاہ میں منتظر بیٹھے تھے خراسانیوں کے آگے نکلتے ہی اُن کے
عقب سے اُن پر ٹوٹ پڑے اور شام ہونے تک اُن سے لڑتے رہے

(۶۵)

ابو نصر گھوڑے سے اُتر پڑا اب خندقوں کے سرے پر فریقین میں خوب لڑائی ہوئی روشنی کے لئے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے اُس وقت ابن ہبیرہ باب الخلالین کے برج پر کھڑا ہوا تھا بہت رات گئے تک فریقین ایک دوسرے سے دست گریبان رہے آخر کار ابن ہبیرہ نے معن کو واپسی کا حکم دیا اور وہ پلٹ آیا۔

کچھ روز جنگ بند رہی پھر ایک مرتبہ اہل شام محمد بن نباتہ معن بن زائدہ زیاد بن صالح اور دوسرے بعض شامی سرداروں کی قیادت میں لڑنے نکلے، خراسانیوں نے اُن کا مقابلہ کیا مگر شامیوں نے اُن کو دریائے دجلہ پر دھکیل دیا اُن کے کچھ آدمی دریا میں گرنے لگے یہ حالت دیکھ کر ابو نصر نے خراسانیوں کو للکارا "اے اہل خراسان مردمان خانۂ بیابان ہستید و بر خیزید" اس آواز پر خراسانی پلٹ پڑے، اسی اثنا میں ابو نصر کا بیٹا زخمی ہو کر میدان میں گرا تو روح بن حاتم نے دشمن کے یلغار سے اُسے بچائے رکھا جب ابو نصر اُس کے پاس سے گزرا تو فارسی میں کہنے لگا "اے میرے بیٹے تجھے دشمنوں نے قتل کر دیا اب تیرے بعد دنیا پر لعنت ہے"، اس کے بعد اہل خراسان نے اس بے جگری سے شامیوں پر حملہ کیا کہ اُن کو پسپا کر کے شہر واسط میں دھکیل دیا اس واقعہ کے وقت شامی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بخدا آج کی جنگ کے بعد اب ہمیں انکے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہو سکتی ہم باوجودیکہ اہل شام کے نامور سردار پوری جوانمردی سے اُن پر حملہ آور ہوئے مگر اُنھوں نے ہمکو شہر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔

(۲۶) اس جنگ میں اہل خراسان میں سے بکار الانصاری اور ایک دوسرا خراسانی جو دونوں اپنی جماعت کے بڑے نامور بہادر تھے کام آئے۔

اس محاصرہ کے دوران میں ابو نصر کشتیوں میں ایندھن بھر کر اُنھیں آگ لگا دیتا تھا تاکہ یہ جس چیز کے پاس سے گذریں اُسے جلا ڈالیں مگر اس کے مقابلہ کے لئے ابن ہبیرہ نے یہ کیا تھا کہ آتش گیر جہاز تیار کئے تھے اور اُن میں آنکڑے لگائے تھے کہ اُن کے ذریعے وہ اُن کشتیوں کو کھینچ لاتے تھے گیارہ ماہ اسی طرح گذر گئے، جب محاصرہ نے طول کھینچا اور محصورین کو اسمٰعیل بن عبداللہ القسری کے

ذریعے مروان کے قتل کی اطلاع ہوئی نیز اُسنے ان سے یہ بھی کہا کہ جسکے لیئے تم لڑتے تھے جب وہی نہیں رہا تو اب کیوں اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو اُنھوں نے محاصرین سے صلح کرلی۔

(دوسری روایت) بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر ابومسلم سے ملکر خراسان سے واپس آیا تو ابوالعباس نے اُسے ابن ہبیرہ سے لڑنے بھیجدیا۔ ابوجعفر حسن بن قحطبہ کے پاس آیا حسن نے اُسوقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اُس کے آتے ہی حسن نے اپنی قیام گاہ ابوجعفر کے لیئے خالی کردی اور خود دوسری جگہ جارہا۔

محاصرہ کے طول کی وجہ سے خود ابن ہبیرہ کی فوج میں پھوٹ پڑگئی یمنیوں نے کہا کہ مروان نے جو سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے وہ ظاہر ہے ہم کیوں اُس کی مدد کریں اس پر نزاری عربوں نے کہا کہ تاوقتیکہ یمنی ہمارے ساتھ ہوکر نہیں لڑتے ہم بھی نہیں لڑتے اور اب صرف اجیر اور نوعمر چھوکرے لڑنے کے لیئے اس کے پاس رہگئے ابن ہبیرہ کا ارادہ ہوا کہ اب محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ (نفس الزکیہ) کی خلافت کے لیئے دعوت دے انکی رضامندی حاصل کرنے کے لیئے اُس نے اُن کو لکھا اُن کے جواب آنے میں دیر ہوئی، اسی اثناء میں ابوالعباس نے ابن ہبیرہ کے ہمراہی یمنیوں سے سازوباز شروع کردی اور اُنھیں ہر طرح کی لالچ دی زیاد بن صالح الحارثی اور زیاد بن عبیداللہ الحارثی دونوں ابوالعباس کے پاس آئے یہ ابن ہبیرہ سے وعدہ کرکے آئے تھے کہ وہ ابوالعباس کو اُس کے لیئے ہموار کردیں گے، مگر اُنھوں نے اُس کی کوئی کوشش نہیں کی، اب ابوجعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان سفرائے صلح آتے جاتے رہے آخرکار ابوجعفر نے اُسے وعدۂ امان لکھدیا اس معاہدہ کے متعلق ابن ہبیرہ چالیس روز تک علما سے مشورہ لیتا رہا آخر جب اُس نے اُس معاہدہ کو پسند کرلیا تو اُسے ابوجعفر کے پاس بھیجدیا ابوجعفر نے اُسے ابوالعباس کے پاس بھیجدیا ابوالعباس نے اُس پر عمل کرنیکی ہدایت بھیجدی ابوجعفر تو چاہتا تھا کہ جو اُس نے معاہدہ کیا ہے اسے پورا کرے مگر اُسوقت تک ابوالعباس کی یہ حالت تھی کہ وہ ابومسلم سے مشورہ لیئے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں کرتے تھے اور

(۶۷)

اُس کی طرف سے ابوالجہم بطور مخبر کے ابوالعباس کے پاس متعین تھا، چنانچہ ابوالعباس نے سارا معاملہ ابومسلم کو لکھ بھیجا ابومسلم نے جواب دیا کہ صاف راستے میں اگر پتھر ڈالدو گے وہ خراب ہو جائے گا، وہ راستہ صاف نہیں جس میں ابن ہبیرہ موجود ہو۔

معاہدہ صلح کی تحریر و تکمیل کے بعد ابن ہبیرہ تیرہ سو بخاری گھوڑوں کی سواری کے جلوس کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے چلا وہ چاہتا تھا کہ اپنے گھوڑے پر سوار اس کے خیمہ میں در آئے مگر سلام بن سلیم حاجب نے اُس سے کہا اے ابوخالد اگر جناب والا گھوڑے سے اتر پڑیں تو مناسب ہے، اُس وقت دس ہزار خراسانی اُس خیمہ کے گرد جمع تھے، ابن ہبیرہ سواری سے اُوتر پڑا سلام نے اُس کے بیٹھنے کے لئے مسند منگوا کر بچھوائی پھر اور سرداروں کو وہاں آنے کی اجازت دی اور اُس کے بعد اُس نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ اب آپ تشریف لیجلیے۔ ابن ہبیرہ کہنے لگا میں معہ اپنے ہمراہیوں کے اندر چلوں اُس نے کہا میں نے صرف آپ کو تنہا اندر جانے کی اجازت دی ہے، ابن ہبیرہ وہاں سے اُٹھکر اندر آیا اور اب اُس کے لئے مسند لاکر بچھائی گئی جسپر وہ بیٹھ گیا، تھوڑی دیر ابوجعفر سے باتیں کرنے کے بعد یہ اُٹھ آیا، حد منظر تک ابوجعفر غور سے اُس کی طرف دیکھتا رہا اسکے بعد کچھ عرصے اس کا یہ دستور رہا کہ ایک دن بیچ پانسو سوار اور تین سو پیادوں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آتا۔ یزید بن حاتم نے ابوجعفر سے کہا کہ ابن ہبیرہ اس شان سے آپ کے پاس آتا ہے کہ تمام چھاؤنی میں ایک تھلکہ پڑ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی شوکت و اقتدار حسب سابق باقی ہے اگر وہ اسی طرح رسالے اور پلٹن کے ساتھ آتا رہا تو عبدالجبار اور جہور کیا کہیں گے، ابوجعفر نے سلام کو ہدایت کی کہ وہ ابن ہبیرہ سے کہدے کہ وہ فوج کے ساتھ یہاں نہ آیا کرے صرف اپنے خدمتگار ردلی میں لایا کرے، سلام نے ابن ہبیرہ سے کہدیا یہ سنکر اُسکا چہرہ بگڑ گیا اور اب وہ تقریباً تیس خدمتگاروں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آیا، اسپر سلام نے اُس سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی شان دکھانے کے لئے اس جماعت کو ساتھ لاتے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے جھلا کر

کہا اگر آپ پیادہ آنے کا حکم دیں گے تو میں اُس کی بھی تعمیل کروں گا، سلام کہنے لگا آپ برا نہ مانیں میں نے استخفافاً یہ بات نہیں کہی اور نہ امیر نے اس بنا پر ایسا حکم دیا ہے بلکہ آپ ہی کی خاطر یہ کہا گیا ہے کیونکہ اور لوگ اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہیں، اس کے بعد وہ صرف تین آدمیوں کے ہمراہ ابوجعفر کے پاس آیا کرتا۔

(۶۸) ایک مرتبہ ابن ہبیرہ نے ابوجعفر کو بجائے امیر کہکر خطاب کرنے کے اے شخص کہا پھر فوراً اپنی غلطی پر متنبہ ہوا اور کہنے لگا چونکہ میں زمانہ قریب تک ہر شخص کو اسی طرح خطاب کرتا رہا ہوں اس وجہ سے بلاقصد یہ لفظ آپکے لئے میری زبان سے نکل گیا، ابوالعباس نے کئی مرتبہ ابوجعفر کو ابن ہبیرہ کے قتل کا حکم بھیجا مگر وہ برابر اُسے پلٹاتا رہا آخر کار تنگ آکر ابوالعباس نے اُسے خدا کی قسم دیکر لکھا کہ تم اُسے قتل کر دو ورنہ میں کسی دوسرے شخص کو یہاں سے بھیجتا ہوں جو اُسے تمہاری پناہ سے نکال کر قتل کر دے گا، اس حکم کے آنے کے بعد اب ابوجعفر نے بھی اُسکے قتل کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو بھیجا کہ وہ تمام سرکاری خزائن کے کوٹھوں پر مہر توڑا کر دیں نیز اُس نے قیس اور مضر کے اُن عمائد کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے اپنے پاس بلا بھیجا محمد بن نباتہ۔ حوثرہ بن سہیل۔ طارق بن قدامہ، زیاد بن سُوید، ابوبکر بن کعب العقیلی۔ ابان و بشر ابناء عبدالملک بن بشر جن کے ہمراہ قیس کے دوسرے بائیس آدمی تھے جعفر بن حنظلہ اور ہزان بن سعد ابوجعفر کے پاس آئے، سلام بن سلیم نے باہر نکلکر حوثرہ اور محمد بن نباتہ کو دریافت کیا یہ دونوں اُٹھکر اندر چلے گئے، عثمان بن نہیک فضل بن سلیمان اور موسیٰ بن عُقیل سَو آدمیوں کے ساتھ ابوجعفر کے خیمہ سے پہلے ایک دوسرے خیمہ میں موجود تھے، حوثرہ اور محمد بن نباتہ کی تلواریں چھین کر اُن کی مشکیں باندھ دی گئیں، اُن کے بعد بشر اور ابان عبدالملک کے بیٹے آئے اُن کے ساتھ بھی یہی کیا گیا، اُن کے بعد ابوبکر بن کعب اور طارق بن قدامہ آئے اُسپر جعفر بن حنظلہ نے بطور احتجاج کے کہا کہ ہم سپہ سالار ہیں یہ لوگ ہم سے کم درجہ ہیں ہم پر اُن کو کیوں تقدیم دی جا رہی ہے، سلام نے اس سے پوچھا

تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو اُس نے کہا بھرا سے سلام نے کہا کیا تمہارے پیچھے اللہ
کی وسیع زمین پڑی کلی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس کے بعد ہزان نے بھی
کھڑے ہوکر اسی قسم کی گفتگو کی مگر اُسے بھی پیچھے کر دیا گیا روح بن حاتم نے اُس سے
کہا جتنے لوگ اندر آگئے ہیں اُن سب کی تلواریں لے لی گئی ہیں، موسیٰ بن عقیل اندر
سے نکلا اس جماعت کے پاس آیا یہ لوگ کہنے لگے تم نے اللہ کے سامنے ہم سے
عہد امان کیا ہے اور اب اُسے پس پشت ڈال رہے ہو ہم کو اللہ سے یہ توقع
ہے کہ وہ اس کا کافی بدلہ تم سے لے گا۔ ابن نباتہ خوف سے ہانپنے لگا حو ثرہ
نے اُس سے کہا کہ بھلا اس سے تمکو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے، ابن نباتہ کہنے لگا
اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ واقعہ پہلے ہی میرے پیش نظر ہو چکا تھا، ان
سب کو قتل کرکے اُن کی مُہریں ضبط کر لی گئیں۔

خازم۔ ہیثم بن شعبہ اور اغلب بن سالم تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ روانہ
ہوئے اور انھوں نے ابن ہبیرہ سے کہلا بھیجا کہ ہم روپیہ لیجانا چاہتے ہیں
اُس نے اپنے حاجب ابو عثمان سے کہا کہ تم جاکر خزانہ بتادو، انھوں نے
ہر کوٹھری کے دروازے پر کچھ آدمی متعین کردئے اور آپ مکاں کے اطراف
و نواحی کو غور سے دیکھنے لگے، اُس وقت ابن ہبیرہ کے پاس اُس کا بیٹا
داؤد اُس کا کاتب عمرو بن ایوب اُس کا حاجب، چند موالی اور ایک
صغیر سن بچہ اُس کے کمرہ میں تھے ابن ہبیرہ کو انکی نظریں بد معلوم ہوئیں کہنے لگا
کہ بخدا اُن کے بشرے سے بدی نمایاں ہے، یہ سنتے ہی یہ جماعت اسکی
طرف بڑھی اُس کے حاجب نے اُن کے سامنے ہو کر پوچھا کہ کیا ہے؟
ہیثم بن شعبہ نے اُس کے کندھے پر تلوار کی ایک ضرب لگائی جس سے وہ
گر پڑا۔ ابن ہبیرہ کا بیٹا داؤد لڑا اور مارا گیا اُس کے موالی بھی مارے گئے
ابن ہبیرہ نے اس اثناء میں اپنے صغیر سن لڑکے کو اپنے کمرے سے ہٹا دیا
اور حملہ آوروں کو مخاطب کرکے کہا کہ اس بچے کو تو چھوڑ دو پھر وہ خود سجدے میں
گر پڑا اور اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ یہ لوگ مقتولین کے سر لے کر ابو جعفر کے
پاس چلے آئے ابو جعفر نے اعلان کرادیا کہ حکم بن عبد الملک بن بشر خالد بن سلمۃ المخزومی

اور عمرو بن ذرّ کے علاوہ اور سب کو عام معافی دی جاتی ہے، زیاد بن عبیداللہ نے ابن ذرّ کے لئے ابوجعفر سے معافی کی درخواست کی اُس نے اُسے امان دیدی حکم بھاگ گیا۔ خالد کو ابوجعفر نے تو معافی دیدی تھی مگر ابوالعباس نے نہ مانا اور اُسی قتل کردیا ابو عُلاقہ الفزاری اور ہشام بن ہشیم بن صفوان بن مزید الفزاری دونوں بھاگے مگر حجر بن سعید الطائی نے انھیں جا پکڑا اور دریائے زاب پر دونوں کو قتل کردیا۔

ابو عطا السندی اور منقذ بن عبدالرحمان الہلالی نے ابن ہبیرہ کے مراثی لکھے یہ وہ شخص ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک نے اپنے بیٹے معاویہ کے لئے اس کی بیٹی مانگی تھی مگر اس نے شادی کرنے سے انکار کردیا تھا اس کے بعد اس کے اور ولید بن القعقاع کے درمیان سخت کلامی ہوئی اور ہشام نے اسے ولید بن القعقاع کے حوالے کردیا ولید نے اسے پٹوایا اور قید کردیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لئے ابوالعباس نے ابوجعفر کو واسط روانہ کیا تو اس نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تمام فوج تمھاری ہے تمام سردار اور سپہ سالار تمھارے ماتحت ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی بھی اس جنگ میں موجود رہے اس لئے میں اس کو بھیجتا ہوں تم اس کی فرمانبرداری کرنا خیر خواہی اور خلوص نیت کے ساتھ اُسکا ہاتھ بٹانا۔ اسی مضمون کا دوسرا خط اُس نے ابو نصر مالک بن الہیثم کو لکھا تھا چنانچہ منصور کے حکم سے حسن ہی اس تمام فوج کا سربراہ کار تھا۔

اسی سال ابومسلم نے محمد بن الاشعث کو فارس بھیجا اور ہدایت کردی کہ وہ ابوسلمہ کے مقرر کردہ تمام عمال کو پکڑ کر قتل کردے اس نے حسبہٖ عمل کیا۔

اسی سال ابوالعباس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا، اس سے پہلے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا، جب عیسیٰ وہاں آیا تو محمد بن الاشعث نے اُسے قتل کردینا چاہا لوگوں نے کہا اگر اس فعل کے نتائج آپ کے لئے خوشگوار نہ ہوں گے، ابن الاشعث کہنے لگا میں کیا کروں مجھے ابومسلم نے یہ ہدایت کردی ہے کہ اُس کے مقرر کردہ والیوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولایت کا ادعا کرے تو میں اسے قتل کردوں،

مگر پھر خود اس فعل کے عواقب سے حذر کرکے وہ اپنے ارادہ سے باز رہا، اس پر عیسیٰ نے مغلظ قسم کھاکر یہ عہد کیا کہ اب تمام عمر نہ وہ کسی منبر پر چڑھے گا اور نہ جہاد کے علاوہ کبھی تلوار باندھے گا، چنانچہ اسکے بعد عیسیٰ نے نہ کہیں کی ولایت کی اور نہ جہاد کے موقع کے سوا کبھی تلوار حمائل کی اسکے بعد ابو العباس نے اسماعیل بن علی کو فارس کا والی مقرر کرکے فارس بھیجا، ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ۔ آذربیجان اور آرمینا کا والی مقرر کیا اور دوسرے بھائی یحییٰ ابن محمد بن علی کو موصل کا والی مقرر کیا اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفے اور سواد کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کرکے اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو مقرر کیا اور داؤد کو مدینہ، مکہ، یمن اور طائف کا والی مقرر کیا، اسی سنہ میں مروان نے اپنے قیام جزیرے کے اثناء میں ولید بن عروہ کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کرکے اس کے بجائے اس کے بھائی یوسف بن عروہ کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ واقدی کہتا ہے کہ یوسف ۴ ربیع الاول کو مدینہ آگیا عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن ابی لیلیٰ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا، اس سال سفیان بن معاویہ المہلبی بصرہ کا عامل تھا اور حجاج بن ارطاۃ بصرے کے قاضی تھے، محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا، منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا، عبداللہ بن محمد جزیرہ آذربیجان اور آرمینا کا والی تھا۔ یحییٰ بن محمد موصل کا والی تھا عبداللہ بن علی علاقہ شام کا والی تھا ابو عون عبدالملک بن یزید مصر کا امیر تھا، خراسان اور جبال کا امیر ابو مسلم تھا خالد بن برمک افسر خزانہ تھا، اس سال داؤد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی امارت میں حج ادا ہوا۔

۱۳۳ھ کے اہم واقعات

اس سال ابو العباس نے اپنے چچا سلیمان بن علی کو بصرہ اسکے توابع، اضلاع دجلہ، بحرین عمان اور مہرجانقذق کا والی بناکر بھیجا۔ نیز اس نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو

ضلع اہواز کا عامل مقرر کیا۔ اسی سنہ میں داؤد بن علی نے بنی اُمیہ کے اُن افراد کو قتل کر دیا جنکو اُس نے مکہ اور مدینہ میں پکڑا تھا۔ نیز اسی سال اُس نے مدینہ میں ربیع الاول کے مہینے انتقال کیا، محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس کی مدت ولایت تین مہینے ہوئی۔ مرتے ہوئے اُس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنے علاقے پر اپنا قایم مقام مقرر کر دیا تھا، جب ابوالعباس کو اُس کے مرنے کی اطلاع ہوئی اُنھوں نے مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ پر اپنے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان الحارثی کو والی مقرر کر دیا۔ اور محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کو یمن بھیجا یہ جمادی الاولیٰ میں یمن پہنچ گیا زیاد مدینہ میں رک گیا اور محمد یمن چلا گیا، زیاد نے مدینہ سے ابراہیم بن حسان السلمی ابو حماد الابرص کو مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لئے جو یمامہ میں امیر تھا بھیجا ابراہیم نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں ابوالعباس نے ابوعون کو بذریعۂ فرمان باقاعدہ طور پر مصر کا والی مقرر کر دیا نیز عبداللہ بن علی اور صالح بن علی کو شام کی فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔

اسی سال محمد بن الاشعث نے افریقیہ کا رخ کیا اہل افریقیہ سے اس کی شدید لڑائی ہوئی مگر اُس نے شہر فتح کر لیا۔

اسی سال شریک بن شیخ المہری نے خراسان کے شہر بخارا میں ابومسلم کے خلاف خروج کیا، اُس کے خلاف یہ تحریک شروع کی کہ ہم نے آل محمد کی اتباع خون بہانے اور حق کے خلاف عمل کرنے کے لئے نہیں کی تھی تیس ہزار سے زیادہ اس کے ساتھ ہو گئے، ابومسلم نے زیاد بن صالح الخزاعی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا، لڑائی ہوئی زیاد نے اُسے قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم وخش سے ختل آیا یہ ختل میں داخل ہو گیا حنش بن السبل رئیس ختل نے اُسکی مزاحمت نہیں کی۔ ختل کے بہت سے زمیندار اُس کے پاس آئے اور اُس کے ساتھ قلعہ بند ہو گئے، دوسرے زمیندار دروں میں گھاٹیوں میں اور قلعوں میں لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

جب ابو داؤد نے حنش کو بالکل تنگ کر دیا یہ ایک رات اپنے زمینداروں اور خدمتگاروں کو لیکر قلعہ سے نکل گیا یہ جماعت وہاں سے فرغانہ آئی اور وہاں سے بہی ترکوں کے علاقے سے گذر کر بادشاہ چین کے پاس پہنچ گئی۔ ابو داؤد نے مہزوم دشمن کو قیدی بنالیا انھیں لئے ہوئے بلخ آیا اور یہاں سے اُس نے اُن سب کو ابومسلم کے پاس بھیجدیا۔

اس سال سلیمان الاسود نے باوجود وعدۂ امان دیدے نے کے عبدالرحمان بن یزید بن المهلب کو قتل کر دیا۔

اس سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو دروں سے آگے بڑھکر موسم گرما میں رومیوں سے جہاد کرنے روانہ کیا۔

اس سال یحییٰ بن محمد موصل کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اُس کی جگہ اسماعیل بن علی موصل کا والی مقرر ہوا۔

اس سال زیاد بن عبیداللہ الحارثی کی امارت میں حج ہوا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اُس کے علاقے کا والی تھا ابن ابی لیلےٰ قاضی تھے بصرہ اُس کے توابع، ضلع دجلہ، بحرین، عمان، اغرض اور مہرجان قذق پر سلیمان بن علی والی تھا۔ عباد بن منصور اس تمام حصے کے قاضی تھے، اسماعیل بن علی اھواز کا والی تھا۔ محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا۔ منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا۔ خراسان اور رجبال کا امیر ابومسلم تھا۔ عبداللہ بن علی قنسرین، حمص صوبۂ دمشق اور اردن کا والی تھا صالح بن علی فلسطین کا والی تھا، عبدالملک بن یزید ابوعون مصر کا والی تھا۔ عبداللہ بن محمد المنصور جزیرہ کا والی تھا۔ اسماعیل بن علی موصل کا والی تھا۔ صالح بن صبیح ارمنیا کا والی تھا۔ مجاشع بن یزید آذربیجان کا والی تھا۔ خالد بن برمک تخشی (افسر خزانہ تھا)

سنہ ۱۳۴ ہجری کے اہم واقعات

اس سال بسام بن ابراہیم اہل خراسان کے ایک بڑے سردار نے

حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ابوالعباس کی بیعت سے انحراف کرکے
اپنے اُن پیروں کو لیکر جنھوں نے اس بغاوت کے لئے اس سے اتفاق رائے
کیا تھا امیر المومنین ابوالعباس کی فوجی چھاؤنی سے نکل گیا اُس کے متبعین نے اس خروج
پر ایک دوسرے کو بشارت دی۔ ابوالعباس نے ان کے معاملہ کی تفتیش کی اور آگے
جانے کی سمت دریافت کی جب اُن کو معلوم ہوا کہ وہ مدائن میں ہیں انھوں نے خازم
بن خزیمہ کو اُس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا خازم نے اُس سے دوچار ہوتے
ہی حملہ کردیا بسام اور اُس کی فوج نے شکست کھائی، اُن میں سے اکثر مارے
گئے اس کا پڑاؤ، ظفرمندوں نے لوٹ لیا۔ خازم اپنی فوج کے ساتھ ان کا تعاقب
کرتا ہوا جوخا کے علاقے سے گزر کر ماہ پہنچا شکست خوردہ فوج کا جو شخص اُن
کے ہاتھ آیا یا جس نے اُن کا مقابلہ کیا اُن کو اس نے تہ تیغ کردیا، اس کام کو
پورا کرکے خازم واپس ہوا، واپسی میں ذات المطامیر یا اُس کے مشابہ کسی اور
گاؤں سے گذرا وہاں بنی الحارث بن کعب (از خاندان عبدالمدان) کہ جو ابوالعباس
کے ماموں ہوتے تھے کچھ متعلقین رہتے تھے یہ اُن کے پاس سے گذرا
وہ اُس وقت اپنی چوپال میں بیٹھے تھے یہ پینتیس ۳۵ آدمی تھے اٹھارہ اُن کے
خاندان کے تھے اور سترہ اُن کے موالی تھے۔ خازم اُن کو سلام کئے بغیر
آگے بڑھ گیا اُس پر اُنھوں نے اُسے گالیاں دیں چونکہ اُس کے قلب میں
اُن کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اُسے معلوم تھا
کہ مغیرہ بن الفزع کو جو بسام بن ابراہیم کے ہواخواہوں میں تھا انھوں نے پناہ
دی تھی اس نے پلٹ کر اُن سے مغیرہ کے اس مقام میں فروکش ہونے کے
متعلق سوال کیا انھوں نے جواب دیا کہ ہاں ایک راہ گیر ایک رات یہاں
مقیم ہوا تھا پھر وہ یہاں سے چلا گیا اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کون تھا۔
خازم نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم امیر المومنین کے ماموں ہو انکا
دشمن تمھارے پاس آتا ہے اور تمھارے گاؤں میں پناہ گزیں ہوتا ہے،
کیوں تم سب نے مگر اُسے گرفتار نہ کرلیا۔ اس سوال کا اُن لوگوں نے سخت
جواب دیا خازم نے اُن کے قتل کا حکم دیدیا وہ سب کے سب قتل کردیے گئے

اُن کے مکانات ڈھادیئے گئے اور اُن کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا گیا،
اسکے بعد خازم ابوالعباس کے پاس آگیا، جب اس واقعہ کی اطلاع یمنی جماعت
کو ہوئی اُنھوں نے اسے بڑی اہمیت دی اور سب کے سب متحد الخیال
ہوئے، زیاد بن عبید اللہ الحارثی مع عبداللہ بن ربیع الحارثی، عثمان بن نھیک
اور عبدالجبار بن عبدالرحمان ابوالعباس کے کوتوال کے ابوالعباس کے پاس
آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ خازم نے آپ کے مقابلہ میں ایسی جراءت
کی ہے کہ آپ کا حقیقی بھائی بھی کبھی یہ جراءت نہ کرسکتا اُس نے آپ کے
ماموں کو قتل کرکے آپ کے حق و رتبہ کی اہانت کی ہے یہ وہ لوگ
تھے جو آپ کی پناہ لینے اور آپ کے جود و کرم سے بہرہ مند ہونے
کے لئے دور دراز مسافت طے کرکے آپ کے پاس آئے تھے
اور اب جب کہ وہ آپ کے علاقہ میں اور پناہ میں تھے خازم نے اچانک
بلا وجہ اور بے قصور اُن پر حملہ کرکے اُن قتل کردیا اُن کے مکان منہدم کروئے
اُن کے مال و متاع کو لوٹ لیا اُن کی تمام فصل برباد کردی۔ اس تقریر کا
ابوالعباس پر بہت اثر ہوا اُنھوں نے خازم کے قتل کردینے کی ٹھان
لی اس کی اطلاع موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم بن عطیہ کو ہوئی یہ دونوں ابوالعباس
سے آکر ملے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اِن لوگوں نے
امیر المومنین کو خازم کے خلاف بھڑکا کر اُس کے قتل کا مشورہ دیا ہے نیز
ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی اُس کے قتل پر آمادہ ہوگئے ہیں ہم
آپ کو اس فعل سے اس لئے باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ خازم آپ کا
ہمیشہ سے سچا وفادار رہا ہے اور اُس کی خدمات اس امر کی سزاوار
ہیں کہ اُس کی لغزش سے درگذر کردیا جائے نیز جناب کو معلوم رہے کہ اہل خراسان
ہی آپ کے سچے طرفدار ہیں اُنھوں نے اپنی اولاد اعزا اور اقربا کے مقابلے
میں آپ کو ترجیح دی اور آپ کی حمایت کی ہے آپ کے مخالفین کو اُنھوں
نے قتل کیا ہے اگر اُن میں سے کسی شخص سے کوئی خطا سرزد ہو بھی جائے
تو آپ ہی کو اُسکی پردہ پوشی لازم ہے اور اگر جناب والا نے اس کام کا عزم ہی

کرلیا ہے تو اُس کے سرانجام کا یہ طریقہ نہ ہونا چاہیئے کہ خود آپ ایسا کریں بہتر یہ ہے کہ کسی سخت مہم پر اُسے بھیجدیجئے اگر وہ اس میں مارا جائے تو فہو المراد اور اگر وہ مظفر و منصور ہو تو یہ آپ ہی کی فتح ہوگی، اسے خارجیوں کے مقابلے کے لئے عمان بھیجدیجئے تاکہ یہ وہاں جاکر جلبندی اس کے ساتھیوں نیز ان خارجیوں کا جو جزیرۂ ابن کاوان میں شیبان بن عبدالعزیز الیشکری کی قیادت میں برسراقتدار ہیں مقابلہ کرے، چنانچہ ابوالعباس نے سات سو آدمیوں کے ہمراہ اُسے روانہ ہونے کا حکم دیا اور سلیمان بن علی حاکم بصرہ کو حکم بھیجدیا کہ وہ اس جمعیت کو کشتیوں میں سوار کرکے جزیرہ ابن کاوان اور عمان روانہ کردے، خازم اپنی اس مہم پر روانہ ہوا۔

اس سال خازم عمان آیا اور اُس نے عمان اور اُسکے ملحقہ شہروں پر خارجیوں کو تباہ کرنے کے بعد غلبہ پالیا اور شیبان الخارجی کو قتل کردیا۔

خازم کی جنگ خارجیوں سے

ان سات سو سپاہیوں کے ساتھ جنکو ابوالعباس نے اُس کے ساتھ کردیا تھا خازم روانہ ہوا، اس کے علاوہ اس نے اپنے گھر والوں دادیہالی رشتہ داروں موالیوں اور اہل مروالروذ میں سے بعض ایسے لوگوں کو جنکی شجاعت سے وہ واقف تھا اور جنکی وفا شعاری قابلِ اعتماد تھی انتخاب کرکے اپنے ساتھ لیا اور اب بصرہ روانہ ہوا، وہاں پہنچکر سلیمان بن علی نے اس فوج کے لئے جہازوں کا انتظام کردیا۔ بنی تمیم کے کچھ لوگ بھی بصرہ سے اُس کے ساتھ ہولیئے، یہ فوج بحری سفر طے کرکے جزیرہ ابن کاوان پر لنگر انداز ہوئی، خازم نے نضلہ بن نعیم النہشلی کو پانسو فوج کے ساتھ شیبان کے مقابلہ پر روانہ کیا فریقین میں نہایت خونریز لڑائی

ہوئی اُس کے بعد شیبان اور اُس کے ساتھی کشتیوں میں سوار ہوکر عمّان
چلدئے چونکہ یہ خوارج کے صفریہ فرقے کے تھے، عمان میں جُلَندی اور
اُس کے متبعین نے جو اباضیہ خارجی تھے اس جماعت کا مقابلہ کیا دونوں
میں خونریز معرکہ ہوا جس میں شیبان معہ اپنے ساتھیوں کے کام آیا۔

اس کے بعد خازم اپنی فوج لیکر سمندر کے راستے ساحل عمان پر
آکر لنگر انداز ہوا یہ جماعت دشمن کے مقابلہ کے لئے خشکی پر اُتری اور
بیابان کے طرف بڑھی جُلَندی اور اُس کے متبعین مقابلے پر آئے
فریقین میں شدید رن پڑا اس روز کی لڑائی میں خازم کی فوج کو زیادہ نقصان
اُٹھانا پڑا اُس کے بہت سے آدمی مارے گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ
سمندر کے پشت پر ہونے کی وجہ سے یہ دشمن کے مقابلے میں زیریں سطح
پر لڑ رہے تھے، اس روز خازم کا اخیافی بھائی اسماعیل مروالروذ کے
اور نوے آدمیوں کے ساتھ خارجیوں کے ہاتھوں مارا گیا، دوسرے
دن پھر جنگ شروع ہوئی آج بھی نہایت خونریز جنگ ہوئی، خازم کے
میمنہ پر مروالروذ کا ایک شخص حُمید الورتکانی سردار تھا میسرہ پر مروالروذ
کا دوسرا سردار مسلم الارغدی تھا اس کے طلائع پر نضلۃ بن نعیم النہشلی متعین
تھا، آج کی لڑائی میں نو سو خارجی مارے گئے اور نوے کے قریب
جلا دئے گئے۔

خازم کے عمّان آنے کے سات روز بعد اہل صغد میں سے ایک
ایسے شخص کی رائے کے بموجب جو ان علاقوں میں لڑائی کا تجربہ رکھتا
تھا۔ اب پھر مقابلہ ہوا۔ اُس شخص نے خازم کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنی فوج کو
حکم دیجئے کہ وہ اپنے نیزوں کی انی پر حریر کی چندیاں لپیٹ کر انکو روغن نفط
میں تر کرلیں پھر اُنھیں مشتعل کرکے لئے ہوئے آگے بڑھیں اور اس طرح جُلَندی
کے متبعین کی جھونپڑیوں میں جو بانس اور سرکنڈوں کی تھیں آگ لگادیں چنانچہ
جب خازم نے اس تدبیر پر عمل کیا اور خارجیوں کے مکانات میں آگ لگی وہ
اپنے اہل و عیال کو بچاتے اور آگ بجھانے میں مشغول ہوئے اس موقع کو غنیمت

سمجھکر خازم نے اُن پر حملہ کر دیا اور بغیر مقابلہ اُن پر تلوار برسانی شروع کی مقتولین میں مُلبندی بھی مارا گیا دس ہزار خارجی قتل کر دیئے گئے، خازم نے اُن کے سر بصرہ بھیجدیئے، پھر خود خازم بصرہ آکر کئی ماہ ٹھہرا رہا۔ یہاں سے اس نے مقتولین کے سر ابوالعباس کے پاس بھیجے اس کے بعد کئی ماہ خازم بصرہ میں قیام پذیر رہا پھر ابوالعباس نے اُس کی مراجعت کا حکم بھیجا اور یہ تمام فوج واپس آگئی۔

اسی سنہ میں ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش سے جہاد کیا اور اخرید بادشاہ کش کو قتل کر دیا یہ فرمانروا مسلمانوں کا مطیع اور وفادار تھا اس سے قبل خالد سے ملنے بلخ آیا تھا نیز اس نے کندک میں جو کش سے متصل واقع ہے خالد کا استقبال کیا تھا، قتل کے وقت ابو داؤد نے اخرید اور اُس کے ساتھیوں سے اس قدر مذہب و منقش چینی ظروف حاصل کئے تھے کہ اُنکی نظیر نہیں ملتی۔ اسی طرح چینی زین دیبا دو سرے بیش بہا کپڑے اور برتن نہایت کثیر تعداد میں اُس کے ہاتھ آئے ابو داؤد نے ان سب کو ابو مسلم کے پاس سمرقند بھیجدیا۔

ابو داؤد نے کش کے زمیندار کو معہ اور زمینداروں کے قتل کر دیا البتہ آخرید کے بجائے طاران کو چھوڑ دیا اور پھر اسی کو کش کا رئیس بنا دیا۔ ابو داؤد نے ابن النجاح کو پکڑ کر پھر اُسے اُس کے علاقہ بھیجدیا۔

اہل صغد اور اہل بخارا کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ابو مسلم مرو گیا نیز اس نے سمرقند کی فصیل کے بنانے کا حکم دیدیا۔ زیاد بن صالح کو صغد اور اہل بخارا پر اپنا نائب مقرر کر آیا۔ ابو داؤد بلخ واپس آگیا۔

اس سال ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو منصور بن جمہور سے لڑنے ہندوستان بھیجا۔ تین ہزار فوج کے لئے جس میں عرب اور موالی تھے معاش دین اور اُن کو جنگی ساز و سامان سے مسلح کر دیا اس کے علاوہ ایک ہزار خاص بنی تمیم کو علٰحدہ معاش اور اسلحہ دیکر اس کے ساتھ کیا اور اسکی جگہ مسیب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا، موسیٰ بن کعب سندھ آیا۔ منصور بن جمہور نے بارہ ہزار فوج

کے ساتھ مقابلہ کیا لڑائی ہوئی۔ موسیٰ نے اُسے شکست دی یہ ریگستان میں پیاس سے مرگیا، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اُسے ہیضہ ہوگیا تھا۔ منصور کے نائب کو جو منصورہ میں تھا جب اُس کی شکست کا حال معلوم ہوا وہ اُس کے اہل و عیال، مال و متاع اور چند وفاداروں کو لیکر منصورہ سے نکل گیا اور اُن سب کو خزر کے علاقے لے آیا۔

اس سنہ میں محمد بن یزید بن عبداللہ والی یمن نے انتقال کیا ابوالعباس نے اُسکی جگہ علی بن ربیع بن عبیداللہ الحارثی کو جو زیاد بن عبیداللہ کی طرف سے اُسکا مکہ کا عامل تھا یمن کا والی مقرر کیا۔

اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق ابوالعباس حیرہ چھوڑ کر انبار آگئے، اسی سال صالح بن صُبیح آرمینیا سے برطرف کردیا گیا اور یزید بن اُسید اُسکی جگہ مقرر کیا گیا، نیز مجاشع بن یزید کو آذربیجان کی ولایت سے برطرف کرکے اُس کی جگہ محمد بن صول مقرر کیا گیا، اسی سال کوفے سے مکہ تک علامت میل اور مینارے بنائے گئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ والی کوفہ کی امارت میں حج ہوا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ کا والی زیاد بن عبیداللہ تھا، علی بن ربیع الحارثی یمن کا والی تھا۔ بصرہ اُس کے علاقے، ضلع دجلہ، بحرین، عمان عرض اور مہرجانقذق کا والی سلیمان بن علی تھا، عباد بن منصور اس علاقے کے قاضی تھے موسیٰ بن کعب سندھ کا والی تھا، خراسان اور جبال پر ابومسلم تھا فلسطین پر صالح بن علی تھا، مصر پر ابوعون۔ موصل پر اسماعیل بن علی۔ ارمینیا پر یزید بن اُسید، آذربیجان پر محمد بن صول تھا۔ افسر مال و خزانہ خالد بن برمک تھا۔ جزیرہ کا والی ابوجعفر عبداللہ بن محمد تھا۔ اور قنسرین، حمص، علاقۂ دمشق اور اردن پر عبداللہ بن علی والی تھا۔

۱۳۵ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے اہم واقعات

اس سال زیاد بن صالح نے دریائے بلخ کے پار حکومت کے خلاف خروج کیا ابو مسلم اُس سے لڑنے کے لئے مرو سے روانہ ہوا ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو اس ہدایت کے ساتھ ترمذ بھیجا کہ وہ ترمذ میں فوج کے ساتھ ٹھہرا رہے کیونکہ اوسے خوف تھا کہ مبادا زیاد بن صالح فوج بھیجکر ترمذ کے قلعہ اور کشتیوں پر قبضہ کر لے ۔ نصر نے اس ہدایت کی تکمیل کی بہت روز تک ترمذ میں مقیم رہا۔ یہاں اہل طالقان کی راوندیہ جماعت نے ایک شخص کی قیادت میں جسکی کنیت ابو اسحٰق تھی نصر کے خلاف خروج کر دیا اور نصر کو قتل کر دیا۔ ابو داؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اُس نے عیسیٰ بن ماہان کو نصر کے قاتلوں کی تلاش کے لئے بھیجا عیسیٰ نے اُن کا تعاقب کر کے انھیں جا ملایا اور سب کو تہ تیغ کر ڈالا، ابو مسلم تیزی سے بڑھتا ہوا آمل پہنچا اُس کے ہمراہ سباع بن نعمان الازدی بھی تھا یہ وہی شخص ہے جو ابو العباس کے پاس سے زیاد بن صالح کی ولایت کا فرمان لیکر آیا تھا اور جسے ابو العباس نے موقع پاتے ہی ابو مسلم کے قتل کی ہدایت کر دی تھی ابو مسلم کو بھی اُسکی اطلاع ہو چکی تھی۔

ابو مسلم نے سباع کو حسن بن جُنید اپنے عامل آمل کے سپرد کر دیا اور اُسکے قید رکھنے کا حکم دیدیا اس کے بعد ابو مسلم دریا کو عبور کر کے بخارا آیا اور فروکش ہو گیا یہاں ابو شاکر اور ابو سعد الشروی مع اور سرداروں کے جو زیاد سے علیحدہ ہو گئے تھے اُس کے پاس آئے تو، ابو مسلم نے اُنسے زیاد کا حال دریافت کیا اور پوچھا کہ کس نے اُسے بھکایا ہے اُنھوں نے سباع بن النعمان

کا نام لیا ابو مسلم نے اپنے عامل آملی کو حکم بھیجا کہ تم سباع کے سو درے لگواؤ اور پھر اُسے قتل کر دو، چنانچہ اس حکم کی بجا آوری کی گئی۔

جب زیاد کے ہمراہی سرداروں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ ابو مسلم سے جا ملے اس نے بارکشا کے زمیندار کے پاس پناہ لی مگر اس نے زیاد کو اچانک قتل کر دیا اور اُسکا سر خود ابو مسلم کے پاس لے آیا راوندیوں کی شورش کی وجہ سے جب ابو داؤد ایک طویل مدت تک ابو مسلم کے پاس نہ آسکا تو ابو مسلم نے اُسے لکھا کہ اللہ نے زیاد کا کام تمام کر دیا ہے اب تمکو کسی کا خوف نہ رہا تم اطمینان کے ساتھ واپس آجاؤ۔ ابو داؤد کش آگیا اُس نے عیسیٰ بن ماہان کو بسّام کی طرف بھیجا اور ابن النجاح کو اصبہذ کے مقابلے کے لئے شاوغر روانہ کیا، ابن النجاح نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اہل شاوغر نے صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

اب رہا بسّام تو عیسیٰ بن ماہان اُس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا اتنے میں ابو مسلم کو سولہ خط ملے جو عیسیٰ بن ماہان نے کامل بن مظفر ابو مسلم کے ایک خاص دوست کو لکھے تھے ان خطوں میں اُس نے ابو داؤد کی مذمت کی تھی اور لکھا تھا کہ وہ اپنی قوم اور عربوں کی اور ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں جنہوں نے اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے تجنبہ داری کرتا ہے اُن کی فرودگاہ میں ترشے جیسے اُن لوگوں کے ہیں جو لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیتے اور مزے سے آرام کرتے ہیں۔ ابو مسلم نے یہ تمام خط ابو داؤد کو بھیجدئے اور لکھا کہ یہ اس کافر کے خط ہیں جسکو تم نے اپنے مماثل سمجھکر اپنی بجائے بھیج رکھا ہے اب تم اُسے بھگت لو، ابو داؤد نے عیسیٰ بن ماہان کو بسّام کے مقابلے سے واپس آنے کا حکم بھیجا اور آتے ہی اُسے قید کر کے عمر النغم کے حوالے کر دیا جو اسکی قید میں تھا۔ دو تین دن کے بعد اُسے بلایا اپنے احسانات اُسے یاد دلائے اور یہ کہ اُس نے عیسیٰ کو اپنے بیٹے پر ترجیح دیکر اُسے اس اہم خدمت پر مقرر کیا۔ عیسیٰ نے اس کا اقرار کیا۔ ابو داؤد کہنے لگا کیا میرے احسانات کا یہی عوض ہونا چاہئے تھا کہ تو نے میری شکایت

لکھی اور میرے قتل کا ارادہ کیا، عیسیٰ نے اس سے قطعی انکار کیا ابو داؤد نے اسکے خط اس کے سامنے ڈالدئے جنکو وہ پہچان گیا، ابو داؤد نے اس روز اسے دو حدیں لگوائیں ایک حد حسن بن حمدان کے لئے، اس کے بعد کہا کہ میں نے تو تمہاری خطا سے درگذر کیا۔ مگر اب فوج کا معاملہ علیحدہ رہا وہ جیسا مناسب سمجھیگی تمھارے ساتھ سلوک کریگی، یہ بیڑیاں پہنے جب خیموں سے باہر لایا گیا تو حرب بن زیاد اور حفص بن دینار یحییٰ بن حضین کے مولی اُس پر جھپٹ پڑے اور گرزوں اور طبروں سے اس پر ضربیں لگائیں۔ جس سے وہ زمین پر گر پڑا اہل طالقان اور دوسرے لوگوں نے یہ مزید ستم ڈھایا کہ اسے اناج کے بورے میں بند کر کے اتنے گرز مارے کہ وہ مر گیا، ابو مسلم مرو آگیا۔

اسی سنہ میں سلیمان بن علی والی بصرہ اور ملحقات بصرہ کی امارت میں حج ہوا عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس مکہ کا والی تھا زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ کا والی تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اسکے علاقے کا والی تھا ابن ابی لیلےٰ کوفے کے قاضی تھے، ابو جعفر منصور جزیرہ کا والی تھا۔ ابو عون مصر پر تھا۔ حمص، قنسرین، بعلبک، غوطہ حوران۔ جولان اور اُردن پر عبداللہ بن علی تھا بلقاء اور فلسطین کا والی صالح بن علی تھا۔ اسماعیل بن علی موصل کا عامل تھا، ارمینا پر یزید بن اُسید آذر بیجان پر محمد بن صول اور وزیر مال و خزانہ خالد بن برمک تھا۔

۱۳۶ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابو مسلم خراسان سے امیر المومنین ابو العباس سے ملنے عراق آیا۔

ابو مسلم کا عراق آنا

ابو مسلم نے خراسان سے ابو العباس سے عراق آنے کی اجازت طلب کی جو منظور ہوئی۔ ابو مسلم اہل خراسان وغیرہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ابو العباس کے پاس انبار آیا اُسکے آنے پر ابو العباس نے سب کو اُسکے استقبال کا حکم دیا لوگوں نے جوش و خروش سے اُسکا استقبال کیا انبار آکر ابو مسلم ابو العباس کی خدمت میں حاضر ہوا ابو العباس نے اُسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اُس نے اُن سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی ابو العباس نے کہا کہ اگر اسی سال ابو جعفر حج کے لئے جانے والے نہ ہوتے تو میں تمھیں کو امیر حج مقرر کرتا۔ اس کے بعد ابو العباس نے اُسے اپنے قریب ہی فروکش کیا اور وہ روزانہ ان کے سلام کے لئے آیا کرتا۔

ابو جعفر اور ابو مسلم کے تعلقات خوشگوار نہ تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب ابو العباس کی خلافت پوری طرح مستقر ہوگئی اور کوئی مخالف نہ رہا تو انھوں نے ابو جعفر کو ابو مسلم کی ولایت خراسان کا باقاعدہ فرمان دیکر ابو مسلم کے پاس بھیجا جو اُس وقت نیسا پور میں تھا نیز یہ ہدایت کی کہ وہ جاکر سب سے ابو العباس کی خلافت اور اُن کے بعد ابو جعفر کی ولی عہدی کے لئے بیعت لے لیں، چنانچہ ابو مسلم اور تمام خراسانیوں نے حسب بیعت کرلی۔ ابو جعفر چند روز وہاں مقیم رہے جب سب سے بیعت لے چکے تو واپس آگئے اس قیام کے اثنا میں ابو مسلم نے ابو جعفر کے مرتبہ کے مطابق اُن کی تعظیم نہیں کی بلکہ اُن کے حق سے استخفاف کیا ابو جعفر نے ابو العباس سے آکر اُسکی شکایت کی تھی۔

ابو مسلم کے ابو العباس کے پاس آنیکے بعد ابو جعفر نے اُن سے کہا کہ آپ میری بات مانیں اُسے قتل کردیجئے کیونکہ بخدا میں اُسکے چہرے بشرے سے غدر کے آثار ہویدا پاتا ہوں، ابو العباس کہنے لگے اے میرے بھائی

جو کچھ ابومسلم نے ہمارے لئے کیا ہے اُس سے تم واقف ہو۔ ابوجعفر نے کہا کہ حکومت تو ہمارے قبضہ میں آنے والے ہی تھی اگر آپ اسکے بجائے کسی بلی کو بھی مقرر کرتے تو چونکہ یہ حکومت ہماری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی اس لئے وہ بھی وہی خدمات انجام دیتی جو اس نے دئے۔ ابوالعباس نے پوچھا اچھا ہم کیونکر اُسے قتل کریں، ابوجعفر نے کہا جب وہ آپکے پاس آکر اچھی طرح آپ سے باتوں میں مصروف ہو جائے گا میں پہلے آؤنگا اور اُس کی آنکھ بچا کر پیچھے سے اُس پر ایسا وار کروں گا کہ وہیں اُس کا خاتمہ ہو جائے گا ابوالعباس نے کہا اُس کے ساتھیوں کا کیا انتظام ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ وہ لوگ اُسے اپنی دین و دنیا ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ ابوجعفر کہنے لگے کہ سب باتیں اُسی طرح انجام پذیر ہوں گی جیسا آپ چاہتے ہیں جب اُن کو اُس کے قتل کا علم ہوگا وہ خود منتشر ہو جائیں گے اور کوئی قوت و شوکت اُنکی باقی نہ رہیگی۔ ابوالعباس نے کہا میں تمکو خدا کا واسطہ دیتا ہوں تم اس ارادہ سے باز رہو، ابوجعفر کہنے لگے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آج ہی آپ نے اُس کا خاتمہ نہ کر دیا تو کل یہ خود آپ کا خاتمہ کر دیگا، اس پر ابوالعباس نے کہا اچھا جو تمھاری مرضی۔

اس گفتگو کے بعد اور اُس کے قتل کا عزم کر کے ابوجعفر ابوالعباس کے پاس سے چلے آئے اُن کے جانے کے بعد ابوالعباس کو اپنی اجازت دینے پر ندامت ہوئی اور اُنھوں نے ابوجعفر سے کہلا کر بھیجا کہ تم ہرگز اُس کام کو نہ کرنا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابوالعباس نے ابوجعفر کو ابومسلم کے قتل کی اجازت دیدی تو ابومسلم حسب دستور ابوالعباس کے پاس آیا۔ ابوالعباس نے ایک خواجہ سرا کو ابوجعفر کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھکر آئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اُس نے آکر دیکھا کہ وہ اپنی تلوار کی گات لگائے بیٹھے ہیں ابوجعفر نے اُس سے پوچھا کیا امیرالمومنین دربار میں بیٹھے ہیں اُس نے کہا

ابھی برآمد نہیں ہوئے مگر اب باہر آنے کی تیاری کر رہے ہیں اس خواجہ سرا نے ابو العباس سے آکر ساری سرگذشت سُنائی اُنھوں نے اُسے پھر ابو جعفر کے پاس اِس حکم کے ساتھ بھیجا کہ جس بات کا تم نے ارادہ کیا تھا اُسے ہرگز عمل میں نہ لانا۔ چنانچہ ابو جعفر اپنے ارادے سے رک گئے۔
اسی سنہ میں ابو جعفر منصور نے حج ادا کیا اُنکے ہمراہ ابو مسلم بھی تھا

ابو جعفر منصور اور ابو مسلم کا فریضۂ حج ادا کرنا

جب ابو مسلم نے ابو العباس کے پاس آنے کا ارادہ کیا اُس نے اُن سے حج کے لئے آنے کی اجازت مانگی جو منظور ہو گئی ابو العباس نے یہ بھی ابو مسلم کو لکھا کہ تمھارے ساتھ صرف پانسو فوج ہو اُسکے جواب میں ابو مسلم نے لکھا کہ چونکہ میں نے بہت آدمی قتل کئے ہیں اس لئے لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں مجھے اپنے قتل کا اندیشہ ہے اتنی جمعیت کافی نہیں ہو سکتی۔ ابو العباس نے لکھا کہ اچھا ایک ہزار فوج کے ہمراہ آؤ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک تو تم اپنی ہی حکومت کے زیر سایہ رہو گے دوسرے یہ کہ مکہ کا راستہ کسی بڑی فوج کی ضروریات زندگی کی بہم رسانی کا کفیل نہیں ہو سکتا۔ اب ابو مسلم خراسان سے آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا جسے اُس نے نیشاپور اور رے کے درمیان مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا یہ تمام مال ومتاع اور خزائن اپنے ساتھ لیا اور اسے رے میں چھوڑ آیا۔ اثناء راہ میں اس نے علاقۂ جبل کا خراج وصول کیا اور وہاں سے صرف ایک ہزار فوج کے ساتھ عراق آیا جب انبار میں داخل ہونے لگا تو تمام سرکاری عہدیداروں اور عوام نے اِس کا استقبال کیا پھر اُس نے ابو العباس سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی جسے اُنھوں نے منظور کیا اور یہ بھی

کہا کہ اگر اس سال ابوجعفر حج کے لئے نہ جاتے ہوتے تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا۔

اسی زمانے میں ابوجعفر جزیرہ کے والی تھے واقدی کا بیان ہے کہ جزیرہ کے ساتھ آرمینا اور آذربیجان بھی اُن کے تحت تھے، ابوجعفر نے مقاتل بن حکیم العتکی کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر کیا ابوالعباس کے پاس آئے اور اُن سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی حج کے ارادے سے یہ مکے آئے ابومسلم نے بھی اُن کے ہمراہ حج ادا کیا یہ ۱۳۶ھ ہجری کا واقعہ ہے۔ حج کے بعد دونوں عراق روانہ ہوئے یہ بستان اور وہ ذات عرق کے درمیان تھے کہ ابوجعفر کو ابوالعباس کے انتقال کی خبر بذریعہ خط ملی وہ ابومسلم سے ایک منزل آگے تھے خط ملتے ہی ابوجعفر نے ابومسلم کو لکھا کہ ایک حادثہ پیش آگیا ہے لہذا جسقدر جلد ممکن ہو تم میرے پاس آؤ، جب قاصد نے آکر ابومسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی وہ تیزی سے ابوجعفر کی طرف روانہ ہوا اور آملا اور اب دونوں ساتھ ساتھ کوفے چلے۔

اسی سال ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی نے اپنے بھائی ابوجعفر کو خلافت کے لئے اپنے ولی عہد بنایا اور ابوجعفر کے بعد عیسٰی بن موسٰی بن محمد بن علی کو ولی عہد مقرر کیا اس عہد کو باضابطہ لکھکر ایک کپڑے میں رکھا اُس پر اپنی اور اپنے تمام خاندان کی مُہریں ثبت کیں اور پھر اُسے عیسٰی بن موسٰی کے حوالے کردیا۔

اسی سال امیرالمومنین ابوالعباس نے ۱۳- ذی الحجہ بروز اتوار مقام انبار میں انتقال کیا، بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی موت کا باعث مرض چیچک ہوا۔ ہشام بن محمد نے اُنکی تاریخ وفات ۱۲- ذی الحجہ بیان کی ہے، اُنکی عمر کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ ۳۳ سال ہوئی ہشام بن محمد نے ۳۶ سال بیان کی ہے بعض نے ۲۸ سال کہے ہیں۔ مروان کے قتل سے ان کی وفات تک انکا عہد خلافت ۴ سال ہوا اور اُن کی

بیعت سے اگر حساب لگایا جائے تو ۴ سال ۸ ماہ ہوتے ہیں، بعض ارباب سیر نے بجائے آٹھ کے نو ماہ بیان کئے ہیں۔ واقدی نے چار سال آٹھ ماہ بیان کئے ہیں اس میں سے آٹھ ماہ اور چار دن تو مروان سے لڑنے میں گزرے اس کے بعد چار سال یہ بلا شرکت غیر خلیفہ رہے۔

حلیہ اُن کے بال سیاہ اور گھونگر والے تھے، دراز قامت تھے گورا رنگ تھا، چونچدار ناک تھی چہرہ وجیہ اور خوبصورت تھا اسیطرح داڑھی بھی بھری ہوئی خوبصورت تھی، اُن کی ماں ریطہ بنت عبید اللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان بن الدیان الحارثی تھی، ابو الجہم بن عطیہ ان کا وزیر تھا، اُن کے چچا عیسیٰ بن علی نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی اور پرانے انبار میں اپنے ہی قصر میں سپرد خاک کئے گئے، بیان کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد اُن کے اثاثے میں کل نو جبے، چار قمیصیں، پانچ پائجامے، چار عبائیں اور تین لمل کے عمامے نکلے۔

خلافت ابو جعفر المنصور

عبداللہ بن محمد

جس روز اُن کے بھائی ابوالعباس نے وفات پائی اُسی دن ابوجعفر کے لئے بیعت ہوئی اگرچہ وہ اُسوقت مکے میں تھے، عیسیٰ بن موسیٰ نے عراق میں ابوجعفر کے لئے بیعت لی اور اسکے بعد اُس نے ابوجعفر کو امیرالمومنین کے انتقال اور خود اُن کے لئے بیعت کی اطلاع بھیجی، علی بن محمد

بیان کرتا ہے کہ جب ابو العباس کا وقت آخر ہوا اُنھوں نے تمام لوگوں کو عبداللہ بن محمدؒ ابوجعفر کی بیعت کا حکم دیا چنانچہ اُن کے انتقال کے دن سب نے انبار میں ابوجعفر کی بیعت کرلی، عارضی طور پر عیسیٰ بن موسیٰ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور پھر محمدؒ بن الحصین العبدی کے ذریعے ابوجعفر کو جو اُسوقت مکہ میں تھے ابو العباس کی موت اور اُن کی خلافت کی اطلاع دینے روانہ کیا، محمدؒ بن الحصین راستے ہی میں ابوجعفر سے ایک ایسے مقام میں جا ملا جسے زکیہ کہتے تھے، خط کے موصول ہونے کے بعد ابوجعفر نے سب کو اپنی بیعت کی دعوت دی، سب کے ساتھ ابومسلم نے بھی بیعت کی، ابوجعفر نے اپنی منزل کا نام پوچھا لوگوں نے زکیہ بتایا اس سے اُنھوں نے تفاؤل کیا کہ انشاءاللہ حکومت ہمارے لئے پاک ثابت ہوگی، اِسکے متعلق دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اُس مقام کا نام جہاں اُنھیں اپنی خلافت کی اطلاع ملی تھی صفیہ تھا، اُنھوں نے اِس نام سے تفاؤل لیا اور کہا کہ انشاءاللہ ہمارے لئے یہ خلافت پاک صاف ثابت ہوگی، علی بن محمدؒ کی روایت کے سلسلے میں جب ابوجعفر کو یہ خبر ملی اُنھوں نے اُسیوقت ابومسلم کو جو ایک چشمۂ آب پر فروکش ہوا تھا اور یہ خود ایک منزل اُس سے آگے نکل آئے تھے اُس کی اطلاع بھیجی اور وہ اُن کے پاس چلا آیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابومسلم ابوجعفر سے آگے بڑھ گیا تھا اور پہلے اُسی کو یہ خبر معلوم ہوئی اور پھر اُس نے ابوجعفر کو یہ خط لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اللہ آپ کو عافیت میں رکھے اور آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے ۔ مجھے ایسی خبر معلوم ہوئی ہے کہ جس نے مجھے فرط غم سے پریشان کردیا ہے اور مجھ پر اُس کا اسقدر اثر ہوا ہے کہ کسی اور بات سے نہیں ہوا تھا، محمدؒ بن الحصین مجھ سے ملا یہ آپ کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ کے اُس خط کو لیکر آرہا ہے جو اُنھوں نے امیرالمومنین ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کی خبر مرگ دینے کے لئے آپ کو لکھا ہے

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس حادثہ پر آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے زیورِ خلافت سے آپ کو آراستہ رکھے اور خلافت آپ کو مبارک کرے آپ کے تمام دوستوں میں آپ کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والا، ناصح مخلص اور ہمیشہ آپکی خوبی کے لئے ساعی مجھ سے زیادہ کوئی نہ ہوگا اس خط کو اُس نے ابوجعفر کے پاس بھیجدیا اُس روز اور دوسرے دن ابومسلم رُکا رہا اس کے بعد اُس نے ابوجعفر کو اطلاع دی کہ میں نے آپ کی بیعت کرلی ہے اس تاخیر سے اُس کی غرض ابوجعفر کو تخویف تھی۔

علی بن محمد کے سلسلے کے مطابق :۔ جب ابومسلم ابوجعفر کے پاس آکر بیٹھا تو انھوں نے وہ خط اُسے دیا اُسے پڑھکر ابومسلم رونے لگا اور اُس نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اب ابومسلم نے ابوجعفر کو دیکھا جن پر شدید حزن وملال طاری تھا اُن کی کیفیت محسوس کرکے ابومسلم نے کہاکہ اس رنج وغم سے کیا فائدہ اب تو خلافت آپ کے لئے ہے انھوں نے کہاکہ میں عبداللہ بن علی اور شیعانِ علی کے شر سے خائف ہوں ابومسلم کہنے لگا آپ بالکل خوف نکریں انشا اللہ میں عبداللہ بن علی کو سمجھ لونگا، تقریباً اُسکی تمام فوج اور اکثر سردار خراسانی ہیں اور وہ سب میرے حکم کے تابع ہیں آپ فکر نہ کریں، یہ سنکر ابوجعفر کو بڑا اطمینان ہوا، ابومسلم نے انکی بیعت کی اور سب لوگوں نے بھی اُنکی بیعت کی اور اب یہ دونوں کوفے آگئے۔

ابوجعفر نے زیاد بن عبیداللہ کو مکّہ بھیجدیا یہ اس سے قبل ابوالعباس کے عہد میں مکّہ اور مدینہ کا والی تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے مرنے سے پہلے اُسے برطرف کرکے اسکی جگہ عباس بن عبیداللہ بن محمد بن العباس کو مکّہ کا والی مقرر کردیا تھا،

اسی سال عبداللہ بن علی ابوالعباس کے پاس انبار آیا تھا۔ ابوالعباس نے اُسے اہلِ خراسان، شام، جزیرہ اور موصل کی موسم گرما کی مہم کا سپہ سالار بناکر

جہاد کے لئے بھیجا یہ ابھی ملوک ہی پہونچا تھا اور درہ کو عبور نہیں کر سکا تھا کہ اسے ابوالعباس کے مرنے کی خبر ملی۔

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ اور ابوالجہم نے یزید بن زیاد ابوغسان کو منصور کی بیعت کے لئے عبداللہ بن علی کے پاس بھیجا عبداللہ بن علی اپنی فوجوں کو لیکر واپس ہوا اس نے اس اثناء میں اپنے لئے بیعت لے لی تھی یہ حران آیا۔

اس سال ابوجعفر منصور کی امارت میں حج ہوا، یہ جس علاقوں کے والی تھے ہم انکا ذکر پہلے کر چکے ہیں نیز یہ بھی بیان کرائے کہ حج کو جاتے ہوئے کس شخص کو انھوں نے اپنا نائب مقرر کیا تھا، عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا والی تھا ابن ابی لیلےٰ کوفے کے قاضی تھے، بصرہ اور اُس کے ملحقات پہ سلیمان بن علی والی تھا عباد بن منصور بصرے کی قاضی تھے، زیاد بن عبید اللہ الحارثی مدینہ کا والی تھا، عباس بن عبداللہ بن معبد مکہ کا والی تھا اور صالح بن علی مصر کا والی تھا۔

۱۳۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال منصور ابوجعفر مکے سے حیرہ آئے یہاں آکر دیکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ انبار چلا گیا ہے اور اُس نے کوفے پہ طلحہ بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث کو اپنا نائب بنایا ہے ابوجعفر کوفے آئے جمعہ کے دن امامت کی تقریر کی اور کہا کہ میں یہاں سے جانے والا ہوں۔ ابومسلم بھی حیرہ میں اُن سے آملا ابوجعفر انبار آئے اور وہیں اقامت گزین ہوکر انہوں نے اپنے تمام متعلقین اور ساز و سامان کو وہیں اکٹھا کر لیا۔

علی بن محمد راوی ہے کہ ابو جعفر کے آنے سے قبل عیسیٰ بن موسیٰ نے نے تمام سرکاری بھنڈار خانوں، خزانوں اور دفاتر کو اپنی نگرانی میں لے لیا تھا اسکے بعد ابو جعفر انبار میں اُسکے پاس آ گئے اور اُس نے سب چیزیں اُن کے سپرد کر دیں، تمام لوگوں نے اُنکی اور اُن کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے لئے بیعت کی، اس کے بعد عیسیٰ نے حکومت کی باگ ابو جعفر کے سپرد کر دی، اس سے قبل ہی عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو غسّان یزید بن زیاد ابو العباس کے حاجب کو عبداللہ بن علی کے پاس ابو جعفر کی بیعت کرنے کے لئے ابو العباس کی زندگی ہی میں بھیجدیا تھا اور یہ اُسوقت کیا گیا تھا جب کہ ابو العباس نے سب کو اپنے بعد ابو جعفر کی بیعت کا حکم دیا۔ ابو غسان اُسوقت عبداللہ بن علی کے پاس آیا جب کے وہ رومیوں سے جہاد کرنے کے ارادے سے جا رہا تھا اور پہاڑی دروں کے دہانوں تک پہنچ چکا تھا۔ جب ابو غسان نے عبداللہ بن علی سے جو دلوک نام ایک گاؤں میں فروکش تھا ابو العباس کی خبر مرگ بیان کی تو اُس نے نقیب کو حکم دیا کہ وہ سب لوگوں کو نماز کے لئے ندا دے۔ جب تمام فوجی سردار اور سپاہی اُسکے پاس جمع ہو گئے تو اُس نے وہ خط سنایا جس میں ابو العباس کی موت کی خبر درج تھی اور پھر اپنی خلافت کے لئے دعوت دی اور کہا کہ جب ابو العباس مروان بن محمد کے مقابلے پر فوج بھیجنے لگے تو انھوں نے اپنے بھائیوں کو بلا کر مروان کے مقابلے پر جانے کی دعوت دی اور کہا کہ جو اُس کے مقابلے کے لئے جائیگا وہی میرا ولی عہد خلافت ہے، میرے علاوہ اور کوئی اس اہم خدمت پر جانے کے لئے آمادہ نہ ہوا میں اُسی سمجھوتہ کی بنا پر اُس کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا اور جس طرح میں نے اُسے اور اُسکے ساتھیوں کو قتل کیا اُس سے آپ لوگ واقف ہیں۔

ابو غانم الطائی اور خفاف المروزی نے چند اور اہل خراسان کے فوجی سرداروں کے ساتھ کھڑے ہو کر اس بیان کی صداقت پر شہادت دی اور ابو غانم۔ خفاف ابو الاصبع اور دوسرے تمام اُن خراسان شام

اور جزیرے کے سرداروں نے جن میں حمید بن قحطبہ، خفاف الجرجانی، حیاش بن جیب مخارق بن غفار اور ترار خذا وغیرہ تھے اُس کی بیعت کی، اُسوقت عبداللہ بن علی تل محمد (ٹیلہ) پر فروکش تھا بیعت کے بعد وہاں سے کوچ کر کے حران آکر فروکش ہوا حران میں اُس وقت مقاتل العکی حاکم تھا جسے ابوجعفر نے جزیرہ سے ابوالعباس کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوتے وقت اپنے علاقے کا نائب مقرر کیا تھا۔ عبداللہ نے مقاتل سے بیعت لینا چاہی مگر اس نے اُسے منظور نہ کیا اور اسکے مقابلے کے لئے قلعہ بند ہوگیا۔ عبداللہ بن علی نے اُس کا محاصرہ کرلیا اور اسطرح چمٹا رہا کہ اُسے ہتھیار رکھدینے پڑے اور پھر عبداللہ بن علی نے اُسے قتل کردیا۔

اب ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لئے ابومسلم کو روانہ کیا جب اوسے اُس کے آنے کی اطلاع ہوی وہ حران ہی میں ٹھہر گیا، ابوجعفر نے اُس کے بارے میں ابومسلم سے کہا تھا کہ اُسکا مقابلہ یا تم کرسکتے ہو یا میں کرسکتا ہوں، غرض کہ اب ابومسلم انبار سے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا، عبداللہ بن علی نے حران میں مدافعت کے تمام سامان فراہم کئے، فوجیں اسلحہ سامان خوراک اور چارہ کثیر تعداد میں اکٹھا کیا اپنے گرد خندق بنائی، اسی طرح ابومسلم نے بھی کسی سردار کو نہ چھوڑا سب کو اپنے ساتھ لیا اپنے مقدمۃ الجیش پر مالک بن ہشیم الخزاعی کو روانہ کیا جنکے ہمراہ قحطبہ کے دونوں بیٹے حمید اور حسن بھی تھے حمید عبداللہ بن علی کا ساتھ چھوڑ کر ابومسلم سے آملا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ اُسکو قتل کردینا چاہتا تھا اُس کے ہمراہ ابواسحٰق اور اُسکا بھائی ابوحمید اور اُسکا بھائی اہل خراسان کی ایک جماعت کے ساتھ نکل آئے، خراسان چھوڑتے وقت ابومسلم نے خالد بن ابراہیم ابوداؤد کو خراسان پر اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا،

ہیشم نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن علی کو مقاتل کا محاصرہ کئے

چالیس راتیں گذری تھیں کہ اُسے ابومسلم کی پیشقدمی کی اطلاع ملی اب تک
اُسے مقاتل کے مقابلہ پر فتح نہیں ہوئی تھی اُسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا
ابومسلم اچانک اُسپر دھاوا کردے اسی ڈر سے اُس نے علی کو امان دی
علی اپنی فوج کے ہمراہ عبداللہ بن علی کے پاس چلا آیا چندہی روز اس کے
ساتھ قیام پذیر رہا اسکے بعد عبداللہ بن علی نے اُسے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقۃ الازدی کے
پاس رقہ بھیجدیا علی کے ہمراہ اُس کے دو بیٹے بھی تھے عبداللہ نے عثمان
کے نام ایک خط لکھکر علی کو دیدیا جب یہ عثمان کے پاس آئے اُس نے
علی کو تو قتل کر دیا اور اُس کے دونوں بیٹوں کو اپنے پاس قید کر لیا اس کے
بعد جب اُسے عبداللہ بن علی اور اہل شام کی نصیبین پر شکست کی اطلاع
ملی اُس نے ان دونوں کو جیل سے نکالکر قتل کر دیا چونکہ عبداللہ بن علی کو یہ اندیشہ تھا کہ اہل خراسان
اُس کے وفادار ثابت نہ ہوں گے اس وجہ سے اُس نے اپنے کوتوال
کے ذریعہ سترہ ہزار خراسانیوں کو قتل کرادیا۔ اسی طرح اُس نے حمید بن قحطبہ
کو ایک خط دیکر حلب بھیجا جہاں زفر بن عاصم تھا اس خط میں تحریر تھا کہ
جب حمید تمھارے پاس پہنچے فوراً اسے قتل کر دینا۔ حمید اس خط کو لیکر
حلب روانہ ہوا اثناء راہ میں کسی جگہ اُسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے خط کو لیکر
جانا جس کے مضمون سے آگاہی نہ ہو نا تجربہ کاری ہے اُس نے طومار توڑ
کر خط نکالا اور پڑھا پڑھنے کے بعد اپنے خاص دوستوں کو بلاکر اُسکے مضمون
سے آگاہ کیا۔ اُن سے مشورہ لیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں سے جو جان بچاکر
بھاگنا چاہے وہ میرا ساتھ دے میں تو اب عراق جاتا ہوں اور جو شخص
آپ میں سے اتنے طویل سفر کی مشقت نہ برداشت کرنا چاہے اسے اختیار
ہے کہ وہ اس راز کو فاش کئے بغیر جہاں اُسکا جی چاہے چلا جائے
اس تجویز کے بعد اُس کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ اُسکے ساتھ ہو
لئے اور اُس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کے نعل لگوائے اور
اب سفر کے لئے تیار ہوئے یہ سب کو لیکر دشت کی طرف چلا اور بجائے
شاہراہ عام کے پگڈنڈی اختیار کی چلتے چلتے رصافہ ہشام واقع شام کی ایک

سمت سے گذرے اُسوقت رصافہ میں عبداللہ بن علی کا ایک مولیٰ سعید البربری متعین تھا۔ اُسے معلوم ہوا کہ حمید بن قحطبہ عبداللہ بن علی کے خلاف ہو کر ریگستان کی طرف ہولیا ہے۔ یہ اپنے شہ سواروں کو لیکر اُس کے تعاقب میں چلا اور راستے میں کسی جگہ اُسے جا ملا پایا اُسے دیکھتے ہی حمید نے اپنے گھوڑے کو اُسکی طرف پلٹایا اور اُس کے پاس آکر کہنے لگا تمکو کیا ہوا ہے کیا تم مجھے نہیں جانتے مجھ سے لڑنے میں تمھاری بھلائی نہیں واپس جاؤ میرے دوستوں کو جو تمھارے بھی دوست ہیں قتل مت کرو اس سے تمکو قطعی کوئی فائدہ نہ ہوگا اس تقریر کو سنکر وہ اسکا مفہوم اچھی طرح سمجھ گیا اور اُن کی مزاحمت کئے بغیر پھر رصافہ اپنی جگہ چلا آیا حمید اپنے ساتھیوں کو لیکر عراق روانہ ہوا اُس کے محافظ دستے کے سردار موسیٰ بن میمون نے اُس سے کہا کہ رصافہ میں میری ایک لونڈی ہے میں اُسے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اُس سے ملکر بہت جلد آپ کے پاس آجاؤں گا حمید نے اجازت دیدی موسیٰ اُس کے پاس آکر ٹھہرا اور پھر حمید کے پاس جانے کے ارادے سے رصافہ سے روانہ ہوا سعید البربری عبداللہ بن علی کے مولا نے اُسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

عبداللہ بن علی آگے بڑھکر نصیبین میں فروکش ہوا اُس نے اپنے گرد خندق بنالی، ابومسلم مقابلہ کے لئے بڑھا۔ ابوجعفر نے اس سے پہلے حسن بن قحطبہ کو جو اُنکی طرف سے آرمینا پر اُنکا نائب تھا لکھ بھیجا تھا کہ وہ ابومسلم سے آملے چنانچہ حسن بن قحطبہ ابومسلم کے پاس آگیا جو اُسوقت موصل میں تھا، اب ابومسلم عبداللہ بن علی کے سامنے آکر ایک سمت میں فروکش ہوا اور پھر اُسکا تعرض کئے بغیر اُس نے شام کا راستہ لیا اور عبداللہ کو لکھدیا کہ مجھے نہ تمھارے مقابلہ پر بھیجا گیا ہے اور نہ تم سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے مجھے تو امیرالمومنین نے شام کا والی مقرر کیا ہے میں شام جا رہا ہوں۔

اسپر اُن شامیوں نے جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے اُس سے

کہا کہ اس صورت میں کہ ابو مسلم ہمارے ملک میں جا رہا ہے جہاں ہمارے بیوی بچے اور اعزا ہیں جن پر اسکا قابو چلیگا انھیں یہ تہ تیغ کردے گا ہماری اولاد کو لونڈی غلام بنالے گا ہم کیونکر آپ کا ساتھ دینے کے لئے یہاں قیام کرسکتے ہیں ہم تو اب اپنے گھروں کو جاتے ہیں وہاں جاکر اپنے اہل وعیال کی مدافعت کریں گے اور اگر ابو مسلم ہم سے لڑے گا تو ہم اُس سے لڑیں گے، عبداللہ بن علی نے کہا بخدا اسکا ارادہ شام جانیکا نہیں ہے یہ تو تم ہی سے لڑنے بھیجا گیا ہے اگر تم یہاں ٹھہرو تو وہ ضرور تمھارے مقابلے پر آئے گا۔ مگر اہل شام نے اُسکا کہا نہ مانا اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابو مسلم نے آگے بڑھکر اُن کے قریب اپنا پڑاؤ ڈالا، اور عبداللہ بن علی اپنا پڑاؤ چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا اُس کے جاتے ہی ابو مسلم نے اسی جگہ پر جہاں عبداللہ بن علی کا پڑاؤ تھا قبضہ کرکے اپنا پڑاؤ ڈالا اور مورچے لگائے، نیز آس پاس کے تمام کنوؤں اور چشموں کو اندھا اور خراب کردیا اُن میں مُردار جانور ڈالدئے تاکہ دشمن کو پانی ہمدست نہ ہو۔

جب اُسکی اطلاع عبداللہ بن علی کو ہوئی اُس نے اپنے شامی سرداروں سے کہا کہ میں نے تو پہلے ہی آپ لوگوں سے کہدیا تھا کہ وہ ضرور پلٹ جائے گا۔ اب خود عبداللہ بھی واپس ہوا یہاں آکر دیکھا کہ اُس کے پڑاؤ پر ابو مسلم نے پہلے سے قبضہ کرلیا ہے اس نے مجبوراً اُس مقام پر چھاؤنی ڈالی جہاں اُس سے پہلے ابو مسلم کی چھاؤنی تھی، اب جنگ شروع ہوئی پانچ یا چھ ماہ دونوں فریق لڑتے رہے اہل شام کے پاس سوار زیادہ تھے نیز سازو سامان بھی اُن کے پاس بہت عمدہ تھا عبداللہ کے میمنہ پر بکار بن مسلم العقیلی اور میسرہ پر حبیب بن سوید الاسدی تھے عبد الصمد بن علی رسالہ کا سردار تھا۔ اُس کے مقابل ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر ابو نصر خازم بن خزیمہ تھا کئی ماہ تک دونوں حریف مصروف کارزار رہے۔

ہشام بن عمرو التغلبی راوی ہے کہ میں ابومسلم کی فرودگاہ میں تھا ایک دن لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ کون قوم زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہے میں نے لوگوں سے کہا کہ آپ ہی لوگ بیان کریں تاکہ میں بھی سنوں ایک شخص نے کہا اہل خراسان دوسرے نے کہا اہل شام اُسپر ابومسلم نے کہا کہ ہر قوم اپنے علاقے میں زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہوتی ہے۔

اس کے بعد پھر جنگ شروع ہوگئی عبداللہ بن علی کی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہمیں اپنی جگہوں سے پسپا کر دیا اس کے بعد وہ پلٹ گئے بعد ازاں عبدالصمد نے رسالہ کے ساتھ ہم پر حملہ کیا اور ہمارے اٹھارہ آدمی قتل کر کے وہ اپنی پوری جمعیت کے ساتھ پھر اپنی اصل فوج میں جا ملا! اور اب ان سب نے ملکر اس بے جگری سے ہم پر حملہ کیا کہ ہماری صفیں درہم برہم کر دیں اور ہماری فوج کا بڑا حصۂ تاب مقاومت نہ لا کر بے ترتیبی سے پسپا ہوا میں نے ابومسلم سے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے گھوڑے کو ایڑ دیکر اس ٹیلہ پر چڑھکر دیکھوں اور اپنی فوج کو جو شکست کھا کر پسپا ہو رہی ہے پھر واپس آنے کے لئے للکاروں، ابومسلم نے اُسکی اجازت دی میں نے ابومسلم سے کہا کہ آپ بھی اپنے گھوڑے کو موڑئے اُس نے جواب دیا دانشمند ایسے موقع پر کبھی ایسا نہیں کرتے تم خود جا کر اہل خراسان کو للکارو کہ واپس آؤ کیونکہ نتیجہ کے مالک وہی ہوتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں میں نے اسی طرح اُن کو آواز دی اور اب وہ پھر مقابلہ پر پلٹ آئے، اُس دن ابومسلم نے یہ شعر بطور رجز پڑھا۔

من کان ینوی اھلہ فلا رجع. فر من الموت وفی الموت وقع

جو اپنے اہل وعیال کی نیت رکھتا ہے وہ واپس نہ آئے گا جو موت سے بھاگا وہ موت ہی کے منہ میں گرا۔

اس لڑائی میں ابومسلم کے لئے ایک تخت بنا گیا تھا جب دونوں فوجیں لڑتیں تو وہ تخت اُسکے لئے بچھایا جاتا اور ابومسلم اُسپر بیٹھ کر لڑائی کا رنگ ڈھنگ دیکھتا جس حصۂ فوج میں کوئی خلل اُسے نظر آتا فوراً اُسے ہدایت بھیجتا کہ تمہاری سمت میں یہ رخنہ ہو گیا ہے فوراً اُسکا تدارک کرو

ورنہ دشمن اُنھیں ہٹنے نکل آئے گا۔ اس کے لئے رسالہ آگے بڑھاؤ یا پیچھے ہٹاؤ اُس کے قاصد اُسکی ہدایات برابر دوسرے سرداران لشکر کو پہنچاتے رہتے تھے اور ان کے جواب لاتے رہتے تھے بہرحال بروز سہ شنبہ جمادی الآخر ۱۳۶ یا ۱۳۷ھ ہجری فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی ابومسلم نے جب جنگ کا یہ رنگ دیکھا اُس نے دشمن کے خلاف یہ چال چلی کہ حسن بن قحطبہ اپنے میمنہ کے سردار کو حکم دیا کہ تم اپنی سمت خالی کر کے اپنی فوج کا بڑا حصہ میسرہ میں شامل کردو اور سمت میمنہ میں اپنی فوج کے بہادر ترین مدافعین کو چھوڑ دو کہ وہ اس سمت میں صرف مدافعت کرتے رہیں، جب اہل شام نے یہ ترکیب دیکھی اُنھوں نے اُس کے مقابل اپنے میسرہ کو خالی کر کے اُسکی بڑی جمعیت کو اپنے میمنہ میں شامل کردیا جو ابومسلم کے میمنہ کے مقابل متعین تھا اس کے بعد ہی ابومسلم نے حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ تم قلب فوج کو حکم دو کہ وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اُن چند آدمیوں کو لیکر جواب تک سمت میمنہ میں موجود تھے اہل شام کے میسرہ پر حملہ کریں، اس حکم کی بجا آوری ہوئی اہل قلب نے شامی میسرہ پر اس بے جگہی سے حملہ کیا کہ اُن کے پرخچے اڑادئے اُن کو مقابلے سے مار بھگایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کا میمنہ اور قلب بھی، پسپا ہوا خراسانیوں نے اُن کا تعاقب کیا گویا اُن پر چڑھے پڑتے تھے اب اہل شام کو کامل شکست ہوگئی، عبداللہ بن علی نے سراقۃ الازدی سے جو اُس کے پاس کھڑا تھا پوچھا اب کیا کروں اُس نے کہا کہ آپ آخر دم تک ڈٹے رہیے اور لڑیئے یہاں تک کہ آپ قتل ہوجائیں کیونکہ آپ ایسے شخص کا بھاگنا سخت معیوب ہے اور خود آپ نے مروان کو یہ الزام دیا تھا کہ وہ موت سے ڈر کر بھاگ گیا عبداللہ بن علی نے کہا مگر میں عراق جاتا ہوں سراقہ نے کہا میں آپ کے ساتھ ہوں اب اہل شام کو کامل شکست ہوئی اور اُن میں عام بھاگڑ پڑی وہ اپنی فرودگاہ کو چھوڑ کر چلتے بنے ابومسلم نے اُسپر قبضہ کرلیا اور اس فتح کی خبر ابوجعفر کو بھیجی ابوجعفر نے اپنے مولیٰ ابوالخصیب کو اسلئے

کہ وہ عبداللہ بن علی کی فرودگاہ کی ہر شے کو اپنے قبضہ میں لے لے مقام جنگ پر بھیجا اس سے ابومسلم رنجیدہ ہوا۔

عبداللہ بن علی اور عبدالصمد بن علی چلتے بنے عبدالصمد کوفے آیا عیسیٰ بن موسیٰ نے اُس کے لئے امان کی درخواست کی جسے ابوجعفر نے منظور کرلیا اور عبداللہ بن علی بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس آکر قیام پذیر ہوگیا۔

ابومسلم نے معافی عام کا اعلان کردیا اُس نے کسی کو اب قتل نہیں کیا اور اپنی فوج کو بھی اہل شام کے تعاقب اور قتل سے روکدیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالصمد بن علی کے لئے اسماعیل بن علی نے امان کی درخواست دی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ شکست کھا کر عبداللہ اور اُس کا بھائی عبدالصمد بن علی رصافہ شام آگئے تھے عبدالصمد رصافہ میں مقیم تھا کہ منصور کے سوار جمہور بن جرار العجلی کی قیادت میں اُس کے لئے آئے۔ جمہور نے اُسے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنادیں اور پھر ابوجعفر کے مولیٰ ابوالخصیب کے ذریعہ اُسے ابوجعفر کے پاس بھیجدیا، یہ ان کے سامنے پیش کیا گیا اُنھوں نے اُسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کردیا اُس نے عبدالصمد کو امان دی اُسے عزت کے ساتھ رہا کردیا نیز عطیہ میں کچھ روپیہ اور لباس دیا۔ البتہ عبداللہ بن علی رصافہ میں صرف ایک رات ٹھہرا صبح اندھیرے میں اپنے خاص سرداروں اور موالیوں کو لیکر رصافہ سے نکل کھڑا اور سلیمان بن علی کے پاس بصرے آگیا یہ ان دنوں بصرہ کا عامل تھا۔ سلیمان نے اُنھیں پناہ دی انکی آؤ بھگت کی یہ جماعت عرصہ تک پوشیدہ طور پر اُسکے پاس قیام گزین رہی۔

اسی سال ابومسلم قتل کیا گیا۔

ابومسلم کا قتل

اُسکے اسباب اور واقعات

سنہ ۱۳۶ ہجری میں ابومسلم نے ابوالعباس سے حج کے لئے اجازت

طلب کی اور مطلب یہ تھا کہ وہ حج میں خود نماز کی امامت کرے ابو العباس
نے اُس کی اجازت دیدی مگر اپنے بھائی ابو جعفر کو جو جزیرہ، آذربیجان
اور آرمینا کے والی تھے لکھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت لی ہے
میں نے اُسے اجازت دیدی ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہاں اگر وہ
مجھ سے درخواست کرے گا کہ اُسی کو اس مرتبہ امیر حج بنایا جائے مناسب یہ ہے
کہ تم بھی مجھ سے حج کی اجازت طلب کرو کیونکہ جب تم مکے میں ہو گے تو پھر وہ تمھارے
ہوتے ہوئے اپنے لئے امارت حج کی خواہش نہ کرسکے گا۔ چنانچہ ابو جعفر نے
ابو العباس سے حج کی اجازت مانگی جو منظور کر لی گئی یہ اخبار اگر اُن سے ملے یہ سنکر
ابو مسلم کہنے لگا کہ اس سال کے علاوہ کیا اور سال نہ تھا جسمیں ابو جعفر حج کے لئے
جاتے اُن کو بھی اسی سال حج کے لئے جانا تھا نیز اُن کی طرف سے یہ بات
اس کے دل میں بیٹھ گئی علی کہتا ہے کہ اپنے علاقے سے آتے ہوئے ابو جعفر
نے حسن بن قحطبہ کو اپنا قائم مقام بنایا دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے
کہ ابو جعفر نے اپنے دودھ شریک یحییٰ بن مسلم بن عُروہ کو اپنی جگہ والی مقرر کیا تھا
اسود انکا مولیٰ تھا، اب یہ دونوں مکے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ابو مسلم
کی یہ کیفیت تھی کہ وہ پہاڑی دشوار گذار گھاٹیوں کو درست کراتا اور ہر منزل پر
عربوں کو کپڑے تقسیم کرتا۔ جو اُس سے سوال کرتا اُسے ضرور دیتا۔ اُس نے
عربوں کو گدے اور لحاف دئے کنویں کھدوائے، راستے کو ہموار کیا اُس سے
ہر طرف اُس کی شہرت پھیلی عرب کہنے لگے کہ اس شخص کے خلاف تو ہم نے
بہت سے الزام سنے تھے مگر اس نے اپنے طرز عمل سے ثابت کیا کہ وہ بالکل
جھوٹ اور بہتان تھا، غرضکہ اسی طرح داد و دہش کرتا ہوا یہ مکے آیا یمانی عربوں
کو دیکھکر اُس نے نیزک کے پہلو میں ٹھوکہ دیکر کہا کہ دیکھو اگر ان کو کوئی چرب زبان
جلد آنسو بہانے والا آدمی مل جائے تو یہ کسقدر عمدہ سپاہی ہیں ہم
پہلے بیان کے مطابق۔ جب مناسک حج ادا کر کے سب لوگ اپنے اپنے
گھروں کو واپس ہوئے تو ابو مسلم ابو جعفر سے پہلے ہی عراق چل دیا۔ راستے
میں اُسے ابو العباس کی موت اور ابو جعفر کے خلیفہ ہونے کی اطلاع خط کے

ذریعہ ملی اُس نے فوراً ابوجعفر کو ایک خط لکھا جس میں ابوالعباس کی موت پر صرف تعزیت لکھ بھیجی مگر اُن کی خلافت پر نہ اُن کو مبارکباد دی اور نہ اُس منزل پر ٹھہرا رہا تاکہ وہ اُس سے آملتے اور نہ خود چلکر اُن کے پاس آیا۔ اس طرز عمل پر ابوجعفر کو سخت غصہ آیا اُنھوں نے ایک خط سخت لہجے میں ابوایوب سے لکھوایا اسے پڑھکر ابومسلم نے ابوجعفر کو خلافت کی مبارکباد دی، یزید بن اسید السلمی نے ابوجعفر سے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ راستے میں آپ اور وہ یکجا ہوں کیونکہ تمام لوگ بمنزلہ اُس کی سپاہ کے ہیں وہ اُس کا بہت زیادہ کہنا مانتے ہیں اور ڈرتے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے، ابوجعفر نے اس مشورہ کو قبول کرلیا اب وہ اراد تاً پیچھے رہتے گئے اور ابومسلم آگے بڑھتا گیا۔ ابوجعفر نے اپنے آدمیوں کو یکجا ہونے کا حکم دیا وہ سب آگے بڑھ آئے اور جمع ہوگئے اُنھوں نے اپنے اسلحہ بھی یکجا کر لئے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُس کے فرودگاہ میں اسوقت کل چھ زرہیں تھیں، ابومسلم انبار چلا آیا اُس نے عیسٰی بن موسٰی کو بلایا تاکہ یہ اُس کی بیعت کرلے عیسٰی آگیا ابوجعفر کوفے آگئے یہاں اُن کو عبداللہ بن علی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا اُسے سنکر وہ انبار آئے اور یہاں اُنھوں نے ابومسلم کو اپنے پاس بلاکر عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لئے سپہسالار بنایا ابومسلم نے کہا کہ عبدالجبار بن عبدالرحمان اور صالح بن ہشیم مجھ پر تہمتیں عائد کرتے ہیں آپ انکو قید کردیجئے ابوجعفر نے کہا عبدالجبار میرا کوتوال ہے اور اس سے پہلے وہ ابوالعباس کا بھی کوتوال رہا ہے صالح بن ہشیم میرا رضاعی بھائی ہے محض تمھارے گمان کی وجہ سے میں ان دونوں کو قید نہیں کرتا۔ اسپر ابومسلم نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہوئے کہ میرے مقابلے میں آپ کے قلب میں اُن کی زیادہ وقعت اور جگہ ہے یہ سنکر ابوجعفر برہم ہوگئے ابومسلم کہنے لگا کہ میرا ہرگز مقصد یہ نہ تھا کہ آپ اسطرح برہم ہوجائیں۔

مسلم بن مغیرہ بیان کرتا ہے کہ میں آرمینیا میں حسن بن قحطبہ کے پاس تھا۔ جب ابومسلم شام کی طرف روانہ ہوا ابوجعفر نے حسن کو حکم

بھیجا کہ وہ بھی ابومسلم کے پاس جاکر اُس کے ہمراہ شام جائے اس حکم
کی بنا پر ہم لوگ ابومسلم کے پاس آئے جو اُس وقت موصل میں تھا
چند روز اُس نے یہاں قیام کیا جب اُس نے روانگی کا ارادہ کیا
میں نے حسن سے کہا کہ آپ تو لڑائی کے لئے جا رہے ہیں اب بہر دست
آپ کو میری ضرورت نہیں ہے اگر آپ مجھے اجازت رخصت فرمائیں
تو میں عراق چلا جاؤں اور آپ کے واپس آنے تک وہاں قیام کروں
حسن نے میری درخواست منظور کر لی البتہ یہ کہا کہ جب جانے لگو تو مجھے
اطلاع دینا۔ چنانچہ جب میں بہ تہیہ سفر کر چکا تو میں نے اُس سے آکر کہا
کہ اب میں جاتا ہوں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں، حسن نے کہا
تھوڑی دیر کے لئے باہر دروازے پر ٹھہرو میں تم سے آکر ملتا ہوں
میں باہر نکل کر ٹھہرا رہا حسن نے باہر آکر مجھ سے کہا کہ میں تمہارے ذریعہ
ابوایوب کو ایک پیام بھیجنا چاہتا ہوں اگر مجھے تم پر کامل اعتماد نہ ہوتا
یا مجھے تمہارے اور ابوایوب کے دوستانہ مراسم کا علم نہ ہوتا تو ہرگز
یہ بات تم سے نہ کہتا امید ہے کہ تم اس پیام کو اُن تک پہنچا دوگے
اُن سے کہدینا کہ جب سے میں ابومسلم کے پاس آیا ہوں۔ مجھے اسکی
وفاداری میں شبہ پیدا ہوگیا ہے جب کبھی امیر المومنین کا خط اسکے
پاس آتا ہے یہ اُسے پڑھکر اپنا منہ بنا لیتا ہے اور پھر اُسے دیکھنے
کے لئے ابونصر کو دیدیتا ہے اور دونوں استہزاءً اُس خط کو پڑھکر
ہنستے ہیں میں نے کہا ہاں میں آپ کے پیام کو اچھی طرح سمجھ گیا
ہوں، میں عراق آکر ابوایوب سے ملا میرا خیال تھا کہ میں ایک نئی بات
اُس سے بیان کروں گا مگر اُس پیام کو سنکر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا
کہ ہم خود ابومسلم کو عبداللہ بن علی سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار اور
منافق سمجھتے ہیں البتہ ہم دونوں کے لئے ایک بات کی آرزو رکھتے
ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خراسانی عبداللہ بن علی کو اچھا نہیں سمجھتے
اِس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انحراف بیعت کے بعد اہل خراسان کی

مخالفت کے خوف سے اُس نے اپنے کوتوال حیاش بن حبیب کو اہل خراسان کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے سترہ ہزار خراسانی قتل کر دیئے۔

ابوحفص الازدی بیان کرتا ہے کہ ابومسلم عبداللہ بن علی سے لڑا اُس نے اُسے شکست فاحش دی اور اُس کے فرودگاہ میں جو کچھ تھا اُس پر قبضہ کر کے اُسے ایک محدود احاطہ میں جمع کر دیا۔ غنیمت میں سونا چاندی زیورات اور جواہرات کثیر مقدار میں فاتحوں کے ہاتھ آئے تھے یہ بیش بہا چیزیں اُس احاطہ میں کھلی ہوئی بکھری پڑی تھیں ابومسلم نے اپنے ایک فوجی عہدہ دار کو اسکی حفاظت پر متعین کر دیا تھا میں اسی عہدہ دار کے دستۂ فوج میں تھا اُس نے باری باری سے ہمارا پہرہ مقرر کر دیا تھا جو شخص اُس احاطہ سے باہر جاتا تھا اُس کی جامہ تلاشی ہوتی تھی ایک دن میرے اور ساتھی احاطہ سے باہر گئے میں پیچھے رہگیا ہمارے سردار نے اُن سے مجھے پوچھا انھوں نے کہا کہ ابوحفص احاطہ کے اندر ہے اُس نے احاطہ کے دروازے سے مجھے دیکھا میں تاڑ گیا میں نے فوراً اپنے دونوں موزے اتار کر اُسکے سامنے جھاڑے وہ اسے دیکھتا رہا اسکے بعد میں نے اپنا پائجامہ جھٹکا اور کرتے کی آستینیں جھٹک دیں پھر میں نے اپنے موزے پہن لیے وہ ان سب حرکتوں کو دیکھتا رہا پھر اُٹھکر اپنی مجلس میں جا بیٹھا اور اب میں احاطہ سے نکل آیا۔ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تم احاطہ میں کیوں رہ گئے تھے میں نے عرض کیا خیر ہے اس کے بعد اُس نے تنہائی میں مجھ سے کہا جو کچھ تم نے کیا میں اُسے دیکھتا رہا ہوں ایسا تم نے کیوں کیا میں نے کہا کہ جناب والا اس احاطہ میں ہر طرف موتی اور درہم بکھرے پڑے ہیں ہم اُن پر چلتے رہتے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کوئی موتی میرے موزے میں آگیا ہو اس وجہ سے میں نے اپنے جوتے اور جراب دونوں کو اتار کر جھٹک دیا یہ بات اُسے بہت پسند آئی اُس نے کہا جاؤ اب میری یہ ترکیب رہی کہ میں پہرہ دار جو

کے ساتھ اُس احاطہ میں آتا درہم لیتا اپنے جوتے میں ڈال لیتا اور ریشمی بیش بہا کپڑے اپنے پیٹ پر لپیٹ لیتا جب ہم سب نکلتے تو میرے اور ساتھیوں کی جامہ تلاشی ہوتی مگر مجھے کوئی نہ پوچھتا اس طرح میں نے بہت سی دولت جمع کر لی مگر موتیوں کے ہاتھ نہ لگایا۔

عبداللہ بن علی کی ہزیمت کے بعد ابوجعفر نے ابوالخصیب کو ابومسلم کے پاس بھیجا تاکہ یہ مال غنیمت کی فرد تیار کرے یہ بات ابومسلم کو سخت ناگوار گزری اُس نے ابوالخصیب پر کوئی الزام عائد کر کے اُسکے قتل کر دینا چاہا مگر دوسرے اشخاص نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ اسکا کیا قصور ہے یہ تو ایلچی ہے اسپر ابومسلم نے اُسے چھوڑ دیا یہ ابوجعفر کے پاس چلا آیا۔ دوسرے سرداران فوج نے ابومسلم سے آکر کہا کہ تم نے عبداللہ بن علی کا خاتمہ کر کے اُس کے قیام گاہ پر قبضہ کیا ہے ہماری حاصل کردہ غنیمت کے متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا اس میں سے صرف پانچواں حصہ امیر المومنین کا ہے۔ ابوالخصیب نے ابوجعفر سے آکر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتا تھا۔ ابوجعفر کو خوف پیدا ہوا کہ اب ابومسلم خراسان چلا جائے گا اُنھوں نے یقطین کے ہاتھ ایک خط اُسے بھیجا اور اُس میں لکھا کہ میں تمکو مصر و شام کا صوبہ دار مقرر کرتا ہوں یہ تمھارے لئے خراسان کی صوبہ داری سے اچھا ہے مصر پر تم خود کسی اور کو اپنا عامل بنادو شام میں خود رہو اسطرح تم امیر المومنین کے قریب ہو جاؤ گے اور وہ تمکو جب بلائیں گے تم جلد ان کے پاس آسکو گے۔ خط پڑھکر ابومسلم برہم ہو گیا کہنے لگا اُنکی یہ شان کہ وہ مجھے شام و مصر کی ولایت دیں میں اُن کی کیا پروا کرتا ہوں خراسان پر تو میرا قبضہ ہے اور اب میں خراسان جانے کا مصمم عزم رکھتا ہوں۔ یقطین نے ابوجعفر کو اسکی اطلاع لکھ بھیجی۔

متذکرۂ بالا بیان کے علاوہ اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب ابومسلم نے عبداللہ بن علی کی فرودگاہ پر قبضہ کر لیا تو منصور نے یقطین بن موسیٰ کو بھیجا تاکہ وہ اس فرودگاہ کی ہر شئے کو اپنے قبضہ میں

کر لے ابو مسلم اُسے "یک دین" پکارتا تھا ابو مسلم نے اُس سے کہا اس کے کیا معنے کہ لڑائی کے لئے تو میں امین سمجھا جاؤں اور مال کے متعلق مجھے خائن سمجھا گیا، اس کے بعد اُس نے ابو جعفر کو گالیاں دیں یقطین نے یہ تمام واقعہ ابو جعفر سے آکر بیان کر دیا۔

ابو مسلم ابو جعفر کی مخالفت پر کمر باندھکر جزیرہ سے روانہ ہوا اور اللہ کے سامنے سے بغیر اُس کے پاس آئے خراسان کی طرف چلدیا۔ ابو جعفر انبار سے مدائن آئے اُنھوں نے ابو مسلم کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ اس کے جواب میں ابو مسلم نے حسب ذیل خط زاب سے بھیجا جہاں اُس نے منزل کی تھی اور وہ ابھی شام وہاں سے براہ حلوان روانہ ہونے والا تھا۔ "امیر المومنین کا کوئی دشمن ایسا نہ رہا کہ جسپر اللہ نے اُن کو قابو نہ دیا ہو، ساسانی بادشاہوں سے یہ روایت ہم سنتے آئے ہیں کہ جب فتنہ وشورش فرو ہو جاتے ہیں تو سب سے زیادہ خوف زدہ طبقہ وزرا کا ہوتا ہے، ہم آپ کی قربت پسند نہیں کرتے گر اُسکے ساتھ جب تک آپ ہمارے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے رہیں گے ہم بھی آپ کے وفادار رہنا چاہتے ہیں اور آپ کی اطاعت و فرماں برداری کے لئے تیار ہیں مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم آپ سے دور رہیں اسی میں سلامتی ہے اگر آپ اس سے خوش ہیں تو ہم آپ کے بہترین غلام ہیں اور اگر آپ اس تجویز کو نہیں مانتے اور اپنے ارادے پر عمل پیرا ہی ہونا چاہتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنی جان بچانے کی خاطر اُس استوار عہد وفا کو توڑتا ہوں جو میں نے آپ کی وفا کا کیا ہے۔"

جب یہ خط منصور کو ملا اُنھوں نے یہ جواب اُسے لکھا،

میں نے تمہارے خط کے مفہوم کو سمجھ لیا تمہاری مثال اُن منافق وزرا کی نہیں ہے جو اپنے جرائم کی کثرت کی وجہ سے اپنے بادشاہوں کی توجہ ملک میں فتنہ وفساد برپا کرکے اپنی طرف سے ہٹا دیتے ہیں بے شک

اُن کی راحت اسی میں ہے کہ وہ جماعت میں اختلاف و انتشار پیدا کرتے رہیں تم نے اپنے تئیں اُن کے برابر کیوں کیا کہاں تم کہاں وہ تم اپنی اطاعت، اخلاص اور اس حکومت کی گرانبار ذمہ داریوں کے اُٹھانے میں اپنی آپ نظیر ہو البتہ جو شرط تم نے پیش کی ہے میں اُس کے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں میں عیسیٰ ابن موسیٰ کے ہاتھ یہ خط بھیجتا ہوں تاکہ اگر تم میری تحریر کے قبول پر مائل ہو تو اُس سے تمکو اطمینانِ قلب نصیب ہو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمکو شیطان کے وسوسوں سے بچائے کیونکہ جو خیال تم نے قائم کرلیا ہے اس سے بہتر اُسے تمہاری نیت کے بگاڑنے کا ذریعہ پیدا نہ ہو سکیگا

منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن عبداللہ البجلی کو جو اپنی فراست وحسب زبانی میں یکتائے روزگار تھا ابومسلم کے پاس بھیجا یہ اُسے سمجھا بجھا کر واپس لے آیا۔ ابومسلم کہا کرتا تھا کہ میں روم میں قتل کیا جاؤں گا کیونکہ نجومی اُس کے متعلق یہ حکم لگاتے تھے چنانچہ جب وہ منصور کے پاس آیا تو وہ اُسوقت رومیہ میں خیموں میں فروکش تھے لوگوں نے اُسکا استقبال کیا، منصور نے اُسے اپنا مہمان بنایا اور چند روز اُسکی بہت خاطر و تواضع کی۔

علی کہتا ہے کہ ابومسلم نے حسب ذیل خط ابوجعفر کو لکھا تھا۔
اللہ کا فرض سمجھکر میں نے ایک شخص کو اپنا امام اور رہ دلیل بنایا وہ بڑے پایہ کے عالم اور رسول اللہ صلعم کے عزیز قریب تھے اُنھوں نے قرآن سے لاعلمی برتی اور اس دنیائے حقیر و قلیل کی خاطر اُنھوں نے قرآن میں تحریف کی اُن کی حالت فریب خوردہ کی سی ہوگئی اُنھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار نیام سے باہر نکالوں اور عفو و رحم کو بالکل نظر انداز کر دوں، نہ کوئی عذر قبول کروں اور نہ کبھی لغزش کو معاف کروں میں نے یہ سب باتیں آپ کے خاندان کی حکومت کے قیام کے لیئے انجام دیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اُن لوگوں پر آپ کا حق ثابت کر دیا جو اُس سے اب تک جاہل تھے، اُسکے بعد

اب اللہ نے مجھے توبہ کی توفیق مرحمت فرماکر اس ہلاکت سے نکال لیا اگر وہ اسے معاف کر دے تو وہ تو ہمیشہ سے معافی دینے والا ہے اور اگر میرے کرتوت کی بنا پر وہ مجھے ان اعمال کی سزا دے تو دے کیوں کہ خداوند عالم ہرگز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

منصور کی مرضی کے خلاف ابومسلم خراسان جانے کے لئے اپنے مستقر سے روانہ ہوا، جب عراق کی سرزمین میں آیا تو منصور بھی انبار سے چلکر مدائن آگئے، ابومسلم نے حلوان کا راستہ اختیار کیا اور کہنے لگا کہ سب سے اہم واقعات حلوان سے اس طرف ملے ہوئے ہیں۔

ابوجعفر نے عیسیٰ بن علی، عیسیٰ بن مسلم اور بنی ہاشم سے جو وہاں موجود تھے کہا کہ ابومسلم کو خط لکھیں چنانچہ سب نے اُسے خطوط لکھے جن میں اُسکی بہت تعظیم کی گئی تھی اور اُس کے خدمات کا اعتراف تھا نیز اُس سے درخواست تھی کہ جو عہد وفا اُس نے اس خاندان سے کیا ہے وہ اُسے مدت العمر نباہے اُس پر خلیفہ کی طاعت واجب ہے، غدر کے عواقب سے اُسے ڈرایا تھا اور اُسے ہدایت کی تھی کہ وہ امیرالمومنین کے پاس آکر اُنکی خوشنودی حاصل کرے۔

ابوجعفر نے اپنا خط ابوحمید المروذی کے ہاتھ ابومسلم کو بھیجا اور اُسے ہدایت کردی کہ وہ ابومسلم سے انتہائی لینت کے ساتھ گفتگو کرے اُن کی طرف سے اسکے احسانات کا تشکر ظاہر کرے اور کہدے کہ میں اُن کو ایسا رفیع درجہ دینے والا ہوں اور اُن کے ساتھ وہ سلوک کرنے والا ہوں جو اُن کے ساتھ کسی نے نہ کیا ہوگا مگر یہ اُس صورت میں ہے کہ وہ راہ راست پر آکر میرا کہا مان لے اور واپس چلا آئے البتہ اگر وہ واپسی سے انکار کرے تو اُس سے کہدینا کہ امیرالمومنین نے تجھ سے کہا ہے کہ اگر میری اجازت کے بغیر میرے علی الرغم تم چلے گئے اور میرے پاس نہ آئے تو مجھے نہ عباس کا پوتا سمجھنا اور نہ مسلمان سمجھنا اگر میں خود ہی تیرا مقابلہ نہ کروں اور اس کام کو کسی دوسرے کے سپرد کروں، اگر تو

سمندر میں پھاندے گا میں سمندر میں کود پڑوں گا اگر تو آگ میں گھسے گا میں تیرے تعاقب میں آگ میں گھس جاؤں گا یہاں تک کہ میں تجھے قتل کر دوں یا خود اپنی جان دیدوں اگر جب تک ایسی ناامیدی نہ ہو یہ تہدید اُس سے نہ کہنا البتہ کسی بھلائی کی اُس سے توقع نہ رکھنا۔

ابوحمید اپنے معتمد علیہ لوگوں کے ساتھ ابومسلم کے پاس حلوان آیا۔ ابوحمید ابومالک اور دوسرے لوگ ابومسلم کے پاس پہنچے اُنھوں نے امیرالمومنین کا خط اسے دیا اور کہا کہ مفسد وفتنہ پرداز لوگ امیرالمومنین کی جانب سے تمہارے متعلق اس قسم کی باتیں تم سے بیان کر رہے ہیں جو اُنھوں نے اپنی زبان سے کبھی نہیں نکالیں ان کی رائے تمہارے متعلق اِن فتنہ پردازوں کے بیان کے بالکل خلاف ہے یہ تم سے حسد رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو امارت و ترقی تمکو حاصل ہے وہ جاتی رہے تم اپنی حالت کو خراب نہ کرو اور ان سے اگر گفتگو کرو تم تو امین آل محمد مشہور ہو اس دنیاوی امارت، شوکت اور عزت کے مقابل میں تمہاری خدمات کا اجر جو تمکو آخرت میں ملے گا کہیں زیادہ ہوگا اس اجر آخرت کو تم ضائع مت کرو اور شیطان کے ورغلانے میں نہ آجاؤ۔

ابوحمید کی اس تقریر کو سنکر ابومسلم نے کہا اس سے پہلے تو تم نے کبھی اس قسم کی گفتگو مجھسے نہیں کی تھی اُس نے جواب دیا تمھیں نے ہم کو اِس تحریک میں شرکت اور اہل بیت یعنے بنی العباس کی حمایت وطاعت کی دعوت دی تھی اور ہم سے خواہش کی تھی کہ ہم اس تحریک کے مخالفین سے نبرد آزما ہوں تمھیں نے ہمکو مختلف ممالک اور مختلف اسباب ووجوہ کی بنا پر اس تحریک میں شریک کیا اللہ نے ہمکو اُن کی طاعت کے لئے متحد کیا اور اُن کی محبت کی خاطر ہمارے قلوب ایک دوسرے سے وابستہ کردیئے اور اُنکی مدد کر اکر اللہ نے ہمیں عزت بخشی ہم نے اُن کے ہر فرد سے اسی محبت وخلوص قلب سے ملاقات کی جو اللہ نے اُن کے لئے ہمارے دل میں ڈالدی تھی اب ہم پوری طرح سوچ سمجھکر اور خالص طاعت کے جذبات لئے ہوئے اُن کے شہروں میں اُنکے پاس آگئے۔ اب جب کہ ہم اپنی انتہائے غایت اور آرزو کو پہنچ گئے ہیں تم

ہماری حالت کو خراب کرنا اور رباط کو بگاڑ دینا چاہتے ہو تم نے ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اُسے بلا تامل قتل کر دو اور اگر خود میں تمہاری مخالفت کروں تو تم مجھے بھی قتل کر دینا۔

ابو مسلم نے ابو نصر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے مالک اسکی گفتگو تم سن رہے ہو یہ خود اسکی گفتگو نہیں ہے مالک نے کہا اب اسکی بات پر توجہ نہ فرمائیے واقعی آپ سچ کہتے ہیں یہ خود اسکی اپنی تقریر نہیں ہے آپ اس سے ہرگز خائف نہ ہوں جو اس کے بعد پیش آئے گا وہ اس تقریر کے مفہوم سے زیادہ تکلیف دہ ہے آپ نے جو عزم کیا ہے اُسے پورا کیجئے آپ واپس نہ چلئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ منصور کے پاس جائیں گے تو وہ ضرور آپ کو قتل کر دے گا آپ کی طرف سے اس کے دل میں ایسی بدگمانی پیدا ہو گئی ہے کہ اب وہ کبھی آپ پر بھروسہ نہیں کرے گا۔

اس کے بعد ابو مسلم نے مجلس کے برخاست کا حکم دیا جب سب لوگ چلے گئے اس نے نیزک کو بلایا اور کہا کہ بخدا میں نے مدت العمر میں تم سے زیادہ عقلمند آدمی نہیں دیکھا اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے لوگوں کے یہ خط میرے پاس آئے ہیں اور اسوقت جو گفتگو بالمشافہ ہوئی اس سے تم بھی واقف ہو نیزک نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ منصور کے پاس نہ جائیں بلکہ رے چلیئے اور وہاں چلکر قیام کیجئے اس طرح رے اور خراسان کا درمیانی علاقہ آپ کے تصرف میں رہے گا وہاں کے سب لوگ آپکے حامی ہیں اور وہ آپ کی باقاعدہ فوج کے مثل ہیں وہاں کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا اگر منصور آپ کے ساتھ سیدھا رہے آپ بھی سیدھے رہیئے اور اگر فساد پر آمادہ ہو تو آپ کو کوئی خطرہ نہیں کیونکہ آپ اپنی فوج میں کھڑے ہوں گے خراسان آپ کے عقب میں رہے گا اُس وقت آپکو غور کرنے کا کافی موقع میسر رہے گا جیسا مناسب نظر آئے کیجئے۔

ابو مسلم نے ابو حمید سے بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا سے جا کر کہدو کہ میں اُنکے پاس نہیں آتا، ابو حمید نے پوچھا کیا اب مخالفت کا عزم ہی کر لیا ہے

اُس نے کہا ہاں ابو حمید نے پھر کہا ایسا نکرو مگر ابو مسلم نے نہ مانا اور کہا میں اُن سے ملنا نہیں چاہتا جب ابو حمید اُسکی واپسی سے مایوس ہوا اُس نے اب ابو جعفر کی وہ تہدید اُس سے کہدی اُس پر ابو مسلم دیر تک سر جھکائے غور کرتا رہا پھر اُس نے ابو حمید سے کہا چلے جاؤ مگر معلوم ہوتا تھا کہ ابو جعفر کی تہدید نے اُسکی ہمت توڑ دی ہے اور وہ اُس سے مرعوب ہو چکا ہے جس وقت ابو مسلم کی طرف سے ابو جعفر کے خیالات خراب ہوئے اُنھوں نے ابو داؤد کو جو خراسان میں ابو مسلم کا قائم مقام تھا اُسکی تمام عمر کے لئے امارت خراسان کا فرمان تقرر اُسے براہ راست لکھ بھیجا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو داؤد نے ابو مسلم کو لکھا کہ ہم نے خلفا اور اہل بیت رسول اللہ کی نافرمانی کے لئے تمھارے ساتھ خروج نہیں کیا تھا تم اپنے امام کی مخالفت نہ کرو اور بغیر اُن کی اجازت کے خراسان واپس نہ آؤ جب ابو حمید سے اُسکی گفتگو ہوئی اسی زمانے میں ابو داؤد کا یہ خط ابو مسلم کو ملا اس سے اُسکے حوصلے اور بھی پست ہو گئے اور وہ سخت مرعوب وخوفزدہ ہوا اس نے ابو حمید اور ابو مالک کو بلا کر کہا کہ اگرچہ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں خراسان چلا جاؤں مگر اب میری رائے بدل گئی ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ابو اسحٰق کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں اور پھر وہ اپنی رائے آکر مجھے دے کیونکہ میں ابو اسحٰق پر پورا اعتماد کرتا ہوں چنانچہ اُس نے ابو اسحٰق کو منصور کے پاس بھیجدیا۔

جب یہ اُنکی فرودگاہ میں آیا تو بنی ہاشم نے اُسکی ہر اُس ذریعہ وطریقہ سے جو اُسے محبوب تھا اُسکی خاطر مدارات کی ابو جعفر نے اُس سے کہا کہ اگر تم اُسے واپس لے آؤ تو خراسان کی ولایت تمھاری ہے اس کے علاوہ اُسے خلعت وانعام سے سرفراز کیا، ابو اسحٰق نے واپس جا کر ابو مسلم سے بیان کیا کہ میں نے ان سب کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہیں پائی جو قابل اعتراض ہو وہ سب لوگ آپ کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہیں اور آپ کے لیے وہی چاہتے ہیں جو اپنے لئے چاہتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ امیر المومنین کے پاس چلکر

اُن سے معذرت کر لیجئے اس تقریر کے بعد اب ابومسلم آنے کے لئے آمادہ ہو گیا جب نیزک کو اس کی خبر ہوئی اُس نے ابومسلم سے اس کی تصدیق چاہی ابومسلم نے اقرار کیا اور یہ شعر اپنی مثال میں سنایا۔

مالللرجال مع القضاء محالتہ   ذہب القضا بحیلتہ الاقوام

(ترجمہ) تقدیر کے مقابلے میں انسانوں کی کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی اور تقدیر قوموں کی عقل کو سلب کر لیتی ہے۔

نیزک کہنے لگا اگر جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو اللہ اس میں آپکی بھلائی کرے میری صرف یہ بات گرہ میں باندھ لیجئے کہ اُن کے پاس جاتے ہی اُن کا کام تمام کر دیجئے پھر جسکی چاہے بیعت کر لیجئے کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا ابومسلم نے ابوجعفر کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں ابو ایوب کہتا ہے کہ میں ایک دن ابوجعفر کے پاس گیا وہ مقام رومیہ میں ایک اونی خیمہ میں نماز عصر کے بعد مصلی پر بیٹھے تھے ابومسلم کا خط سامنے رکھا تھا مجھے دیا میں نے اُسے پڑھا اس کے بعد کہنے لگے کہ بخدا جب وہ میرے سامنے آیا میں اُسے قتل کر دونگا یہ سنکر میں نے اپنے دل میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور یہ کہا کہ میں نے کتابت سیکھی جب اچھی طرح اسکی تحصیل کر لی تو میں خلیفہ کا میر منشی ہو گیا اب لوگوں میں یہ فسانہ کی باتیں پیدا ہو گئیں اگر ابومسلم قتل کر دیا گیا تو اُس کے پیرو اُس کے قتل کو ہرگز خاموشی سے گوارا نہ کریں گے وہ نہ اس شخص کو زندہ چھوڑیں گے اور نہ کسی دوسرے اُنکے راہ رکھنے والے کو زندہ چھوڑیں گے، اس خوف سے میری نیند جاتی رہی پھر میں نے اپنے دل سے کہا کہ شاید ابومسلم بخوف و خطر معمولی طرح چلا آئے تو ابوجعفر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں ورنہ اگر وہ خطرہ کو محسوس کر کے اپنی حفاظت کے سامان ساتھ لیکر آیا تو پھر تو یہ کام بغیر سخت فساد اور شر کے روبراہ ہوتا مشکل نظر آتا ہے کیوں نہ کوئی تدبیر سوچوں میں نے سلمہ بن سعید بن جابرہ کو بلایا اُس سے پوچھا تم میرے احسانات کا اعتراف کرتے ہو اُس نے کہا بدل و جان میں نے کہا میں ایک ایسا عہدہ دیتا ہوں کہ جس سے اسقدر آمدنی تمکو ہو گی جتنی کل عراق کے مالک کی ہوتی ہے

مگر اسکے ساتھ یہ شرط ہے کہ تم میرے بھائی حاتم بن ابی سلیمان کو اپنے ساتھ شریک کر لو اور اُسے نصف حصہ دینا اُس نے اسے منظور کر لیا اس شرط کے لگانے سے میرا مدعا یہ تھا کہ اُسے اسقدر کثیر النفع تجویز کے متعلق کوئی شک نہ پیدا ہو بلکہ وہ اسے صحیح سمجھکر اُس پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے اب میں نے اُس سے کہا کہ کسکر کی آمدنی سال اول میں اسقدر ہوئی تھی امسال اُسکے مقابلہ میں دوچند ہے میں چاہتا ہوں کہ سال گذشتہ کی آمدنی پر اُسکا قبالہ تمہارے نام کر دوں یا تشخیص لگان کے بغیر امانتاً تمہارے اجارے میں دیدوں تمکو اتنی آمدنی ہوگی کہ اٹھائے نہ اُٹھے گی اُس نے مجھ سے کہا مگر اتنا روپیہ دھڑوت کے لئے میں کہاں سے لاؤں، میں نے کہا تم ابومسلم کے پاس جاؤ اُس سے ملو اور کہو کہ وہ اپنی ضروریات میں جہاں اور رقم خرچ کرتا ہے اُسی میں سے کسکر کی سال اول کی آمدنی کے مساوی رقم دیدے کیونکہ امیر المومنین کا ارادہ ہے کہ وہ ابومسلم کو اُنکے پاس آتے ہی عراق کا والی مقرر کر دیں اور اسطرح اُسے اور خود اپنے کو اِس غلفشار سے سکون دیں، اُس نے کہا مگر امیر المومنین مجھے اُس سے ملنے کی اجازت کیوں دینے لگے میں نے کہا میں تمہارے لئے اجازت لے لونگا۔

میں ابوجعفر کے پاس آیا اُن سے اصل حقیقت بیان کی اُنھوں نے مجھے سلمہ کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے اندر بلایا ابوجعفر نے اُس سے کہا کہ ابوایوب نے تمہارے لئے اجازت مانگی ہے کیا تم ابومسلم سے ملنا چاہتے ہو اُس نے کہا جی ہاں ابوجعفر نے کہا اچھا تمکو اجازت دی جاتی ہے اُس سے میرا سلام کہدینا اور کہنا کہ ہم اسکے مشتاق ہیں۔

سلمہ ابومسلم کے پاس آیا اُس نے کہا کہ امیر المومنین آپ کے متعلق بہت ہی عمدہ رائے رکھتے ہیں، اِس سے اُسے اطمینان ہوا ورنہ اس سے پہلے وہ پریشان و غمگین نظر آتا تھا جب سلمہ نے اُس سے آکر وہ بات کہی جسکے لئے وہ ابومسلم کے پاس آیا تھا تو ابومسلم بہت خوش ہوا اور ابوجعفر کے پاس آنے تک برابر خوش رہا۔

ابوایوب راوی ہے کہ جب ابومسلم مدائن کے قریب آگیا امیر المومنین نے

حکم دیا کہ سب اُسکا استقبال کریں چنانچہ تمام سرکاری عہدہ داروں نے اُسکا استقبال کیا سرِ شام ابومسلم مدائن آگیا میں نے امیرالمومنین سے جاکر عرض کیا وہ اپنے خیمہ میں مصلّی پر بیٹھے تھے کہ ابومسلم اسی شام کو آپ کے پاس آنا چاہتا ہے آپ اُسکے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں؟ ابوجعفر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ دیکھتے ہی اُسے قتل کردوں میں نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اسوقت ایسا نہ کیجئے وجہ اسکی یہ ہے کہ اور بہت سے لوگ اسوقت اُسکے ساتھ ہوں گے اور جونکہ لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ وہ آپکی مخالفت پر کمربستہ ہوگیا تھا اگر وہ آپ کے پاس آکر باعزت جائے گا تو مجھے اندیشہ ہے کہ فساد برپا ہوگا مناسب یہ ہے کہ اس وقت آنے کے بعد آپ اُسے واپس جانے کی اجازت دیجیئے گا اور جب کل صبح وہ آپ کے پاس آئے اُسوقت جو مناسب سمجھیں آپ کیجئے گا، اس مشورہ سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اسوقت اُسکے ساتھیوں کے شر سے اپنے تئیں اپنی ساری جماعت اور امیرالمومنین کو محفوظ رکھا جائے اُسی شام کو ابومسلم امیرالمومنین سے ملنے آیا مجرا بجا لایا مودّب اُن کے سامنے کھڑا رہا اس کے بعد ابوجعفر نے اُس سے کہا اے عبدالرحمان واپس جاکر آرام کرو اور سفر کی وجہ سے بدن پر میل کچیل آگیا ہوگا غسل کرو اور کل صبح میرے پاس آنا، ابومسلم اپنی قیامگاہ چلا آیا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے۔

ابومسلم کے جانے کے بعد امیرالمومنین نے مجھ پر بہتان لگایا کہ تم نے یہ موقع کھودیا جب کہ وہ میرے سامنے مودّب کھڑا تھا اس سے بہتر اُسکے قتل کرنے کا کیا موقع ہوتا معلوم نہیں آج رات میں وہ کیا فتنہ برپا کردے، میں اپنی قیامگاہ کو واپس آگیا اور علی الصباح اُن کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی اُنھوں نے کہا دور ہو تو نے کل مجھے اُس کے قتل سے روکدیا میں اسی فکر میں ساری رات سو نہ سکا اُنھوں نے مجھے خوب گالیاں دیں مگر اب مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ مجھی کو قتل نہ کرادیں اس کے بعد اُنھوں نے عثمان بن نہیک کے بلانے کا حکم دیا میں نے اُسے آواز دی، امیرالمومنین نے اُس سے پوچھا کیا تمکو میرے احسانات کی

سپاس گذاری ہے اس نے کہا میں آپکا غلام ہوں اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں اپنی تلوار کی نوک پر اپنا بوجھ ڈالدوں یہانتک کہ وہ آر پار ہو جائے تو میں ایسا بھی کرنے کے لئے تیار ہوں اُنھوں نے کہا اچھا اگر میں تمکو ابو مسلم کے قتل کا حکم دوں تو کیا کروگے، عثمان تھوڑی دیر تک سر جھکائے خاموش کھڑا رہا میں نے کہا کہتے کیوں نہیں اسپر اس نے دبے الفاظ میں کہا جی ہاں میں اس کے لئے تیار ہوں امیر المومنین نے اُسے حکم دیا کہ جاؤ اور محافظ دستہ کے چار بڑے دلیر اور سخت جوانمرد انتخاب کرکے لاؤ جب یہ نکلکر جانے لگا اور سراپردہ کے قریب گیا تھا کہ اُسے پھر آواز دی اور واپس بُلایا اور کہا کہ تم بیٹھ جاؤ اور اپنے کسی معتمد علیہ شخص کو بھیجکر اپنے چار بھر وستہ کے سپاہیوں کو بلا منگواؤ، عثمان نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ تو جا کر ثین، وداج، ابو حنیفہ اور دو اور سپاہیوں کو بُلا لا جب یہ لوگ آگئے تو امیر المومنین نے ان سے بھی وہی خواہش کی جو عثمان سے کی تھی اُنھوں نے کہا ہم اُسے قتل کر دیں گے ابو جعفر نے انھیں رواق کے عقب میں چھپ کر بیٹھ جانے کا حکم دیا اور کہا جب میں تالی بجاؤں تم فوراً نکلکر اُسے قتل کر دینا۔

اس انتظام کے بعد اب ابو جعفر نے پے در پے کئی آدمی اُس کے بلانے کے لئے بھیجے اُنھوں نے آکر کہا کہ وہ سوار ہو چکا ہے اتنے میں ایک خدمتگار نے آکر بیان کیا کہ وہ عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس ملنے آیا ہے میں نے امیر المومنین سے کہا اگر اجازت مرحمت ہو تو باہر فرودگاہ کا ایک چکر لگا آؤں اور دیکھوں کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں آیا کسی کو ہمارے اس ارادے کی بھنک تو نہیں لی یا کسی نے راز فاش تو نہیں کر دیا اُنھوں نے کہا اچھا جاؤ میں اُن کے پاس سے باہر نکل رہا تھا کہ دروازے ہی پر ابو مسلم مجھے اندر جاتا ہوا ملا مجھے دیکھکر مسکرایا میں نے خود اُسے سلام کیا وہ اندر چلا آیا واپس آکر میں نے دیکھا کہ وہ زمین پر مقتول پڑا ہے امیر المومنین نے اُس کے قتل میں میری واپسی کا بھی انتظار نہیں کیا، ابو الجہم نے جب اُسے آکر مقتول پایا تو اظہار افسوس کے لئے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا میں نے اُس سے کہا تمھیں نے اُس کے مخالف ہو جانے پر اُسکے قتل کا مشورہ دیا تھا اور اب قتل کے بعد اظہار رنج و افسوس کرتے ہو اس سے

تم نے ایک بے خبر شخص کو اپنے حقیقی جذبات سے واقف کردیا اس کے بعد اس نے جو گفتگو کی وہ اسقدر قرین مصلحت اور برمحل تھی کہ مدت العمر اس نے ایسی گفتگو نہیں کی پھر کہنے لگا امیرالمومنین حکم ہو تو میں ان سب لوگوں کو واپس بھیج دوں انھوں نے کہا مناسب ہے ابوالجہم نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خدمتگاروں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے خیموں میں سے بستر و فرش اور دوسرا سامان معیشت کسی دوسرے خیمہ میں منتقل کریں چنانچہ ابوجعفر نے اس کے مطابق حکم دیدیا اور اب فرش و بستر وغیرہ اسطرح نکالا جانے لگا کہ گویا کسی اور خیمہ کو ان کے رہنے اور آرام کرنے کے لئے درست کیا جارہا ہے اب ابوالجہم نے باہر نکلکر اس کے تمام ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے مقام واپس جائیں امیر ابومسلم، امیرالمومنین کے پاس دوپہر کو آرام کرنا چاہتے ہیں اس بیان کے ساتھ جب انھوں نے بستر و فرش بھی منتقل ہوتا دیکھا انھیں اس کے کہنے پر یقین آگیا وہ سب چلے گئے اور اپنے ہتھیار کھول دئے، ابوجعفر نے ان سب کو ان کے مقررہ انعام و خلعت سے سرفراز کیا اور ابواسحٰق کو ایک لاکھ دیئے۔ ابوایوب کہتا ہے کہ خود امیرالمومنین نے مجھ سے کہا کہ جب ابومسلم میرے سامنے آیا میں نے اسے سخت سست کہا اور پھر گالیاں دیں اسوقت عثمان نے اسپر تلوار کا وار کیا مگر اسکا کچھ اثر نہ ہوا اب شبیب بن واج اور اسکے ساتھیوں نے پردہ سے نکلکر اس پر یکبار وار کئے وہ زمین پر گر پڑا جب تلواریں اسپر پڑنے لگیں تو مجھ سے کہنے لگا امیرالمومنین مجھے معافی دیجئے میں نے کہا حرامزادے اب معافی مانگتا ہے جب کہ چاروں طرف سے تلواریں پڑ رہی ہیں میں نے کہا اسے ذبح کرڈالو ان سب نے اسے ذبح کردیا۔

ابوحفص الازدی راوی ہے کہ میں ابومسلم کے ساتھ تھا ابواسحٰق اسکے پاس ابوجعفر کے پاس سے بنی ہاشم کے خط لیکر آیا اور اس نے بیان کیا کہ ان لوگوں کی رائے تمھارے متعلق اس کے بالکل برعکس ہے جیسا کہ تمکو اندیشہ ہے ہر شخص تمھاری اتنی ہی عزت و منزلت کرتا ہے جتنی خلیفۂ وقت کی اور وہ تمھارے احسانات کے معترف ہیں،

ابو اسحٰق کے کہنے پر یقین کر کے ابو مسلم مدائن روانہ ہوا اُس نے ابو نصر کو اپنے مال و متاع کی حفاظت کے لیے اپنے مقام پر چھوڑا اور کہا کہ میرے خط کے آنے تک تم یہاں ٹھیرے رہو اُس نے کہا کہ ایک نشانی مقرر کر کے مجھے بتا جائیے تاکہ اس سے میں آپ کا خط پہچان لوں، ابو مسلم نے کہا کہ اگر میرے خط پر میری نصف مہر ثبت ہو تو سمجھنا کہ میں نے لکھا ہے اور اگر پوری مہر ہو تو سمجھ لینا کہ نہ میں نے اُسے لکھا ہے اور نہ خود مہر ثبت کی ہے۔

جب یہ مدائن کے قریب پہنچا اُس وقت بھی اُسکے ایک فوجی سردار نے اُسسے آداب بجا لا کر عرض کیا کہ میرا کہا مانئیے اور واپس چلئے، کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ کو دیکھتے ہی وہ آپ کو قتل کر دیگا۔ ابو مسلم نے کہا کہ میں اُن کے بالکل نزدیک پہنچ گیا ہوں اب واپس جانا اچھا نہیں سمجھتا۔

غرض کہ ابو مسلم تین ہزار فوج کے ہمراہ مدائن آیا اپنی بڑی جمعیت کو حلوان چھوڑ آیا۔ ابو جعفر سے ملنے آیا انھوں نے اُسدن اُسے واپس جانے کا حکم دیا۔ یہ دوسرے دن اُن سے ملنے کے لئے جانے لگا راستے میں ابو الخصیب نے اس سے آکر ملاقات کی اور کہا چونکہ ابھی امیر المومنین مصروف ہیں آپ ذرا توقف فرمائیں تاکہ آپ تخلیے میں اُن سے ملیں۔

یہ وقت گذارنے عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈیرے آگیا یہ عیسیٰ کو محبوب رکھتا تھا عیسیٰ نے اُس کے لئے ناشتہ منگوایا۔ دوسری طرف امیر المومنین نے ربیع سے کہا یہ اُس زمانے میں ابو الخصیب کا خدمتگار تھا تو جا دیکھ کسی کو اسکی خبر نہ ہو اور ابو مسلم سے کہہ کہ مرزوق نے آپ کو یہ پیام بھیجا ہے کہ اگر آپ امیر المومنین سے تنہائی میں ملنا چاہتے ہوں تو فوراً تشریف لائے یہ سنتے ہی ابو مسلم اُٹھا اور سوار ہوا۔ عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم چلو مگر جب تک میں نہ آؤں اندر جانے کے لئے عجلت نہ کرنا میں بھی تمہارے ساتھ امیر المومنین کے پاس چلونگا۔ عیسیٰ کو وضو کرنے میں دیر ہو گئی ابو مسلم اندر چلا گیا اور عیسیٰ کے آنے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔ اب عیسیٰ بھی آیا اُسوقت ابو مسلم ایک عبا میں لپٹا ہوا پڑا تھا اُس نے پوچھا کہ ابو مسلم کہاں ہے ابو جعفر نے کہا اس چادر میں لپٹا ہوا ہے

عیسیٰ نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہا ابو جعفر کہنے لگے چپ رہو آج ہی دن ہے جب کہ حقیقی معنے میں حکومت و اقتدار تمکو نصیب ہوا ہے اس کے بعد اسکی نعش دجلہ میں پھینکدی گئی۔

ابو حفص کہتا ہے کہ امیر المومنین نے عثمان بن نہیک اور چار اور محافظ دستے کے سپاہیوں کو بلا کر حکم دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم دشمن خدا کو قتل کر دینا۔

ابو مسلم کے سامنے آتے ہی ابو جعفر نے اُس سے پوچھا کہ وہ دونوں تلواریں کہاں ہیں جو تمکو عبداللہ بن علی کے سامان میں ملی تھیں اُس نے کہا ایک تو یہ ہے جو میرے اوپر معلق ہے۔ ابو جعفر نے کہا مجھے دکھاؤ اس نے نیام سے کھینچکر اُنھیں دی انھوں نے اُسے حرکت دیکر اپنی مسند کے نیچے رکھ لیا اور اب اُسپر عتاب کرنے لگے پوچھا تو نے ابو العباس کو وہ خط کیوں لکھا تھا جس میں اُن کو افتادہ زمینوں پر قبضہ کرنے سے منع کیا تھا تو ہمیں شریعت سکھانا چاہتا تھا ابو مسلم نے کہا میرا خیال تھا کہ اُن پر قبضہ کرنا جائز نہیں ہے میرے خط کے جواب میں انھوں نے مجھے خط لکھا جسے پڑھکر مجھے معلوم ہوا کہ امیر المومنین اور ان کے اہل خاندان علم کا مخزن و معدن ہیں، ابو جعفر نے سوال کیا تم مکے سے واپس آتے وقت راستے میں مجھ سے آگے کیوں بڑھ گئے تھے اُس نے کہا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میرا آپ ایک ہی چشمہ آب پر منزل کریں کیونکہ اس سے اور لوگوں کو تکلیف ہوتی اس بنا پر میں محض سہولت کی وجہ سے آپ کے آگے بڑھ گیا تھا۔ ابو جعفر نے سوال کیا جب ابو العباس کے مرنے کی اطلاع تجھے ہوئی اور حسین نے تجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ تو میرے پاس آجائے تو نے اُس سے کہا کہ ہم واپس نہیں جاتے آگے بڑھتے ہیں اور پھر دیکھا جائے گا تو اپنی راہ ہولیا نہ تو نے اپنی منزل پر قیام کیا کہ ہم تیرے پاس پہنچ جاتے اور نہ تو میرے پاس واپس آیا۔ ابو مسلم نے کہا میں اسکا جواب پہلے ہی دے چکا ہوں کہ یہ بات میں نے محض لوگوں کی سہولت اکی خاطر کی تھی اور یہ خیال کیا تھا کہ آپ سے پہلے ہم کوفے پہنچ جائیں اس سے آپ کی مخالفت مقصود نہ تھی۔ ابو جعفر نے کہا تو نے عبداللہ بن علی کی جاریہ کو اپنے تصرف میں لانا چاہا تھا ابو مسلم نے کہا

میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا بلکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ کھو نہ جائے اس وجہ سے میں نے اسے ایک بلند کوٹھے پر اُتار دیا ہے، اور انکی حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دیئے ہیں۔ ابو جعفر نے سوال کیا اس کا کیا جواب ہے کہ تو نے میرے حکم کی تحقیر کی اور میری مرضی کے خلاف خراسان روانہ ہوگیا اُس نے کہا چونکہ مجھے اندیشہ ہوگیا تھا کہ آپ میری طرف سے بدظن ہوگئے ہیں میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے خراسان جاؤں اور وہاں سے آپ کو اپنے خراسان آنے کی معذرت لکھ بھیجوں اور اس سے ہرگز میرا مقصد وہ نہ تھا جسکی بنا پر آپ مجھ سے بدظن ہوگئے کہ میں آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا ہوں، ابو جعفر کہنے لگے کہ آج کا ایسا دن مجھ پر کبھی نہیں گذرا اور تیری ان باتوں سے میرا غضب اور بڑھ گیا، اسکے بعد انھوں نے تالی بجائی اُسکے ساتھ ہی لوگوں نے عقب سے نکل کر اُسپر حملہ کیا عثمان اور اُسکے آدمیوں نے تلواروں سے اُس کا کام تمام کر دیا۔

یزید بن اسید کہتا ہے کہ امیر المومنین منصور نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمان پر عتاب کیا اور پوچھا کہ وہ مال اور روپیہ کہاں ہے جو تو نے حران میں جمع کیا تھا اس نے کہا کہ اُسے میں نے فوج کی حالت درست کرنے کے لیے خرچ کر دیا اور اُنکی تقویت کے لیے انھیں دیدیا۔ میں نے پوچھا میری ضد پر تو خراسان کیوں جا رہا تھا اُس نے کہا یہ نہ پوچھیے میں اب خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اسپر مجھے طیش آگیا میں نے اُسے گالیاں دیں اب سپاہیوں نے عقب سے نکل کر اُسے قتل کر دیا۔

متذکرۂ بالا بیان کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ قتل کے دن ابو مسلم نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی میرے ہمراہ چلیں اُس نے جواب دیا تم آگے چلو اور تمھاری حفاظت میرے ذمہ ہے، ابو مسلم ابو جعفر کے خیمہ میں آگیا۔ اس سے پہلے ابو جعفر نے عثمان بن نہیک اپنے صاحب حرس کو ہدایت کر دی تھی اُس نے شبیب بن واج المروزی ایک سپاہی اور ابو حنیفہ حرب بن قیس کو اُسکے قتل کے لیے مستعد رکھا تھا ابو جعفر نے اُن سے کہدیا تھا کہ جب میں تالی

بجائیں تم اپنا کام کر دینا ابو مسلم کو اندر آنے کی اجازت دیگئی اس نے محمد التجاری دربان سے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا خیریت ہے آپ اپنی تلوار مجھے دیدیجئے ابو مسلم نے کہا پہلے تو میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا اسپر دربان نے کہا جو اسلحہ آپ لگا کر آئے ہیں وہ سب یہیں اتار دیجئے، ابو مسلم نے اس طرز عمل کی ابو جعفر سے اندر جا کر شکایت کی اونہوں نے کہا جس نے تمھارے ساتھ ایسا کیا ہے اللہ اس کا برا کرے اس کے بعد انھوں نے اسکی طرف پلٹ کر اس پر اپنا عتاب شروع کیا اور کہا کیا تو نے یہ بدتہذیبی نہیں کی کہ اپنے خط کی ابتدا اپنے نام سے کی اور کیا تو نے امینہ بنت علی کے لیئے پیام نہیں دیا تو اسبات کا مدعی ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے، تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کر دیا حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ ہماری اس دعوت میں تیری شرکت سے پہلے سے وہ پوری طرح اس تحریک میں ہمارا سچا معاون اور ہمارا خاص داعی تھا ابو مسلم نے کہا وہ ہماری مخالفت کرنا چاہتا تھا اور اس نے میری حکم عدولی کی تھی اس وجہ سے میں نے اسے قتل کر دیا ابو جعفر نے کہا حالانکہ ہم جیسی کچھ اسکی عظمت و وقعت کرتے تھے اس سے تو باخبر تھا پھر بھی تو نے اسے قتل کر دیا اب تو میری حکم عدولی کر رہا ہے اور میری مخالفت پر کمربستہ ہے خدا مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں ابو جعفر نے گرز سے اسپر ضرب لگائی اتنے میں شبیب اور حرب نے نکلکر اسے قتل کر دیا یہ ۲۵ شعبان ۱۳۷ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

ابو مسلم نے اپنے زمانۂ اقتدار اور لڑائیوں میں چھ لاکھ انسانوں کو قتل کیا تھا

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابو جعفر ابو مسلم پر عتاب کرنے لگے اور کہا کہ تو نے یہ کیا اور یہ کیا تو اس نے کہا پھر ان جانفشانیوں اور خدمات کے بعد جو میں نے آپ کی حکومت کے قیام کے لئے کی ہیں آپ کو ان باتوں کے مجھ سے کہنے کا حق نہیں ابو جعفر نے کہا اے خبیث عورت کے جنے اگر کوئی کم عمر چھوکری بھی تیری جگہ ہوتی تو وہ اپنے فرض کو سرانجام دیتی تو نے جو کچھ کیا وہ ہمارے اقبال اور خوش بختی کی وجہ سے کیا اگر یہی کام تو اپنی خاطر

کرتا تو تجھے ذراسی بھی کامیابی نہ ہوتی، تو نے اپنے خط کو اپنے نام سے شروع کیا اور مجھ سے امینہ بنت علی کی نسبت اپنے ساتھ چاہی تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کے بیٹے ہونے کا مدعی ہے تو بام عروج کی کٹھن منزل پر چڑھ گیا ہے ابومسلم ان کا غصہ فرو کرنے کے لیے ان کا ہاتھ لیکر اسے ملنے اور چومنے لگا اور معذرت کرنے لگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن نہیک نے پہلے آہستہ سے اس پر تلوار کا وار کیا جس سے اس کا صرف پرتلہ کٹ گیا ابومسلم اس میں اولجھ گیا اب شبیب بن واج نے ایک ہاتھ میں اس کا پاؤں قطع کر دیا اس کے بعد اور لوگوں نے متواتر اس پر وار کیے اور قتل کر دیا منصور اس اثنا میں برابر ان کو للکارتا رہا مارو مارو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے وار پر ابومسلم نے ابوجعفر سے کہا امیرالمومنین آپ اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے میری جاں بخشی کیجئے منصور نے کہا اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں اب تجھکو چھوڑ دوں تجھ سے بڑھکر میرا دشمن کون ہوگا۔

اس کے قتل کے بعد عیسی بن موسیٰ منصور کے پاس آیا اس نے پوچھا امیرالمومنین ابومسلم کہاں ہے انھوں نے کہا ابھی تو یہیں تھا۔ عیسی نے کہا آپ واقف ہیں کہ وہ ہمارا کیسا مخلص اطاعت شعار ہے امام ابراہیم اسے بہت اچھا سمجھتے تھے منصور کہنے لگے اے احمق بخدا سارے روئے زمین پر اس سے زیادہ کوئی تیرا دشمن نہ تھا یہ دیکھ وہ اس بستر میں لپٹا ہوا پڑا ہے اسے مقتول دیکھکر عیسی نے اظہار افسوس میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

عیسی کے دل میں ابومسلم کی خاص وقعت تھی اور وہ اسے بہت اچھا سمجھتا تھا مگر منصور نے اس سے کہا کہ تمھاری تو عقل جاتی رہی ہے کیا ابومسلم کے ہوتے ہوئے تم کو کسی قسم کا بھی اقتدار حاصل تھا اس کے بعد انھوں نے جعفر بن حنظلہ سے بلا کر پوچھا کہ تم ابومسلم کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا اگر امیرالمومنین۔ اس کے سر کا صرف ایک بال لیکر مجھے دیں تو میں اسے بھی برابر قتل کرتا جاؤں گا منصور نے کہا اللہ تمھارا بھلا کرے اٹھو اور

ابومسلم کو دیکھو جب اُس نے ابومسلم کو مقتول پایا تو کہنے لگا کہ صحیح معنے میں آج کے دن سے آپ اپنی خلافت شمار کریں۔

اس کے بعد اسماعیل بن علی کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اُس نے سامنے آکر بیان کیا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ آپ نے ایک مینڈھا ذبح کیا ہے اور میں نے اُسے اپنے قدموں سے روندا ہے منصور نے کہا اے ابوالحسن تمہاری آنکھ میٹھی نیند سوئے اُٹھو اور اپنے خواب کی تصدیق کر لو اللہ نے فاسق کو قتل کر دیا ہے اسماعیل اُٹھکر اس جگہ گیا جہاں ابومسلم مقتول پڑا تھا اور اُس نے اپنے قدموں سے اُسے روندا۔

اسکے بعد منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ ابواسحٰق ابومسلم کے صاحب حرس اور ابونصر اسکے کوتوال کو بھی قتل کر دے مگر ابوالجہم نے اس بارے میں منصور کو سمجھایا کہ ابومسلم کی فوج دراصل آپ ہی کی فوج ہے آپ ہی نے اُس فوج کو ابومسلم کی اطاعت کا حکم دیا تھا اسی وجہ سے اُس نے اُسکی اطاعت کی۔

منصور نے ابواسحٰق کو بُلایا، یہ اُن کے خدمت میں حاضر ہوا ابومسلم اُسے دکھائی نہیں دیا منصور نے اُس سے پوچھا تم نے بھی تو میری مخالفت کے لیے دشمن خدا ابومسلم کی اتباع کی تھی۔ وہ چپ رہا اور ابومسلم کے ڈر سے وہ ادھر اُدھر دیکھتا رہا، منصور نے یہ حالت دیکھ کر اُس سے کہا کہ جو کہنا چاہتے ہو کہو اللہ نے اُس فاسق کا کام تمام کر دیا ہے پھر حکم دیا کہ اسے اُسکی پارہ پارہ شدہ نعش دکھاؤ اُس کے دیکھتے ہی ابواسحٰق سجدہ میں گر پڑا اور بہت دیر تک سربسجود رہا منصور نے کہا سر اوٹھاؤ اور کہو کیا کہنا چاہتے ہو اُس نے یہ کہتے ہوئے سجدہ سے سر اُٹھایا کہ اُس خدا کا شکر ہے جس نے آج مجھے تیری طرف سے بے خطر کر دیا جب سے کہ میں اس کے پاس آکر اس کے ساتھ ہوا تھا آجتک مجھے اسکی طرف سے کبھی ایک دن کے لیے بھی اطمینان نہیں ملا میں نے اپنے اہل وعیال کو وصیت بھی کر دی تھی اور حنوط لگائے کفن پہنے رہتا تھا چنانچہ جب اس نے اپنے جسم کے ظاہری کپڑے

اُٹھائے، تو معلوم ہوا کہ اُن کے نیچے نئے کتاں کے کپڑے موجود ہیں جن میں خوشبو بسی ہوئی ہے۔ یہ حال دیکھکر ابو جعفر کو اُسپر رحم آیا، کہنے لگے اپنے خلیفہ کی طاعت خلوص نیت سے قبول کرو اور اُس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمکو اس فاسق سے بچایا اور اطمینان دیا۔ نیز۔ یہ بھی کہا کہ اس جمعیت کو یہاں سے ہٹا دو۔

اس کے بعد اُنھوں نے مالک بن الہیثم کو بلاکر اُسی قسم کی باتیں کیں اُس نے یہی عذر پیش کیا کہ آپ ہی کے حکم سے ہم اُس کی اطاعت کرتے تھے اور محض آپکی خوشنودی کے لیے سب لوگ اُس سے ڈرتے تھے اور اُسکی خدمت کرتے تھے اور میں خود تو ابو مسلم کی صورت دیکھنے سے بھی پہلے سے آپ کے خاندان کا حلقہ بگوش اور عقیدت کیش رہا ہوں منصور نے اُسکی معذرت کو قبول کیا اور اسے بھی ابو اسحٰق کی طرح یہ ہی حکم دیا کہ ابو مسلم کی فوج کو یہاں سے ہٹا دے۔

اس کے علاوہ ابو جعفر نے ابو مسلم کے اور کئی سرداروں کو بلاکر اُنکو بیش بہا خلعت و انعام دیا اسی طرح اُنکی تمام فوج کو انعام بانٹا وہ خوش ہوکر واپس جانے لگے مگر کہتے جاتے تھے کہ ہم نے اپنے آقا کو روپیہ کے عوض فروخت کر دیا، اسکے بعد ابو جعفر نے ابو اسحٰق سے بلاکر کہدیا کہ یاد رکھو اگر اس فوج میں سے کسی نے میرے خیموں کی ایک رسی بھی کاٹ دی تو میں تمہاری گردن اُڑا دونگا اور پھر ان کے خلاف بھی پوری طاقت صرف کر دونگا، ابو اسحٰق نے اُن سے جاکر کہا اے لوگو خاموشی کے ساتھ واپس چلو۔

ابو حفص الازدی راوی ہے کہ ابو مسلم کے قتل کے بعد ابو جعفر نے ابو نصر کو، ابو مسلم کی طرف سے ایک خط لکھا اُس میں اُسے حکم دیا کہ تم میرا سارا مال و متاع اور ہر وہ شئے لیکر جو میں وہاں چھوڑ آیا ہوں یہاں چلے آؤ اس خط پر ابو مسلم کی مہر ثبت کر دی، ابو نصر نے جب دیکھا کہ مہر کا نقش پورا طبع ہوا ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ ابو مسلم کا لکھا ہوا خط نہیں ہے اُس نے قاصدوں سے

صاف صاف کہدیا کہ یہ تمھاری کارستانی ہے اس کے بعد وہ خراسان کے ارادے سے ہمذان کی طرف اُتر پڑا۔

ابو جعفر نے شہزور کی ولایت کا فرمان ابو نصر کو لکھ بھیجا مگر یہ فرمان اُسے اسوقت ملا جب کہ وہ شہزور سے خراسان روانہ ہو چکا تھا جب انکو اسکا علم ہوا انھوں نے زہیر بن التر کی عامل ہمذان کو حکم بھیجا کہ اگر ابو نصر تمھارے علاقے سے گزرے اُسے قید کر دینا یہ خط زہیر کو ابو نصر کی ہمذان میں موجودگی ہی میں مل گیا اُس نے ابو نصر کو گرفتار کرکے قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ زہیر بنی خزاعہ کا مولی تھا۔

ایک دن ابو نصر ابراہیم بن عریف کے سامنے جو اس کے اخیافی بھائی کا بیٹا تھا قلعہ کی فصیل پر برآمد ہوا اور کہا اے ابراہیم تو اپنے چچا کو قتل کرتا ہے اُس نے کہا نہیں ہرگز نہیں، اب زہیر نے قلعہ کی دیوار پر نمودار ہوکر ابراہیم سے کہا دیکھو میں حکم کا بندہ ہوں بخدا میں انکو دنیا میں سب سے بڑھکر عزیز رکھتا ہوں مگر مجبور ہوں امیر المومنین کے حکم کو رد نہیں کرسکتا اگر تم میں سے کسی ایک نے ایک تیر بھی چلایا تو میں انکا سر کاٹ کر یہاں سے تمھارے پاس پھینکدوں گا۔

اسکے بعد ابو جعفر نے زہیر کو ایک دوسرا خط لکھا اُس میں ہدایت کی کہ اگر تم نے ابو نصر کو گرفتار کرلیا ہو تو اُسے قتل کردو مگر اُس حکم کے آنے سے پہلے ہی اُس کے تقرر کا فرمان جو پہلے ارسال کیا گیا تھا ایک قاصد اُس کے پاس لیکر پہنچا چونکہ زہیر خود ابو نصر کا طرفدار تھا اس نے اُس فرمان کے آتے ہی اُسے رہا کردیا۔ ابو نصر ہمذان سے چلدیا۔ اِس فرمان کے آنے کے دوسرے دن زہیر کو ابو جعفر کا وہ خط ملا جس میں اُسے ابو نصر کو قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا اُسے پڑھکر اُسنے کہا کہ میں اب کیا کروں چونکہ اس کے تقرر کا فرمان میرے پاس پہلے آچکا تھا میں نے اُسے رہا کردیا۔

ابو نصر ابو جعفر کے پاس آیا اُنھوں نے اُس سے کہا تمھیں نے

ابو مسلم کو خراسان چلے جانے کا مشورہ دیا تھا اس نے جواب دیا یہ درست ہے چونکہ اس نے میرے ساتھ بہت احسان کیے تھے جب اس نے مجھ سے مشورہ لیا تو میں نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا اگر جناب والا بھی مجھ پر احسان فرمائیں تو میں آپ کا بھی سچا بہی خواہ اور مخلص رہوں گا اور ہمیشہ شکر گذار رہوں گا، ابو جعفر نے اسے معاف کر دیا چنانچہ راوندیہ جماعت کی شورش کے وقت ابو نصر قصر کے دروازے پر موجود تھا اس نے کہا میں آج دربانی کی خدمت انجام دوں گا جب تک میں زندہ رہوں کوئی شخص قصر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ابو جعفر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قصر کے دروازے پر حفاظت کے لیے موجود ہے اس سے انھیں اس کے خلوص کا ثبوت مل گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب مالک بن ہیثم ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا تو ابو جعفر نے زہیر بن ترکی کو لکھا کہ اگر مالک کو تو نے روک نہ لیا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا، زہیر نے مالک سے آکر کہا کہ آج میرے یہاں آپ کی دعوت ہے اگر آپ تشریف لائیں گے تو میری عزت افزائی ہو گی مالک نے دعوت کے لیے اس کے گھر جانے کا اقرار کر لیا اس نے چالیس آدمیوں کو چن کر دو ایسے کمروں میں چھپا دیا جس سے دعوت کے کمرہ میں راستہ تھا۔ جب مالک وہاں آ گیا تو زہیر نے ادہم کو آواز دی کہ جلد کھانا لاؤ اس کی آواز سنتے ہی وہ چالیسوں آدمی نکل کر مالک پر جھپٹے اس کی مشکیں باندھ لیں اور پھر دونوں پیروں میں بیڑیاں ڈال کر اسے منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اسے معافی دیدی اور موصل کا عامل مقرر کر دیا۔

اسی سال منصور نے ابو داؤد خالد بن ابراہیم کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اور اس کے لیے باقاعدہ فرمان اسے لکھ بھیجا، نیز اسی سال خراسان میں ابو مسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے سنباذ نے خروج کیا۔

سنباذ کی بغاوت

سنباذ نیسا پور کے ایک گاؤں اہن نام کا رہنے والا مجوسی تھا، جب اُس نے اپنی بغاوت کی علت ظاہر کی ہزاروں آدمی اُسکے ساتھ مرنے مارنے کے لیے آمادہ ہوئے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ ابومسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہوا تھا اور اُسکی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص اُس کا ساختہ پر داختہ تھا، خروج کرتے ہی اس نے نیسا پور، قومس اور رے پر قبضہ کر لیا فیروز اصبہبذ اس کا نام تھا رے پہنچکر اس نے ابومسلم کے تمام اندوختہ خزانوں پر اپنا قبضہ جما لیا، یہ وہ خزائن تھے جو ابومسلم ابو العباس کے پاس جانے کے وقت رے چھوڑ گیا تھا اس کے اکثر پیرو اہل جبال تھے، ابو جعفر نے جمہور بن مرار العجلی کو دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا ہمذان اور رے کے درمیان دشت کے کنارے فریقین میں لڑائی ہوئی، شدید جنگ کے بعد سنباذ کو شکست فاحش ہوئی اس شکست میں تقریباً اُسکے ساٹھ ہزار آدمی مارے گئے اُس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اس کے بعد خود سنباذ کو لونان الطبری نے طبرستان اور قومس کے درمیان قتل کر دیا منصور نے طبرستان کی ریاست پر ونداہرمز بن القرخان کو مقرر کر دیا، سنباذ کے خروج سے اُسکے قتل تک ستر راتیں گذری تھیں۔

ملبد بن حرملۃ الشیبانی کا خروج

اسی سال ملبد بن حرملۃ الشیبانی نے خروج کرکے جزیرہ کی ایک سمت میں خارجیوں کا شعار بلند کیا جزیرے کی قایم سوارہ فوج جسکی تعداد ایک ہزار

بیان کیجاتی ہے اسکے مقابلے پر گئی ملبد اُن سے لڑا اُس نے انھیں مار بھگایا اور اُن کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے، اسکے بعد موصل کی قائم فوج مقابلہ پر گئی ملبد نے اُسے بھی شکست دی پھر یزید بن حاتم المہلبی اُسکے مقابلے پر آیا شدید لڑائی کے بعد ملبد نے اُسے شکست دی اور اُسکی ایک جاریہ کو جس سے وہ متمتع ہوتا تھا پکڑ لیا نیز اُس نے یزید کے ایک فوجی سردار کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابوجعفر نے اپنے آزاد کردہ غلام مہلل بن صفوان کو دو ہزار منتخب سپاہی دیکر اُس کے مقابلے پر بھیجا ملبد نے انھیں بھی مار بھگایا اُن کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اُسکے بعد منصور نے زیاد بن مشکانی کو ایک بڑی فوج دیکر اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا ملبد نے اسکا مقابلہ کیا اور اُسے شکست دی اب منصور نے صالح بن صبیح کو ایک بہت بڑی فوج اور کثیر رسالہ دیکر جو تمام سازو سامان جنگ سے پوری طرح آراستہ تھا اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا ملبد نے اُسے بھی شکست دی، اب خود حمید بن قحطبہ جزیرہ کا ناظم اُسکے مقابلے کے لیے گیا ملبد اس سے بھی لڑا اور اسے بھی شکست دی حمید اُسکے خوف سے قلعہ بند ہو گیا پھر اس نے ایک لاکھ درہم اُسے اس لیے دیئے تاکہ وہ اسکے مقابلے سے رک جائے

واقدی کہتا ہے کہ ملبد کا خروج اور تحکیم ۱۳۸ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

چونکہ اس سال لوگ سنباذ کے قضیہ میں مصروف رہے اسوجہ سے موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے نہ بھیجی گئی واقدی وغیرہ کے قول کے مطابق اس سال اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو موصل کا والی تھا فریضۂ حج ادا ہوا اس سال زیاد بن عبداللہ مدینہ کا والی تھا عباس بن عبداللہ بن معبد مکے کا والی تھا۔ حج ختم ہوتے ہی عباس کا انتقال ہو گیا اسمٰعیل نے اسکے علاقے کو بھی زیاد بن عبداللہ کے ماتحت کر دیا اور اس تقرر کی منصور نے بھی توثیق کر دی۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا والی تھا، سلیمان بن علی بصرہ اور اُس کے توابع کا والی تھا عمر بن عامر السلمی بصرہ کے قاضی تھے، ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا، حمید بن قحطبہ موصل کا والی تھا۔ صالح بن علی

بن عبداللہ بن عباس مصر کا صوبہ دار تھا۔

۱۳۸ھ ہجری شروع ہوا،
اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال قسطنطین شاہ روم بزور شمشیر ملطیہ میں در آیا، اس نے شہر کی فصیل گرا دی اور تمام جنگجو آبادی اور اُنکے اہل و عیال کو خارج البلد کر دیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس موسم گرما میں کفار سے جہاد کرتے صالح بن علی بن عبداللہ کے ساتھ گیا صالح نے اُسے چالیس ہزار دینار دئے اسی جماعت کے ہمراہ عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بھی تھا اُسے بھی اُسنے چالیس ہزار دینار دئے شہر ملطیہ کا جو حصہ بادشاہ روم نے توڑ دیا تھا صالح نے اُسے پھر بنا دیا بیان کیا گیا ہے کہ صالح اور عباس جہاد کے لئے ۱۳۹ھ میں ملطیہ گئے تھے۔

اس سال عبداللہ بن علی نے جو اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس بصرہ میں مقیم تھا ابوجعفر کی بیعت کر لی۔ اس سال جہور بن مرار العجلی نے منصور سے بغاوت کر دی۔

جہور بن مرار العجلی کی بغاوت کی وجہ

بیان کیا گیا ہے کہ سنباذ کو شکست دیکر جہور نے اُسکے پڑاؤ کی ہر شے پر قبضہ کر لیا اسمیں ابومسلم کے وہ خزائن بھی تھے جنکو وہ رے چھوڑ آیا تھا اُسنے اس روپیہ کو منصور کے پاس نہیں بھیجا تھا اور اب اُسکے خوف سے اُسنے بغاوت ہی کر دی منصور نے محمد بن الاشعث الخزاعی کو ایک زبردست فوج کے ساتھ اُسکی سرکوبی کیلئے بھیجا محمد اس سے آکر لڑا نہایت ہی خونریز معرکہ جدال و قتال گرم رہا جہور کے ساتھ منتخب مشہور بہادر عجمی سردار زیاد اور رولاستاضبخ بھی تھے آخرکار جہور اور اُسکے ساتھیوں کو ذلیل شکست ہوئی اُنکے ہزارہا آدمی مارے گئے زیاد اور رولاستاضبخ گرفتار کر لئے گئے جہور بھاگ کر آذربیجان چلا گیا پھر اس لڑائی کے کچھ روز بعد اسبہاذور میں گرفتار کیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

ملبّد الخارجی کا قتل

اسی سال ملبد الخارجی مارا گیا جب اس نے حمید کو بھی شکست دیکر قلعہ بند ہونے پر مجبور کردیا تو ابو جعفر نے عبد العزیز بن عبدالرحمان عبد الجبار بن عبد الرحمان کے بھائی کو اس کے مقابلے پر بھیجا اور زیاد بن مشکان کو اسکے ساتھ کیا، ملبد نے تین سو سوار اسکے عقب میں ایک کمینگاہ میں متعین کردیے ان میں لڑائی شروع ہوئی ان شہسواروں نے عقب سے نکلکر عبد العزیز پر دھاوا کرکے اسے مار بھگایا اور اسکے اکثر سپاہیوں کو قتل کردیا۔

اس مرتبہ ابو جعفر نے خازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار مروزی ترکوں کے ساتھ اسکے مقابلہ پر بھیجا یہ موصل آکر فروکش ہوا اور یہاں سے اس نے اپنی فوج کے کچھ سپاہی مزدوروں کے ساتھ دیکر ملبد کی طرف بھیجے یہ جماعت بلد آئی یہاں انھوں نے خندق بنائی اپنے سردار کی فوج کے لیے منڈیاں قائم کیں۔ ملبد کو اسکی اطلاع ہوئی وہ اپنی فرودگاہ چھوڑکر بلد آیا اور خازم کی ساختہ خندق پر قبضہ کرکے وہیں اس نے پڑاؤ کردیا۔ جب اسکی اطلاع خازم کو ہوئی وہ موصل کے مضافات میں حریز نام ایک قصبہ میں آکر فروکش ہوا اسکی اطلاع ملبد کو ہوئی اس نے بلد سے دجلہ کو عبور کرلیا اور اب اس طرف سے موصل پر قبضہ کرنے کے ارادے سے وہ خازم کی طرف چلا اسکی اس پیشقدمی کی اطلاع ایک طرف خازم اور دوسری طرف اسماعیل والی موصل کو ہوئی اس نے خازم کو حکم دیا کہ تم فوراً اپنے پڑاؤ سے واپس آؤ اور موصل کے پل سے دجلہ کو عبور کرو خازم نے اس تجویز کو نہ مانا بلکہ اپنی فرودگاہ کے سامنے ہی دریا پر پل باندھکر ملبد کے مقابلہ کے لیے اس نے دجلہ کو عبور کیا اسکی فوج کے مقدمہ اور طلیعہ پر نضلۃ بن نعیم بن خازم بن عبد اللہ النہشلی سردار تھا، میمنہ پر

زہیر بن محمدؒ العامری متعین تھا اور میسرہ پر ابو جحا والا برص بنی سلیم کا مولی مقرر تھا، خود خازم قلب فوج میں بڑھ رہا تھا اب یہ حالت ہوئی کہ حریفوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ایک ہی سمت میں رات تک چلتی رہیں رات ہوتے ہی وہ ساری رات ایک دوسرے کے مقابلہ پر بغیر لڑے ٹھہرے۔ صبح کو جو بدھ کا دن تھا ملبدؔ اور اسکے ساتھی پرگنہ خرہ کی طرف چلے خازم اور اسکی فوج بھی ان کے ساتھ ساتھ بڑھی اور اسی طرح پھر رات ہوگئی اب جمعرات کے دن ملبد اور اسکی فوج نے کچھ اس طرح چلنا شروع کیا کہ معلوم یہ ہو وہ خازم کے مقابلے سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہے یہ رنگ دیکھتے ہی خازم اپنی فوج کو لیکر خندق چھوڑ کر انکے تعاقب کے لیے چلا مقام حسک پر خازم نے اپنے اور اپنی فوج کے گرد خندق بنالی تھی اس جماعت کے خندق چھوڑتے ہی خارجی ان پر پلٹ پڑے خازم نے بھی اس چال کو بھانپ لیا اس نے حسک کو اپنے اور حملہ آوروں کے درمیان آڑ رکھکر مقابلہ شروع کیا خارجیوں نے خازم کے میمنہ پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اُسے بالکل درہم برہم کرکے اولٹ دیا اس کے بعد انھوں نے خازم کے میسرہ پر حملہ کرکے اسکا بھی یہی حشر کیا، خارجی قلب تک پہنچ گئے جہاں خازم موجود تھا، انھیں دیکھتے ہی خازم نے اپنے سپاہیوں کو پیادہ ہو جانے کا حکم دیا وہ اتر پڑے انھیں دیکھکر ملبد اور اس کے ساتھی بھی پیدل ہو گئے خارجیوں نے اپنے تمام سواری کے گھوڑے ذبح کر دیئے اور تلواریں لیکر حریف پر ٹوٹ پڑے ایسی شمشیر زنی کی کہ تلواریں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں جنگ شروع ہوتے ہی خازم نے نضلہ کو ہدایت کردی تھی کہ جب اس قدر غبار چھا جائے کہ ہم ایک دوسرے کو نہ دکھائی دینے لگیں اس وقت تم چپکے سے میدان مصاف سے کھسک جانا اپنے اور اپنے ساتھیوں کے گھوڑوں پر جا کر سوار ہونا اور پھر دشمن پر تیراندازی کرنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا خازم کے سپاہی میمنہ اور میسرہ سے پلٹ کر یہاں آگئے انھوں نے ملبد اور اسکی فوج پر تیروں کا مینھ برسا دیا ملبد ان آٹھ سو آدمیوں کے

ہمراہ جو میدانِ کارزار میں پاپیادہ لڑ رہے تھے مارا گیا اور تقریباً اُس کے تین سو آدمی وہ مارے گئے جو ابھی گھوڑوں سے اُترنے نہ پائے تھے، باقی جو بچے اُنھوں نے راہ گریز اختیار کی فضلیہ نے اُن کا تعاقب کیا اور اُن میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا۔

واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق اس سال فضل بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا یہ حج کرنے کے ارادے سے اپنے باپ کے پاس سے شام سے حجاز روانہ ہوا راستے ہی میں اسے امیر المومنین کا فرمان ملگیا جس میں اُسے امیر حج مقرر کیا تھا یہ مدینہ سے گذرا اور وہیں اس نے احرام حج باندھا۔

اس سال زیاد بن عبیداللہ مدینہ۔ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسٰی بن موسٰی کوفہ اور اُس کے علاقے کا والی تھا بصرہ اور اُس کے تو ابع کا والی سلیمان بن علی تھا سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے، ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا اور مصر کا صوبہ دار صالح بن علی تھا۔

سنہ ۱۳۹ ہجری شروع ہوا

اس سنہ کے اہم واقعات

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد ملطیہ میں قیام پذیر رہے اور جب انکی از سر نو تعمیر مکمل ہوگئی تو یہ دونوں حدث کے درے سے موسم گرما کی مہم لیکر رومیوں کے علاقے میں گھس پڑے صالح کے ہمراہ انکی دو بہنیں ام عیسٰی اور لبابہ علی کی بیٹیاں بھی جہاد میں شریک تھیں انھوں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی سلطنت ختم ہوگئی تو یہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی، ان کے علاوہ جعفر بن حنظلہ البھرانی ملطیہ کے درے سے جہاد کے لیے بڑھا۔

اس سال منصور اور بادشاہ روم میں فدیہ کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے منصور نے ان تمام مسلمانوں کو جو رومیوں کی قید میں تھے فدیہ دیکر رہا کرالیا۔
بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد ۱۴۶ھ ہجری تک کوئی لڑائی رومیوں سے اس وجہ سے نہ ہو سکی کہ منصور عبداللہ بن الحسن کے بیٹوں کی شورش کے قضیہ میں رہے۔ مگر بعض ارباب سیر کہتے ہیں کہ ۱۴۰ھ ہجری میں حسن بن قحطبہ نے عبدالوہاب بن ابراہیم الامام کی قیادت میں ایک مہم جہاد کے لیے بھیجی تھی، اُسکے مقابلہ کے لئے شاہ روم ایک لاکھ فوج کے ساتھ جیحان آکر فروکش ہوا مگر جب اُسے مسلمانوں کی فوج کی کثرت کا علم ہوا اُس نے اُن کو نہیں چھیڑا البتہ اس کے بعد پھر ۱۴۶ھ ہجری تک کوئی مہم جہاد کے لیے نہ بھیجی جاسکی۔
اس سال عبدالرحمان بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اندلس گیا۔ اہل اندلس نے اُسے اپنا بادشاہ بناکر حکومت اُس کے سپرد کردی چنانچہ آجتک اُسیکا خاندان اندلس پر فرماں روا چلا آتا ہے، اسی سال ابوجعفر نے مسجد حرام کی توسیع کی۔ چونکہ اس سال پیداوار بہت فراواں ہوئی تھی اس وجہ سے اس سال کو سنۃ الخصب کہتے ہیں۔
اس سال منصور نے سلیمان بن علی کو بصرہ اور اُس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۴۰ھ ہجری میں اُسے معزول کیا گیا، اور اُس کی جگہ سفیان بن معاویہ کو مقرر کیا بروز چہارشنبہ نصف ماہ رمضان میں اس نے اپنی اس خدمت کا جائزہ لیا اُسکے برسر ولایت آتے ہی عبداللہ بن علی اور اُسکے ساتھی اپنی جان کے خوف سے روپوش ہو گئے، ابوجعفر کو اسکی اطلاع ہوگئی اُنھوں نے سلیمان اور عیسیٰ علی کے بیٹوں کو حکم بھیجا کہ تم فوراً عبداللہ بن علی کو میرے پاس بھیجدو اس حکم کی بجاآوری کے بغیر چارہ نہیں اس لیے اس معاملہ میں تاخیر نہ ہونے پائے اور میں تم دونوں سے عبداللہ بن علی کو امان دینے کا جسطرح تم چاہو اور جسطرح تمکو اعتماد آسکے عہد کرتا ہوں، نیز اُنھوں نے سفیان بن معاویہ اپنے جدید والی کو بھی اس حکم کی اطلاع دیدی اور اُسے ہدایت کی کہ وہ خود اُن دونوں کو اصرار کرکے مع عبداللہ بن علی اور اُس کے خاص لوگوں کے

میرے پاس بھیجنے پر آمادہ کرے چنانچہ سلیمان اور عیسٰی عبداللہ بن علی اُس کے تمام سرداروں خاص دوستوں اور موالیوں کو لیکر ۱۔ ذی الحجہ جمعرات کے دن ابو جعفر کے پاس آئے؛
اسی سال ابو جعفر نے عبداللہ بن علی کو مع اسکے ساتھیوں کے قید کردینے کا حکم دیا اور بعض کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔

عبداللہ بن علی کو سزا

جب سلیمان اور عیسٰی علی کے بیٹے ابو جعفر کے پاس آئے ابو جعفر نے انھیں اندر آنے کی اجازت دی انھوں نے عرض کیا کہ عبداللہ بن علی بھی حاضر ہے آپ اُسے اندر آنے کی اجازت دیں ابو جعفر نے انکی یہ درخواست قبول کی مگر دیر تک انھیں اپنے ساتھ باتوں میں مشغول رکھا، اُس سے پہلے ہی اُنھوں نے عبداللہ بن علی کو اپنے قصر میں قید کردینے کا انتظام کرلیا تھا اور یہ حکم دیدیا تھا کہ جب سلیمان اور علی میرے پاس اندر چلے آئیں عبداللہ بن علی کو فوراً قصر میں لیجا کر قید کر دیا جائے اس حکم پر عمل ہوا، ابو جعفر اپنی مجلس سے اٹھے اور انھوں نے سلیمان اور علی سے کہا کہ تم عبداللہ کو جلدی لے آؤ باہر آکر انھوں نے عبداللہ کو اُس جگہ جہاں وہ بیٹھا تھا نہ پایا معلوم ہوا کہ اُسے قید کر دیا گیا ہے یہ دونوں ابو جعفر کے پاس جانے لگے مگر اور لوگ اُن کے اور اُسکے درمیان حائل ہوگئے اور اب سرکاری عہدیداروں نے عبداللہ بن علی کے موجودہ ساتھیوں کی تلواریں اُن کے کندھوں سے اُتار کر اپنے قبضہ میں کرلیں اور انھیں بھی قید کر دیا، خفاف بن منصور نے اس سلوک سے پہلے ہی اُن کو متنبہ کر دیا تھا وہ اپنے آنے پر نادم تھا اس نے اسوقت بھی اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میری بات مانو ہم سب ملکر ایک دم ابو جعفر پر حملہ کریں ہمیں اُن کے پاس پہنچنے سے کوئی روکنے والا نہیں پھر ہم تلواریں

نیام سے نکال کر ان دروازوں پر حملہ کر دیں گے جو ہمارے سامنے آئے گا ہم اُسکا کام تمام کر دیں گے اور اسیطرح ہم یہاں سے بچ کر نکل جائیں گے مگر اُس کے ساتھیوں نے یہ بات نہ مانی جب اُن کی تلواریں چھین کر اُسے قید کر دیا گیا تو غصے کے مارے خفاف اپنی ڈاڑھی پر تھوکتا تھا اور اپنے ساتھیوں کے منہ پر تھوک رہا تھا، ابو جعفر نے اُنہیں سے بعض کو اپنے سامنے ہی قتل کرادیا اور بقیہ کو ابو داؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیجدیا جس نے اُن کو وہاں ختم کر دیا۔

اسی سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔

زیاد بن عبیداللہ الحارثی مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اسکے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اُسکے توابع کا والی تھا۔ سوار بن عبیداللہ بصرہ کے قاضی تھے، ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا

۱۴۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اسی سال خراسان کا صوبہ دار ہلاک ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ چند سپاہی ابو داؤد خالد بن ابراہیم صوبہ دار خراسان پر ایک رات میں جب کہ وہ مرو کے کشماہن دروازے کے سامنے فروکش تھا چڑھ دوڑے یہ اسکی قیام گاہ تک پہنچ گیے انکی یورش کیوجہ سے ابو داؤد دیوار کے باہر نکلے ہوئے کنگرے پر آیا جو اینٹ کا تھا یہ اسپر کھڑے ہو کر اپنی فوج کو آواز سنانے کے لیے زور سے چیخا اس سے وہ اینٹ جسپر وہ کھڑا تھا ٹوٹ گئی یہ تڑکے کا وقت تھا اُس کے ٹوٹتے ہی یہ اُس پتھر کی پردے کی دیوار پر گرا جو صحن کے سامنے استادہ تھی اسکی کمر ٹوٹ گئی اور وہ اسی دن نماز ظہر کے وقت مر گیا۔ اُس کا کوتوال عصام عبدالجبار بن عبدالرحمن الازدی کے خراسان آنے تک اُس کی جگہ منصرانہ

خدمت انجام دیتا رہا۔

اس سال منصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمان کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اس نے خراسان آکر بہت سے فوجی سرداروں کو گرفتار کرلیا اور بیان کیا گیا ہے کہ اُس نے اُن پر آل علی بن ابی طالب کیلئے دعوت خلافت کی سازش کا الزام لگایا۔ گرفتار ہونے والوں میں یہ لوگ تھے مجاشع بن حریث الانصاری عامل بخارا۔ ابوالمغیرہ بنی تمیم کا مولیٰ جسکا نام خالد بن بشیر تھا اور وہ قوہستان کا عامل تھا اور حریش بن محمد الذہلی ابوداؤد کا چچیرا بھائی عبدالجبار نے ان سب کو قتل کردیا۔ نیز جنید بن خالد بن حریم التغلبی اور اور معبد بن خلیل المزنی کو بری طرح پٹواکر قید کردیا نیز اُس نے اور کئی خراسانی سرداروں کو قید کردیا اور ابو داؤد کے مقرر کردہ عمال پر سرکاری خراج کے بقایا کی جلد ادائی کے لیے سختی شروع کی، اس سال منصور حج کے لیے گئے انھوں نے حیرہ سے احرام باندھا حج سے فارغ ہوکر مدینہ گئے اور وہاں سے بیت المقدس،

اس سال تمام علاقوں کے والی وہی اشخاص تھے جو سنہ گذشتہ میں رہے تھے البتہ خراسان کا عامل اس سال عبدالجبار تھا۔ ابوجعفر نے بیت المقدس آکر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی پھر اپنے عاصمہ واپس آنے کے لیے شام کے راستے رقہ آئے اور یہاں کچھ دن قیام کیا، منصور بن جعونہ بن الحارث العامری (از بنی عامر بن صعصعہ)، اُن کے سامنے لایا گیا منصور نے اُسے قتل کردیا اور اب یہاں سے دریائے فرات کے ذریعہ ہاشمیہ (ہاشمیہ کوفہ)، آگئے۔

سنہ ۱۴۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

راوندیوں کا خروج، بعض ارباب سیر کہتے ہیں راوندی جماعت کا

ابوجعفر سے مناقشہ جسکو اب ہم ذکر کرنے والے ہیں یہ ۱۳۷ھ یا ۱۳۶ھ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

علی بن محمدؒ کے بیان کے مطابق یہ اہل خراسان کی ایک جماعت تھی جو ابومسلم داعی بنی ہاشم کے عقائد کو مانتی تھی یہ تناسخ ارواح کے قائل تھے اور مدعی تھے کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک میں آگئی ہے اُن کا رب جو اُن کو کھلاتا اور پلاتا ہے وہ ابوجعفر منصور ہے اور ہیثم بن معاویہ جبرئیل ہے یہ لوگ منصور کی محلسرا کے پاس آئے اور اب اُسکا طواف کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے کہ یہ ہمارے پروردگار (رب) کا محل ہے منصور نے اُن کے سرداروں کو اپنے پاس بُلایا اور اُن میں سے دو سو کو قید کر دیا اس پر اُن کے اور ساتھی بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں بلا وجہ کیوں قید کیا گیا، منصور نے اُن کے اجتماع کی مخالفت کر دی انھوں نے ایک جنازہ تیار کیا اور تابوت اوٹھا کر جلوس نکالا حالانکہ وہ تابوت بالکل خالی تھا اسطرح اُنھوں نے سارے شہر کا چکر لگا یا جیل خانے کے دروازے آکر اُس تابوت کو پھینکدیا اور جیل کے محافظین پر حملہ کر کے زبردستی جیل خانے میں گھس گئے اپنے مقید دوستوں کو چھڑا کر اب منصور کی طرف چلے اُسدن اُن کی تعداد چھ سو تھی اُنکی اِس شورش کی بنا پر تمام شہر میں منادی کر دی گئی اور شہر کے دروازے بند کر دئے گئے اُن میں سے کوئی بھی شہر کے اندر نہ آیا۔ چونکہ اُس زمانہ میں خاص قصر میں کوئی سواری کا جانور نہیں رکھا جاتا تھا اس وجہ سے منصور قصر سے پیدل ہی نکلے اس واقعہ کے بعد سے اُنھوں نے یہ حکم دیدیا کہ ایک گھوڑا ہر وقت قصر میں اُن کے پاس موجود رہا کرے جب منصور قصر سے باہر آگئے تو اب ایک گھوڑا اُن کے لیئے لایا گیا وہ اُس پر سوار ہو کر اُس جماعت کے مقابلے کے ارادے سے روانہ ہوئے اتنے میں معن بن زائدہ سامنے آیا ابوجعفر کو دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے کود پڑا اُس نے اپنی قبا کا دامن اپنے پٹکے میں اُڑس لیا اور منصور کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض پرداز ہوا کہ میں امیر المومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لے چلیں ہم لوگ اُن سے نپٹ لینگے

آپ کے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں، ابو نصر مالک بن ہیثم بھی قصر کے دروازے پر آکر ٹھہر گیا اور اُس نے کہا کہ آج قصر کا دربان میں ہوں۔
اب بازار والوں میں اعلان کر دیا گیا کہ اُن کا مقابلہ کریں چنانچہ اُنھوں نے اُن پر تیر برسائے اور مار مار کر اُن کا برا حال کر دیا، شہر کا دروازہ کھولا گیا اب اور لوگ شہر میں آ گئے، خازم بن خزیمہ ایک سم بریدہ گھوڑے پر سوار ابو جعفر کے پاس آیا اور پوچھا حکم ہو تو اُن سے جنگ کروں اُنھوں نے اُس کی اجازت دی اس نے راوندی جماعت پر حملہ کیا اور اُنھیں قصر کی فصیل کی پشت تک پسپا کر دیا اُنھوں نے پھر خازم پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا کہ اُسے اور اُسکی جماعت کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر اب خازم نے دوبارہ اُن پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس مرتبہ اُنھیں شہر پناہ تک دھکیل دیا اور شعبہ بن ظہیر کو ہدایت کی کہ اگر اس مرتبہ یہ پھر ہم پر جوابی حملہ کریں تو تم فوراً شہر پناہ تک ان سے پہلے پہنچ جانا اور اگر اس دفعہ وہ شہر پناہ کی طرف پلٹ کر آئیں تو وہیں اُن سے لڑ پڑنا اس مرتبہ اُنھوں نے پھر خازم پر حملہ کیا خازم خود اُن کے سامنے سے پسپا ہو گیا اور اب شعبہ اُن کے عقب میں جا پہنچا اور اسطرح وہ سب کے سب مارے گئے۔

اس سے پہلے اُسی دن عثمان بن نہیک اُن کے پاس آیا تھا اور اُس نے اُن کو بہت سمجھایا مگر اُنھوں نے نہ مانا جب یہ واپس جانے لگا تو اُنھوں نے ایک تیر اسکے مارا جو اُسکے دونوں شانوں کے درمیان پیوست ہو گیا یہ اُسی زخم سے چند دن بیمار رہکر جان بحق ہوا ابو جعفر نے اُسکی نماز جنازہ پڑھی اور دفن ہونے تک اُس کی قبر پر کھڑے رہے دفن کے بعد کہا اللہ ابو یزید پر رحم کرے، اُنھوں نے اُس کی جگہ عیسیٰ بن نہیک کو اپنا محافظ مقرر کیا یہ مرنے تک اس عہدہ پر برقرار رہا اُس کے بعد ابو جعفر نے ابو العباس الطوسی کو یہ عہدہ دیا۔

اسمٰعیل بن علی اپنی فوج لیکر اُس دن اُسوقت آیا جب کہ دروازے بند کر دیئے گئے تھے اس نے دربان سے کہا کہ دروازہ کھولدو میں تمکو

ایک ہزار درہم دیتا ہوں اُس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا قعقاع بن ضرار عیسیٰ بن موسیٰ کا کوتوال اُسدن شہر ہی میں تھا اُس نے باغیوں کے خلاف خوب جوانمردی دکھائی اور اپنا حق ادا کر دیا یہ تمام جھگڑا کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں وقوع پذیر ہوا تھا اُسدن ربیع میدان جنگ میں آیا تاکہ منصور کے گھوڑے کی لگام پکڑے مگر معن نے اُس سے کہا آج تمہارا کام نہیں ہے۔

ابو ونیز بن المصمفان رئیس ونبا وند اس لڑائی میں شریک ہوا۔ یہ اپنے بھائی کے خلاف ہو گیا تھا اور اسوجہ سے ابوجعفر کے پاس چلا آیا تھا ابوجعفر نے اسکی خاطر و تواضع کی اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا اس ہنگامے کے دن یہ منصور کے پاس آیا مگر انھوں نے اپنا رخ پھیر لیا اُس نے کہا اجازت ہو تو اُن سے لڑوں انھوں نے اُس کی اجازت دی چنانچہ اب یہ بھی لڑائی میں شریک ہوا جب یہ کسی کو مار کر گرا دیتا تھا تو پھر اُسے چھوڑ دیتا تھا۔

جب وہ سب قتل کر دئے گئے تو منصور نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر کھانا منگوایا دسترخوان بچھنے کے بعد اُنھوں نے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ معن کو اطلاع دیجائے اور اس کے آنے تک کھانا شروع نہیں کیا اُسکے آجانے کے بعد قثم کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ بیٹھ جائے اور اُسکی جگہ اُنھوں نے معن کو بٹھایا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اُنھوں نے عیسیٰ بن علی کو مخاطب کر کے کہا اے ابوالعباس کیا تم نے ایسے لوگوں کا حال سنا ہے جو شیر کے مانند ہیں اُس نے کہا جی ہاں منصور کہنے لگے کہ اگر آج تم نے معن کو دیکھا ہوتا تو تمکو معلوم ہوتا کہ معن بھی اُسی قسم کا شیر ہے۔ اسپر معن نے کہا امیرالمومنین بخدا جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُسوقت میں خود خائف تھا مگر جب میں نے دیکھا کہ آپ کے دل میں اُن کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور آپ بالکل نڈر اُن پر حملہ کر رہے ہیں تو یہ ایسی بات تھی جو میں نے کبھی اپنی عمر میں نہیں دیکھی تھی میں نے کسی شخص کو جنگ میں ایسا بیباک نہ دیکھا تھا آپ کو اسطرح دیکھکر خود میرا دل قوی ہو گیا اور اسی وجہ سے میں نے اسطرح جرأت کا اظہار کیا۔

ابن خزیمہ نے ابوجعفر سے کہا کہ اس جماعت کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں اُن کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے انھوں نے کہا میں ان کے معاملہ کو تمھارے حوالے کرتا ہوں تم اُن کو قتل کردو، ابن خزیمہ کہنے لگا میں رزام کو بھی قتل کردوں گا کیونکہ یہ بھی اسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے اس کی بھنک پاتے ہی رزام نے جعفر بن ابی جعفر کی پناہ لی جعفر نے اسکی سفارش اپنے باپ سے کی منصور نے اُسے معاف کردیا۔

ابوبکر الہذلی بیان کرتا ہے کہ میں امیر المومنین کے دروازے کھڑا تھا جب وہ برآمد ہوئے تو ایک شخص جو میرے پہلو میں کھڑا تھا کہنے لگا یہ ہی ہمارے رب العزت ہیں جو ہمیں کھلاتے اور پلاتے ہیں جب امیر المومنین محل کے اندر پلٹ گئے اور دربار ہوا تو میں بھی اندر گیا تخلیہ کے بعد میں نے عرض کیا کہ آج میں نے یہ عجیب بات سُنی اس کے بعد میں نے اُن سے وہ قول نقل کیا اسے سنکر وہ زمین کریدنے لگے اور کہنے لگے اے ہذلی ہماری طاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں بھیجدیگا مگر میں چاہتا ہوں کہ کاش یہ ہماری معصیت کرتے تاکہ جنت میں جاتے۔

ربیع کہتا ہے کہ منصور کہا کرتے تھے مجھ سے تین غلطیاں سرزد ہوئیں اور اللہ نے ان تینوں کے عواقب سے مجھے محفوظ رکھا میں نے ابومسلم کو اس حالت میں قتل کیا جب کہ میں معمولی بوسیدہ لباس پہنے بیٹھا تھا جو لوگ میرے گرد تھے وہ سب کے سب اسے مجھ سے زیادہ مانتے تھے اگر اسوقت مجھے کوئی چھو بھی دیتا تو میں مفت میں مارا گیا ہوتا۔ اسیطرح راوندی فتنہ کے دن میں بالکل بیباکانہ طریقہ پر مقابلہ کے لیے نکل کھڑا ہوا اگر کوئی اڑتا ہوا تیر میرے لگ جاتا تو میں اُسیوقت ہلاک ہوجاتا۔ نیز جب میں شام گیا اُسوقت اگر عراق میں معمولی سا فتنہ بھی کھڑا ہوجاتا تو خلافت ہی برباد جاتی۔

بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ معن ابن ہبیرہ کے ساتھ ہوکر سیاہ علم والوں کی جماعت سے کئی مرتبہ لڑا تھا اس وجہ سے وہ ابوجعفر کے خوف سے مرزوق ابوالخصیب کے

پاس چھپا ہوا تھا اور اُسے یہ امید تھی کہ مرزوق اُسکے لیے معافی حاصل کرلے گا
زاوندی جماعت کے فتنہ کے دن یہ قصر کے دروازے آکر کھڑا ہو گیا
منصور نے اسوقت ابو الخصیب سے جو اُن دنوں دربانوں کا چاؤش تھا دریافت
کیا کہ قصر کے دروازے پر کون کھڑا ہے اُس نے کہا معن بن زائدہ منصور
کہنے لگے کہ یہ بڑا کڑوا عرب ہے، لڑائی کا خوب تجربہ رکھتا ہے اور
شریف ہے اسے اندر لے آؤ، معن اندر آیا منصور نے اُس سے کہا
کہو معن کیا کہتے ہو اسوقت کیا تدبیر اختیار کرنا چاہیے اُس نے کہا مناسب
یہ ہے کہ آپ جنگ کے لیے شرکت کی عام منادی کر دیجئے اور
جو لوگ لڑنے نکلیں اُن کو خوب روپیہ دیجئے، منصور نے کہا آدمی
کہاں ہیں اور روپیہ اسوقت کہاں ہے اور بھلا کون شخص اِن کافروں کے
مقابلے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالے گا معن تم نے کوئی مناسب
رائے نہیں دی۔ میری رائے یہ ہے کہ میں خود اُن کے مقابلہ کے لیے
نکلوں اور میدان میں ٹھہروں لوگ مجھے دیکھکر ان سے لڑیں گے داد مردانگی
دیں گے، ضرورت کے وقت میرے پاس پلٹ آئیں گے اور پھر مقابلہ
کے لیے جائیں گے اور اگر میں یہیں ٹھہرا رہا تو یہ مقابلہ پر ثابت قدم نہ رہیں گے
بلکہ پسپا ہو جائیں گے، یہ سنکر معن نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا امیر المومنین
کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں ورنہ آپ اسی وقت قتل
کر دئے جائیں گے اس کے بعد ابو الخصیب اُون کے پاس آیا اور اُس نے
بھی وہی تقریر کی جو معن نے کی تھی، منصور نے اُن دونوں سے اپنا لباس
چھڑا لیا اپنا گھوڑا طلب کیا بغیر رکاب کے سہارے اوچھل کر گھوڑے کی
پشت پر متمکن ہوا اپنے کپڑے برابر کئے اور اب مقابلہ کے لئے نکلے
معن اب بھی اونکی لگام تھامے تھا اور ابو الخصیب اُن کے ہمرکاب تھا
ایک جگہ جاکر منصور ٹھہرے ایک شخص اُونکی طرف بڑھا اُنھوں نے
معن سے کہا اس کافر کو لینا۔ معن نے اُسپر حملہ کیا اور اُسے قتل کر دیا اسیطرح
پے در پے اس نے چار کافروں کو قتل کیا، منصور کو دیکھکر اور لوگ اکٹھے

پاس جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر دشمن سے لڑے ایک گھڑی میں اُن سب کا صفایا کر دیا اس کارروائی کے ختم پر معن وہاں سے غائب ہو گیا ابو جعفر نے ابو الخصیب سے اُسے دریافت کیا اُس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی منصور کہنے لگے کہ کیا اس قدر حسن کارگذاری کے بعد بھی اسے یہ اندیشہ ہے کہ امیر المومنین اُسکی خطا معاف نہ کریں گے، تم جاکر اُسے میرے طرف سے امان دو اور میرے پاس لیکر آؤ۔ چنانچہ ابو الخصیب اُسے لے آیا منصور نے دس ہزار درہم اُسے دیئے اور یمن کا والی مقرر کر دیا ابو الخصیب نے منصور سے آکر کہا کہ جو روپیہ بطور انعام کے آپ نے اُسے دیا تھا وہ اُس نے سب تقسیم کر دیا ہے اور اب اُسے کہیں سے کچھ نہیں ملتا کہ وہ اپنے علاقے پر جائے کہنے لگے اگر وہ ہزار مرتبہ تیری قیمت کے مساوی روپیہ چاہے تو اُسے مل جائے، یہ بات تو نے کیا کہی۔

اس سال منصور نے اپنے بیٹے محمد کو جو ولی عہد خلافت تھا متعدد فوجوں کے ساتھ خراسان بھیجا اور ہدایت کی کہ رے جاکر قیام کرے۔ محمد نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

اس سال منصور کے عامل خراسان عبد الجبار بن عبد الرحمان نے نقض بیعت کر کے بغاوت کی، جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبد الجبار اہل خراسان کے عمائد کو قتل کر رہا ہے اور اُن میں سے کسی نے منصور کو بھی یہ خط لکھا کہ "چمڑا ستعفن ہو گیا ہے" اُس نے ابو ایوب سے کہا کہ عبد الجبار نے ہمارے طرفداروں کو فنا کر دیا ہے اس سے اُسکی نیت صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بغاوت کرے گا۔ اُس نے عرض کیا اسکی آسان تدبیر یہ ہے کہ آپ اُسے لکھیں کہ آپ رومیوں سے جہاد کرنا چاہتے ہیں اس کے لیئے وہ اہل خراسان کے اُمرا اور رؤسا کی قیادت میں وہاں سے آپ کے پاس فوجیں بھیجے جسوقت یہ فوجیں خراسان کی سرحد سے نکل آئیں اُسوقت آپ اُن کی سرکوبی

کے لیے جسے چاہیں بھیجدیں اُس میں مزاحمت کی طاقت نہ ہوگی، منصور نے اس تجویز کے مطابق عبدالجبار کو خط لکھا اُس نے جواب دیا کہ خود یہاں ترکوں نے سخت ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اگر میں نے کچھ بھی فوج یہاں سے بھیجدی تو خراسان ہاتھ سے نکل جائے گا، اس خط کو منصور نے ابوایوب کو دکھایا اور پوچھا اب کیا رائے ہے اُس نے کہا اس جواب سے تو وہ خود آپ کے ہاتھ میں پھنس گیا ہے آپ اُسے لکھیئے کہ میں خراسان کو اور تمام صوبوں کے مقابلہ میں بہت اہم سمجھتا ہوں اس خطرہ کے روکنے کے لیے میں خود یہاں سے تمہارے پاس فوجیں بھیجتا ہوں، یہ بات لکھدینے کے بعد پھر آپ خراسان فوج بھیجدیں تاکہ اگر اُسکی نیت بغاوت کی ہو تو یہ فوجیں اُسکی گردن پکڑ لیں۔

جب یہ خط عبدالجبار کے پاس پہنچا اُس نے جواب میں لکھا کہ اس سال خراسان کی بہت بری حالت ہے قحط کی وجہ سے اشیاء یحتاج اسقدر گراں ہو گئی ہیں کہ اگر بیرونی فوجیں یہاں آئیں تو وہ ہلاک ہو جائینگی جب یہ خط منصور کے پاس آیا منصور نے اُسے ابوایوب کو دکھایا اُس نے کہا اب کیا ہے اب تو اس خط سے اُس نے اپنا عندیہ واضح کر دیا ہے اور اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے آپ کی بیعت سے انحراف کیا ہے اب اُس کے معاملے میں آپ انتظار نہ کریں۔

منصور نے اپنے بیٹے محمد بن المنصور کو خراسان روانہ کیا اور حکم دیا کہ رے جاکر پڑاؤ کرے مہدی خراسان روانہ ہوا اُس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عبدالجبار سے لڑنے کے لیے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے بھیجا اور آپ خود آگے بڑھکر نیساپور آیا۔ جب خازم عبدالجبار کے مقابلہ کے لیے چل پڑا اور اسکی اطلاع اہل مروالروذ کو ہوئی وہ اپنے اپنے علاقوں سے سمٹ کر عبدالجبار پر چڑھ دوڑے اور اُس سے لڑ پڑے، نہایت شدید جنگ کے بعد عبدالجبار کو ہزیمت ہوئی وہ بھاگا اور ایک روئی کے کھیت میں جا چھپا مجشر بن مزاحم المروالروذی نے وہاں جاکر اُسے زندہ گرفتار کر لیا اور

خازم کے وہاں آنے کے بعد اُسے اُس کے سامنے پیش کیا خازم نے اُسے پشم کا ایک کرتہ پہنا کر اُونٹ پر اسطرح سوار کیا کہ اُسکا منہ اُونٹ کی دُم کیطرف کھا اور اسی طرح یہ منصور کے پاس پہنچا اُس کے ہمراہ اس کے بیٹے اور دوسرے خاص دوست تھے۔ منصور نے اُن سب پر طرح طرح کی سختیاں کیں اُنھیں کوڑے لگوائے اور اسطرح جسقدر ہو سکا اتنا روپیہ اُن سے اوگلوایا پھر مسیّب بن زہیر کو عبد الجبار کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے اُسکی گردن مارنے کا حکم دیا جسے وہ بجا لایا۔ منصور نے اُس کے بیٹوں کو دھلک لیجانے کا حکم دیا، یہ یمن کے قریب سمندر میں ساحل سے کچھ فاصلہ پر ایک جزیرہ ہے اس جزیرہ میں یہ لوگ ایک عرصہ تک قید رہے پھر اہل ہند نے اُن پر غارتگری کی اور دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کو بھی قید کر لے گئے بعد میں زرِ فدیہ دیکر اُنھیں رہائی ملی اِن میں سے صرف عبد الرحمان بن عبد الجبار ایسا شخص ہے جسے خلفاء کی مصاحبت نصیب ہوئی ہے اور جسکا دیوان میں داخلہ ملتا ہے یہ بہت عرصہ تک زندہ رہا ۱۷۰ ہجری عہد ہارون میں اس نے مصر میں وفات پائی،

اسی سال جبرئیل بن یحییٰ الخراسانی کی نگرانی میں قلعہ مصیصہ کی تعمیر مکمل ہوئی"

نیز اسی سنہ میں محمد بن ابراہیم الامام نے ملطیہ میں جہاد کی نیت سے چھاؤنی میں قیام کیا۔

عبد الجبار کی شورش کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے واقدی کے بیان کے مطابق یہ ۱۴۲ ہجری کا واقعہ ہے دوسرے ارباب سیر نے اسے ۱۴۱ ہجری کا واقعہ بیان کیا ہے۔

علی بن محمد کہتے ہیں کہ عبد الجبار ۱۰۔ ربیع الاول ۱۴۱ ہجری کو خراسان آیا (۱۴۱۔ ربیع الاول بھی بیان کیا گیا ہے) اور بروز شنبہ ۶۔ ربیع الاول ۱۴۲ھ اُسے شکست ہوئی۔

(دوسری روایت)، بغداد کی تعمیر سے پہلے منصور نے مہدی کو عبد الجبار سے لڑنے خراسان روانہ کیا یہ رے پہنچکر ٹھہر گیا مگر قبل اسکے کہ یہ اُسکا مقابلہ کرتا خود دوسرے لوگوں نے اسکا خاتمہ کر دیا اور اُسے گرفتار

کر لیا اِسوجہ سے اب منصور کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ مہدی کی مہم پر جو اخراجات ہو چکے تھے اُن کو بغیر کسی دوسری جگہ کام میں لائے رائیگاں جانے دیا جائے منصور نے اُسے طبرستان پر جہاد کرنے کا حکم دیا اور لکھا کہ تم خود رے میں ٹھہرے رہو اور ابو الخصیب، خازم بن خزیمہ اور دوسری فوجوں کو اصبہبذ کے مقابلے پر بھیجدو اُس زمانہ میں اصبہبذ مصمغان ملک دنباوند سے لڑ رہا تھا اور اسکے مقابل فروگش تھا جب اسے معلوم ہوا کہ اسلامی عساکر اُس کے علاقے میں گھس آئے ہیں اور ابو الخصیب شہر ساریہ میں داخل ہوگیا ہے تو اس واقعہ کا مُصمغان پر بڑا اثر پڑا اور اُس نے اصبہبذ سے کہا کہ تمھارے خلاف مسلمانوں کی پیشقدمی کو میں اپنے خلاف پیشقدمی سمجھتا ہوں، اس خیال کی بنا پر دونوں نے لڑنے کے لیے آپسمیں سمجھوتا کرلیا۔ اصبہبذ اپنے علاقے میں واپس آکر مسلمانوں سے لڑنے لگا جب ان لڑائیوں نے بہت طول کھینچا تو ابو جعفر نے ابرونیز مُصمغان کے بھائی کے مشورہ پر عمر بن العلاء کو طبرستان بھیجا اُس کے متعلق ابرونیر نے ابو جعفر سے کہا تھا کہ تمام لوگوں کے مقابلے مں عمر طبرستان سے سب سے زیادہ واقف ہیں ابرونیر اس سے سنباذ اور راوندیہ شورشوں کے زمانے سے اچھی طرح واقف ہوگیا تھا، ابو جعفر نے خازم بن خزیمہ کو بھی عمر کے ساتھ کردیا خازم نے رویان میں داخل ہوکر اُسے فتح کرلیا نیز قلعہ طاق کو مسخر کرلیا اور اُس میں جو کچھ تھا اُسپر قبضہ کرلیا، جنگ نے طوالت اختیار کی مگر خازم لڑے چلا گیا آخر کار اُس نے طبرستان فتح کرلیا اُس کے اکثر باشندوں کو اُس نے تہ تیغ کردیا۔ اصبہبذ نے اپنے قلعہ میں جاکر پناہ لی اور پھر وہاں اُس نے قلعہ کو مع ہر شئے کے جو اس میں تھی حوالہ کردینے کی شرط پر امان کی درخواست کی مہدی نے اس کے بارے میں ابو جعفر کو لکھا انھوں نے صالح عابد و زاہد کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس کام کیلئے بھیجا یہ لوگ قلعہ کی ہر شئے کو ظلمبند کرکے واپس آگئے، اصبہبذ کے چیچک نکل آئی وہ دیلم کے علاقے جیلان میں آیا اور یہیں وہ مرگیا،

اُسکی بیٹی قید کرلی گئی یہ ہی ابراہیم بن العباس بن محمدؐ کی ماں ہے، اس سے فارغ ہوکر اب عساکر اسلامیہ نے مصمغان کا رُخ کیا مسلمانوں نے اُسے گرفتار کرلیا اُس کے ساتھ بختریہ منصور بن مہدی کی ماں اور صمیہ علی بن ریطہ کی اُم ولد مصمغان کی بیٹی مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ یہ طبرستان کی پہلی فتح کا ذکر ہے مصمغان کے مرنے کے بعد اس پہاڑ کے باشندے پراگندہ ہوکر حوزی ہوگئے اور حوزی انکو اسوجہ سے کہتے تھے کہ یہ وحشی گدھوں کی طرح وحشی ہوگئے تھے۔

اس سال زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ، مکّہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کردیا گیا، اور مدینہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ القسری عامل مقرر ہوکر ماہِ رجب میں مدینہ آگیا مکّہ اور طائف پر ہیثم بن معاویہ العتکی اہل خراسان کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا گیا۔ اس سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی یہ شخص منصور کا صاحب شرطہ اور مصر و ہندوستان کا والی رہ چکا تھا اور مرنے کے وقت ہندوستان پر اُسکا بیٹا عیینیہ اس کا قائم مقام تھا۔

اس سال موسیٰ بن کعب مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اُسکی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ کردیا گیا اور اسکی جگہ نوفل بن فرات مصر کا والی مقرر ہوا، اس سال صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو قنسرین حمص اور دمشق کا والی تھا حج ادا ہوا۔ مدینہ کا عامل محمدؐ بن خالد بن عبداللہ القسری تھا، مکّہ اور طائف پر ہیثم بن معاویہ تھا کوفہ اور اُسکے علاقہ پر عیسیٰ بن موسیٰ تھا بصرہ اور اُس کے توابع پر سفیان بن معاویہ والی تھا۔ سوّار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے مہدی خراسان کا صوبہ دار تھا اور اُس کی طرف سے سری بن عبداللہ خراسان کا قائم مقام تھا نوفل بن الفرات مصر کا والی تھا۔

۱۴۲ ہجری شروع ہوا
اس سال کے اہم واقعات

اس سال عُیینہ بن موسیٰ بن کعب نے سندھ میں خلافت عباسیہ کے خلاف بغاوت کردی اس کے واقعات حسب ذیل ہیں۔

اس کے اطاعت سے منحرف ہونے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیب بن زہیر شرطہ پر موسیٰ بن کعب کا خلیفہ تھا موسیٰ بن کعب کے مرنے کے بعد مسیب بدستور صاحب شرطہ تھا مگر اب اُسے خوف پیدا ہوا کہ شاید منصور عُیینہ کو بلا کر اُس کی جگہ مقرر کردے اس خطرہ کو دُور کرنے کے لئے اُس نے یہ شعر عُیینہ کو لکھ بھیجا مگر اُس خط میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ وہ شعر یہ ہے فارضك ارضك ان آتنا - تنم نومة ليس فيها حلم

(ترجمہ) تم اپنے ہی علاقہ میں رہو اگر یہاں آؤ گے تو ایسی گہری نیند سو جاؤ گے کہ اُس میں خواب تک دیکھنا نصیب نہ ہو گا۔

جب معلوم ہوا کہ عیینہ نے بغاوت کردی ہے خود ابو جعفر اپنے دارالخلافہ سے روانہ ہو کر اپنی بصرہ کی چھاؤنی آئے جو بڑے پل کے نزدیک تھی یہاں سے انھوں نے عمرو بن حفص بن ابی صفرۃ العتکی کو سندھ و ہند کا والی مقرر کرکے عیینہ سے لڑنے بھیجا عمرو بن حفص نے سندھ و ہند پر جا کر قبضہ کرلیا۔

اس سال طبرستان کے اصبہند نے معاہدہ شکنی کی اور اُن تمام مسلمانوں کو جو اس کے علاقہ میں تھے شہید کردیا۔

اصبہند طبرستان کی معاہدہ شکنی

جب ابو جعفر کو اصبہند کے اس غدر کی اطلاع ہوئی اُنھوں نے

خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو جنکے ساتھ مرزوق ابو الخصیب ابو جعفر کا مولی بھی تھا اُس کی سرکوبی کے لیے بھیجا اُنھوں نے جاکر اُسکا اور اُسکے ہمراہیوں کا اسی کے قلعہ میں محاصرہ کرلیا۔ محصورین عرصہ تک لڑتے رہے جب محاصرہ نے بہت طول کھینچا تو ابو الخصیب نے دشمن کے مقابل یہ چال کی کہ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم مجھے خوب پیٹو اور میرا سر اور داڑھی مونڈ ڈالو، جب یہ سب کچھ اُس کے ساتھ ہولیا تو وہ اصبہند رئیس قلعہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے اور یہ تہمت رکھکر کہ میں آپ کا ہوا خواہ ہوں میرا سر اور ڈاڑھی مونڈ دی گئی ہے میں مسلمانوں کے پڑاؤ کے کمزور نقطہ سے واقف ہوں جہاں سے اُن پر کامیاب حملہ کیا جا سکتا ہے' اصبہند اسکی باتوں میں آگیا اور اُس نے اسے اپنے خاص مصاحبین میں شامل کرلیا۔ اس قلعہ بند شہر کا پھاٹک صرف ایک بڑے پتھر کا تھا جسے کھولنے کیوقت اوٹھالیا جاتا تھا اور بند کرنیکے وقت میں جما دیا جاتا تھا اسکام کیلئے اصبہند نے اپنے خاص معتمدین کو مقرر کر رکھا تھا اور اُس کے لیے اونکی باریاں مقرر کردی تھیں ایک مرتبہ ابو الخصیب نے اصبہند سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مجھپر اعتماد نہیں ہے اور آپ نے میرا مشورہ نہیں مانا اس نے پوچھا یہ کیونکر اُس نے کہا کہ آپ مجھ سے کسی کام میں مدد نہیں لیتے اور نہ کسی اہم ذمہ داری کے کام کو میرے سپرد کرتے ہیں، اس گفتگو کے بعد سے اب اصبہند اُس سے بھی کام لینے لگا جسے ابو الخصیب نہایت دیانت داری سے انجام دیتا تھا اور اس طرح اُس نے اپنا اعتماد جمالیا چنانچہ اب اصبہند شہر کے پھاٹک کھولنے اور بند کرنے میں اُسکی بھی باری مقرر کرنے لگا یہاں تک کہ اُس نے اس کام پر اسی کو مامور کردیا اور اسکی طرف سے بالکل مطمئن ہوگیا، ابو الخصیب نے روح بن حاتم اور خازم کے نام ایک خط لکھکر اسے تیر کے ذریعہ اُن کے پاس باہر پھینکدیا۔ اُس میں اُنکو بتایا کہ مجھے اب موقع ہدست ہوگیا ہے میں فلاں شب شہر کا دروازہ کھولدوں گا، چنانچہ شب معہود میں اُس نے مسلمانوں کیلئے

شہر کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں نے اندر داخل ہو کر جنگجو آبادی کو تہ تیغ کر دیا ان کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنا لیا اسی میں بحتریہ منصور بن مہدی کی ماں بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئی یہ باکند بنت الاصبہبذ بہرے کی بیٹی تھی اور یہ اصبہبذ جو طبرستان کا بادشاہ تھا باکند کا بھائی نہ تھا نیز شکلہ ابراہیم بن المہدی کی ماں ہاتھ آئی یہ خرنا ماں مُصمُغان کے حاجب کی بیٹی تھی۔ اصبہبذ نے اپنی انگھوٹھی کو جس میں زہر تھا چوس کر خودکشی کر لی۔

بیان کیا گیا ہے کہ روح بن حاتم اور خازم بن خزیمہ ۱۴۳ھ ہجری میں طبرستان میں داخل ہوئے۔

اس سال منصور نے حمان میں اہل بصرہ کے لیے عیدگاہ بنائی۔ سلمہ بن سعید بن جابر جو ان دنوں ابوجعفر کی طرف سے فرات اور اُبلہ کا عامل تھا اس تعمیر کا مہتمم تھا۔ ابوجعفر نے رمضان کے روزے رکھے اور اُسی مصلی میں عید الفطر کی نماز پڑھی۔

اس سال شب شنبہ ۱۲۔ جمادی الآخر کو اُنسٹھ سال کی عمر میں سلیمان بن علی بن عبداللہ نے بصرہ میں انتقال کیا عبدالصمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اس سال نوفل بن فرات مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا پھر یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور اُسکی جگہ پھر نوفل مقرر ہوا مگر دوبارہ وہ برطرف کیا گیا اور اب حمید بن قحطبہ مصر کا والی مقرر ہوا۔

اس سال اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن خالد بن عبداللہ مدینہ کا والی تھا ہیثم بن معاویہ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقہ کا والی تھا سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے اور حمید بن قحطبہ مصر کا والی تھا۔

اسی سال واقدی کے بیان کے مطابق ابوجعفر نے اپنے بھائی

عباس بن محمد کو جزیرہ اور سرحدوں کا والی مقرر کیا بعض مشہور سپہ سالار اُسکے ماتحت کر دئے یہ اپنی مدت العمری اسی خدمت پر مامور رہا۔

سنہ ۱۴۳ ہجری شروع ہوا
اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال منصور نے تمام مسلمانوں کو ویلم سے لڑنے کی دعوت دی اسکی تفصیل یہ ہے جب منصور کو معلوم ہوا کہ ویلم نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کرکے اُن کے ہزاروں آدمیوں کو شہید کر ڈالا تو اُنھوں نے حبیب بن عبداللہ بن غسان کو بصرہ بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں جس شخص کی آمدنی دس ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہو اُن کے نام لکھ لیے جائیں اور اُن کو مجبور کیا جائے کہ وہ خود ویلم کے مقابل پر جہاد کے لئے جائیں اور ایک دوسرے شخص کو اُنھوں نے اسی غرض سے کوفہ بھیجا۔

اس سال ہیثم بن معاویہ مکّہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اُس کی جگہ سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس بن عبدالمطلب کو مقرر کیا گیا، سری یمامہ میں تھا اُسے مکّہ کی ولایت کا فرمان تقرر ملا یہ مکّہ چلدیا اور ابوجعفر نے قثم بن العباس بن عبداللہ بن عباس کو یمامہ بھیجدیا۔

اس سال حمید بن قحطبہ مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اُسکی جگہ نوفل بن الفرات مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ ہوا اور اُس کی جگہ یزید بن حاتم مصر کا والی مقرر کیا گیا،

اس سال والی کوفہ عیسٰی بن موسٰی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس

کی امارت میں حج ہوا۔ سری بن عبداللہ بن الحارث مکہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اُس کے توابع کا والی تھا، سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۴۴ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال محمد بن ابی العباس بن عبداللہ بن محمد بن علی امیر المومنین ابوالعباس کا بیٹا اہل کوفہ بصرہ، واسط، موصل اور جزیرہ کے ساتھ دیلم سے لڑنے گیا۔

اس سال محمد بن ابی جعفر المہدی خراسان سے عراق واپس آئے ابو جعفر قرماسین تک اُن کے استقبال کو گئے، اور وہاں سے دونوں جزیرہ پلٹ آئے۔

اس سال خراسان سے آکر محمد بن ابی جعفر کی منگنی اُن کے چچا کی بیٹی ریطہ بنت ابوالعباس سے ہوئی۔ اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا اُنھوں نے اپنے مستقر اور خزانوں پر خازم بن خزیمہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔ نیز اس سال اُنھوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو مدینہ کی ولایت سے برطرف کر کے اُسکی جگہ ریاح بن عثمان المری کو مقرر کیا۔

محمد کی برطرفی اور ریاح کا تقرر

اسوقت محمد کی برطرفی اور اس سے پہلے زیاد بن عبیداللہ کی

برطرفی کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی شخصیتوں نے منصور کو مرعوب کر دیا تھا اور جب یہ اپنے بھائی ابو العباس کی زندگی میں ابو مسلم کے ہمراہ حج کرنے آئے تو تمام بنی ہاشم انکی خدمت میں حاضر ہوئے مگر یہ دونوں بھائی محمد اور ابراہیم اُن سے ملنے نہیں آئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بیان کرتے تھے کہ جب بنی اُمیہ کی حکومت متزلزل ہو گئی اسوقت ایک رات مکہ میں تمام بنی ہاشم کا ایک جلسہ ہوا اور اس میں یہ بحث ہوئی کہ اب آئندہ کے لیے کسے خلیفہ بنایا جائے اور جب میرے لیے تمام اُن معتزلہ نے جو وہاں اُسوقت موجود تھے بیعت کی تو ابو جعفر بھی میری بیعت کرنے والوں میں تھے۔

منصور نے زیاد سے ان دونوں کو دریافت کیا اُس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُن کے معاملہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں میں انھیں آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا، جب ۱۳۶ھ ہجری میں ابو جعفر مکہ آئے یہ زیاد بن عبید اللہ اُن کے ہمراہ تھا اس وعدہ کے بعد منصور نے اُسے اُسکے علاقہ پر جانے کی اجازت دیدی اور محمد اور ابراہیم کی اُس سے ضمانت لے لی۔

خلیفہ ہونے کے بعد ابو جعفر کو سب سے زیادہ فکر محمد کی تھی انھوں نے دریافت کیا کہ محمد کہاں ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے، اس غرض سے انھوں نے تمام بنی ہاشم کو فرداً فرداً تخلیہ میں بُلایا اور محمد کو دریافت کیا ہر شخص نے یہی جواب دیا کہ چونکہ انھیں علم ہے کہ آپ اس بات سے واقف ہیں کہ وہ اس سے پہلے خلافت کے خواہاں تھے اسوجہ سے وہ آپ سے خائف ہیں مگر اسی کے ساتھ وہ آپ کی مخالفت یا نافرمانی کرنا نہیں چاہتے، حسن بن زید کے سوا کسی اور شخص نے اس بیان پر شبہ نہیں کیا البتہ اُس نے ابو جعفر کو اُس کی پوری حالت سے باخبر کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ آپ کے خلاف ہنگامہ

برپا کریگا کیونکہ وہ آپ کی طرف سے غافل نہیں ہے اب جو آپ کے سمجھ میں آئے کیجئے۔

محمد کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا موسٰی بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا ہے اے خداوندا تو ہمارے خون کا بدلہ حسن بن زید سے لے۔ موسٰی کہتا ہے کہ میرے باپ کہا کرتے تھے میں اس بات کو یقینی طور پر کہتا ہوں کہ ابوجعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جو مجھ سے صرف حسن بن زید نے سنی

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان سے روایت ہے کہ ابوجعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جسے مجھ سے صرف میرے بھائی عبداللہ بن حسن اور حسن بن زید نے سنا تھا اور میں اس بات کو پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ اُس کی اطلاع ابوجعفر کو عبداللہ نے نہیں کی اور نہ منصور غیب داں تھے کہ بغیر کسی کے بیان کیے ہوئے معلوم کر لیتے۔

محمد کہتا ہے کہ حج کے سال ابوجعفر نے مجھ سے عبداللہ بن حسن کو دریافت کیا میں نے اُن سے وہی کہدیا جو بنی ہاشم اُن کے متعلق کہتے تھے اسپر اُس نے مجھے بتایا کہ وہ اس جواب سے خوش نہیں ہوا اور یہ کہ میں اُسے اُن کے پاس حاضر کروں۔

محمد بن اسمٰعیل اپنے نانا کے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اُنھوں نے ایک مرتبہ سلیمان بن علی سے کہا اے میرے بھائی جو قریبی تعلقات میرے اور تمہارے درمیان ہیں اُس سے ہم دونوں اچھی طرح واقف ہیں اس معاملہ میں تم اپنی رائے ظاہر کرو، سلیمان نے کہا بخدا گویا اسوقت میں عبداللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں جب کہ ہمارے اور اُس کے درمیان پردہ حائل ہو چکا تھا کہ وہ ہماری طرف اشارہ کرکے بتلا رہا ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے، اگر منصور معاف کرنے والے ہوتے تو وہ اپنے چچا کو معاف کرتے، اُنھوں نے اُس کے بیان کو قبول کرلیا اور اس صاف بیانی اور راست گفتاری

کو عبداللہ کی اولاد اسکا ایک احسان سمجھتی تھی۔
ابو جعفر نے اعرابی غلام خریدے اُن میں سے ایک کو ایک اونٹ دیا ایک دوسرے کو دو اونٹ دیئے اور ایک کو چند اونٹنیاں دیں اور انھیں مدینہ کے علاقہ میں محمدؐ کی تلاش میں روانہ کیا اُن میں سے ہر شخص چشمۂ آب پر راہگیر اور گم کردہ راہ کی طرح آتا تھا یہ اُسے چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور پھر تلاش شروع کرتے تھے۔
محمد بن عباد بن حبیب المہلبی کہتا ہے کہ مجھ سے سندی امیر المومنین کے مولی نے پوچھا تم جانتے ہو کہ کیوں عُقبہ بن سلم کا اتنا رسوخ امیر المومنین کے پاس بڑھا۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا اُس نے کہا میرا چچا عمر بن حفص ایک وفد کے ساتھ جس میں عُقبہ بھی تھا سندھ سے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا جب وفد نے ابو جعفر سے اپنی ضروریات عرض کر دیں اور ارکانِ وفد دربار سے اُٹھ گئے تو انھوں نے عُقبہ کو اپنے پاس واپس بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا پھر پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں امیر المومنین کا ایک عسکری اور خادم ہوں اور عمر بن حفص کے ساتھ رہا ہوں انھوں نے نام پوچھا اس نے کہا عقبہ بن سلم بن نافع، پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے اُس نے کہا ازد کے خاندان بنی ہناۃ سے کہنے لگے تمھاری صورت سے وجاہت و قابلیت ٹپکتی ہے میں تم سے ایک ایسا کام لینا چاہتا ہوں جسکا مدت سے ارادہ تھا اور اس کے لیے میں کسی مناسب آدمی کی تلاش میں تھا ممکن ہے کہ تم اُسے سرانجام دے سکو اگر ایسا ہوا تو میں تمکو بہت ترقی دونگا، اُس نے کہا میں اُمید کرتا ہوں کہ جیسا امیر المومنین نے میرے متعلق خیال فرمایا ہے اُسے پورا کر سکوں گا، فرمایا تم اپنے تئیں چھپائے رکھو کسی سے اس معاملہ کا ذکر نہ کرنا اور فلاں دن فلاں وقت میرے پاس آنا وہ اُسی وقت پر خدمت میں حاضر ہوا منصور نے کہا یہ دادھیالی رشتہ دار میری حکومت و خلافت کے خلاف بغاوت پر بالکل تلے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اچانک اُسکا خاتمہ کر دیں خراسان کے فلاں گاؤں میں اُن کے طرفداروں کی ایک

جماعت ہے جو اُن سے مراسلت رکھتی ہے اور وہ اُن کو اپنے صدقات
وزکوٰۃ کی آمدنی نیز اُن کے علاقوں کے میوے ہدیۃً بھیجتی رہتی ہے اب
تم یہ کام کرو کہ کپڑے میوے اور نقد روپیہ لیکر اپنی ہئیت بدلکر اُس گاؤں
کے باشندوں کی طرف سے اُن کے نام ایک خط لکھکر اُن کے پاس جاؤ
اور انھیں ٹٹولو اگر وہ اپنے ارادے کو ترک کر چکے ہیں تو بہت اچھا ہے
اور اگر اب بھی وہ اُسی ارادے پر قائم ہیں تو یہ بات مجھے معلوم ہو جائے گی
اور اسطرح میں اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کروں گا اور ہر وقت اُنکی طرف
سے چوکنا رہوں گا، تم جاکر عبداللہ بن الحسن سے نہایت انکسار و عاجزی کے
ساتھ ملو اگر وہ تمکو دھتکار دے اور وہ ضرور ایسا کرے گا تو تم خاموش رہنا
اور پھر دوسری مرتبہ اُسکے پاس جانا اگر اس مرتبہ پھر وہی سلوک تمھارے ساتھ
ہو تو پھر بھی صبر کرنا اور پھر جانا یہاں تک کہ وہ تم سے مانوس ہو جائے تمھاری
بات سن لے اور جب تمکو اُس کے دل کا بھید معلوم ہو جائے تم فوراً میرے
پاس چلے آنا۔

یہ شخص جعلی خط لیکر عبداللہ کے پاس آیا عبداللہ نے اُسے دھتکار
کر نکلوا دیا اور کہا میں اُن لوگوں سے قطعی واقف نہیں ہوں کئی مرتبہ آنے اور واپس
جانے کے بعد عبداللہ نے اُسکا خط اور تحائف قبول کر لیے اور اب
اُس سے بے تکلف ہو گیا، عُقبہ نے خط کے جواب کی درخواست کی اُسنے
کہا میں خط تو کسی کو لکھتا نہیں تم ہی میرے خط ہو زبانی جاکر اُن لوگوں سے
میر اسلام کہنا اور کہدینا کہ میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کرنے والے
ہیں، عُقبہ نے یہ بات ابو جعفر سے آکر بیان کر دی ابو جعفر نے فضل بن صالح
بن علی کو ۱۳۸ھ ہجری میں امیر حج بنا کر مکے بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر تم عبداللہ
بن حسن کے بیٹوں محمدؐ اور ابراہیم کو دیکھ پاؤ تو انھیں پھر اپنے سے علٰحدہ
نہ ہونے دینا اور اگر نہ دیکھو تو اُن کے متعلق کسی سے سوال نہ کرنا۔

فضل مدنیہ آیا تمام باشندوں نے جن میں عبداللہ بن حسن اور تمام بنی حسن
تھے اُس کا استقبال کیا مگر محمدؐ اور ابراہیم عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس سے

ملنے نہ آئے یہ خاموش ہو رہا جب حج سے فارغ ہو کر سیالہ آرہا تو اس نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بیٹے اپنے متعلقین کے ساتھ کیوں میری ملاقات کو نہ آئے اُس نے کہا بخدا اُن کے نہ آنے کی وجہ کوئی برائی یا نیت فساد نہیں ہے بلکہ چونکہ وہ دونوں شکار کے بیحد دلدادہ ہیں اور ہر وقت اُسی میں منہمک رہتے ہیں اس وجہ سے وہ کسی بھلائی یا برائی میں اپنے متعلقین کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

یہ جواب سنکر فضل خاموش ہو گیا اور اُس چوبرجے پر آکر بیٹھا جو اُسکے لیے سیالہ میں بنایا گیا تھا عبداللہ نے اپنے چرواہوں کو حکم دیا وہ اُسکے ڈھوروں کو اُسکے سامنے لائے اُس نے ایک چرواہے کو دودھ دوہنے کا حکم دیا اُسنے ایک بڑے پیالے میں دودھ دوہکر اُس میں شہد ملایا اور اُسے لیکر چوبرجے پر چڑھا۔ عبداللہ نے اُسے اشارہ کیا کہ یہ پیالہ فضل کو پلا وہ اُسکی طرف بڑھا جب اُس کے قریب پہنچا فضل نے سختی سے اُسے جھڑکا کہ دور ہٹ چرواہا پیچھے ہٹ گیا یہ دیکھتے ہی خود عبداللہ جو بہت ہی متواضع اور خلیق آدمی تھا لپکا اور خود اُس نے وہ پیالہ چرواہے کے ہاتھ سے لیا اور فضل کی طرف چلا جب فضل نے اُسے خود اپنی طرف آتے دیکھا وہ شرمندہ سا ہو گیا اور اُس نے پیالہ لیکر پی لیا۔

حفص بن عمر ایک کوفہ کا باشندہ زیاد بن عبیداللہ کا میر منشی تھا یہ شیعہ تھا اور یہی اُسے محمد کی تلاش سے روکتا رہتا تھا، عبدالعزیز بن سعد نے اُسکی شکایت ابو جعفر کو لکھ بھیجی اُنھوں نے اُسے وہاں سے بُلایا زیاد نے اُس کے بارے میں عیسیٰ بن علی اور عبداللہ بن الربیع الحارثی کو لکھا اُن دونوں نے اُسے ابو جعفر کی گرفت سے رہائی دلوائی اور وہ شخص پھر زیاد کے پاس آگیا۔

علی بن محمد راوی ہے کہ محمد چالیس آدمیوں کے ہمراہ چُھپ کر بصرے آیا یہ جماعت عبدالرحمن بن عثمان بن عبدالرحمان بن الحارث بن ہشام کے پاس آئی عبدالرحمان نے اُس سے کہا تم نے مجھے ہلاک کر دیا اور مجھے تمام

میں مشہور کر دیا مناسب یہ ہے کہ تم میرے پاس قیام کرو اور اپنے ساتھیوں کو منتشر کر دو، محمد نے اس بات سے انکار کیا عبدالرحمان نے کہا تو اس صورت میں مَیں تمکو یہاں نہیں ٹھہرا سکتا بنی راسب میں جاکر قیام کرو چنانچہ یہ جماعت بنی راسب میں جاکر مقیم ہوگئی۔

ابو ہبار المازنی کہتا تھا کہ ہم محمد بن عبداللہ کے ساتھ بصرہ میں قیام پذیر تھے اور وہ اپنے لیے دعوت دیتا تھا ابو جعفر کہتے تھے کہ جب مجھے بصرہ میں بنی راسب کا مکان یاد آتا تھا تو میرے دل میں کبھی کوئی خواہش اُس کے متعلق پیدا نہیں ہوتی تھی اور میں اُن کی طرف سے بالکل مطمین تھا۔

ابن سلم حبیب اللہبی راوی ہے کہ میں ابن معاویہ کے عہد میں بنی راسب کے احاطہ میں جاکر فروکش ہوا مجھے ایک نوجوان نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا اس پر اُن کے ایک معمر شخص نے اسی نوجوان کے ایک تھپیڑ مارا اور کہا کہ تجھ کو اس معاملہ سے کیا سروکار ہے پھر اُس نے ایک بڈھے کی طرف دیکھا جو اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور کہا کہ اس بڈھے کو دیکھتے ہو اسکا باپ حجاج کے عہد میں ہمارے یہاں آکر اُترا تھا اُس وقت سے وہ برابر یہیں مقیم رہا ہے اور یہ بیٹا اُس کے پیدا ہوا جسکی عمر اب یہ ہوگئی ہے نہ ہم اسکے نام سے واقف ہیں نہ اسکے باپ کے نام سے واقف ہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ کس قبیلہ اور کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

زعفرانی کہتا تھا کہ محمد بصرہ آکر عبداللہ بن شیبان (جو بنی مُرّہ بن عُبید کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا) کے پاس فروکش ہوا چھ ماہ کے قیام کے بعد وہ یہاں سے چلا گیا اس کے بعد ابو جعفر کو اُنکے بصرہ آنے کا حال معلوم ہوا وہ تیزی سے طے منازل کرکے بصرہ آئے اور بڑے پل کے پاس فروکش ہوئے ہم نے عمر سے خواہش کی کہ وہ اُن سے جاکر ملے پہلے تو اُس نے انکار کیا مگر آخرکار ہماری بات مان گئی اور وہ ابو جعفر سے جاکر ملا ابو جعفر نے اُس سے پوچھا کہ اے ابو عثمان کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے

جس سے ہم کو اپنی حکومت کے متعلق خطرہ ہو اُس نے کہا کوئی نہیں۔ ابو جعفر نے کہا میں صرف تمہارے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اور واپس ہو جاتا ہوں عمر نے کہا بہتر ہے ابو جعفر واپس چلے گئے۔

ابو جعفر نے عمرو بن عبید سے پوچھا کیا تم نے محمدؐ کی بیعت کر لی ہے اُس نے جواب دیا اگر تمام اُمت مجھے اپنا خلیفہ بھی بنا لے تب بھی میں اُن دونوں بھائیوں کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اُنکی طرف اعتنا کروں یا اُنکو کوئی خدمت دوں۔

ایوب القزاز راوی ہے کہ میں نے عمرو سے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنا دین کھو کر صبر کر لیا ہو تمہاری کیا رائے ہے، اُس نے کہا میں خود ایسا شخص ہوں جسکا تم نے اشارہ کیا ہے، میں نے پوچھا آپ نے یہ کیوں کیا اگر آپ چاہتے تو تیس ہزار جنگجو آپ کے ساتھ ہوتے اُس نے کہا تمہارا خیال غلط ہے میں تو ایسے تین آدمیوں کو بھی نہیں جانتا جو اپنے عہد کو وفا کرتے اگر ایسے تین آدمی بھی مجھے مل جاتے تو میں کبھی علیحدہ نہیں رہتا بلکہ میں اُن میں چوتھا ہوتا۔

محمد بن حفص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ محمدؐ اور ابراہیم ابو جعفر کے خوف سے عدن گئے وہاں سے سندھ چلے گئے اور پھر کوفہ آئے اور وہاں سے مدینہ آگئے۔

جب زیاد نے ابو جعفر سے عبداللہ کے دونوں بیٹوں کے اخراج کا ذمہ لے لیا تو ابو جعفر نے اُسے مدینہ کی ولایت پر بحال رکھا، حسن بن زید کو اُن کا پتہ چلتا تھا تو اُس وقت تک وہ خاموش رہتا جب تک وہ اُس جگہ مقیم ہوتے اور جب وہاں سے روانہ ہو جاتے تو وہ ابو جعفر کو اُن کے مقام کی خبر کر دیتا ابو جعفر اطلاع کے مطابق پتہ پاتے اور اُسکے بیان کو سچ سمجھتے رہے ۱۴۰ھ ہجری تک یہی نوبت رہی اس سال وہ خود حج کرنے گئے اُنھوں نے خاصکر آل ابی طالب میں بہت سا روپیہ تقسیم کیا عبداللہ کو بلایا اُنھوں نے اُس کے دونوں بیٹوں کو پوچھا اُس نے

اپنی بے خبری ظاہر کی اُس پر دونوں میں سخت کلامی ہوئی ابوجعفر نے اس پر
کم نسبی کا عیب لگایا اُس نے کہا تم میری کس ماں کی وجہ سے مجھے طعنہ دیتے
ہو کیا فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلعم کی بنا پر یا فاطمہ بنت اسد یا فاطمہ بنت حسین
یا ام اسحق بنت طلحہ یا ام خدیجہ بنت خویلد کی وجہ سے انھوں نے کہا نہیں
ان میں سے کسی کی بنا پر نہیں بلکہ جربا بنت قسامہ بن زہیر کی وجہ سے۔
یہ بنی طے کی ایک عورت تھی۔ اس گفتگو پر مسیب بن زہیر غصہ میں بھرا ہوا
کھڑا ہوا اور یہ عرض پرداز ہوا امیر المومنین آپ مجھے اجازت دیں میں ابھی اس
فاحشہ زادے کا کام تمام کئے دیتا ہوں مگر زیاد بن عبید اللہ نے اپنی چادر
اُس پر ڈال دی اور امیر المومنین سے کہا آپ میری خاطر انھیں معاف کر دیجیے
اور میں ان کے دونوں بیٹوں کا کھوج لگاتا ہوں اور اُن کو آپ کی خدمت
میں پیش کر دوں گا اس طرح عبداللہ کی گلو خلاصی ہوئی۔

خرین الدیلی ان دو شعروں میں جربا کے نسب کی وجہ سے عبداللہ
بن حسن پر طنز کرتا ہے۔

لعلك بالجرباء وبحكاكته	تفاخر ام الفضل وابنه مشرح
وما منهما الاحصان نجيبة	لها حسب في قومها متزحزح

شاید کہ تو جرباء اور حکاکہ کی بنا پر اُم الفضل اور مشرح کی بیٹی کے
مقابلہ میں اپنا فخر نسبی ظاہر کرتا ہے حالانکہ یہ دونوں عورتیں باعصمت شریف
زادیاں تھیں اور اُن کی قوم میں اُن کا حسب باوقعت تھا۔

سندی امیر المومنین کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب عقبہ بن سلم نے ابوجعفر کو
اطلاع کی کہ میں بھی حج کے لیے جا رہا ہوں انھوں نے اُس سے کہا کہ جب
میں فلاں مقام میں پہنچوں گا تو ابنا ء حسن میری ملاقات کو آئیں گے اُن میں
عبداللہ بن حسن بھی ہوگا میں اُسوقت اُسکی بہت تعظیم کروں گا اور صدر مجلس
میں اُسے جگہ دونگا پھر کھانا منگواؤں گا جب کھانے سے ہم فارغ ہو جائیں گے
اُسوقت میں تمکو آنکھ کا اشارہ کروں گا تم فوراً اُس کے روبرو آکر کھڑے
ہونا وہ اپنی نگاہ تمھاری طرف سے پھیر لے گا تم گھوم کر اُس کے پیچھے ہو جانا

اور اپنے پاؤں کے انگھوٹے سے اُسکی پیٹھ میں ٹھونسا دینا تاکہ وہ تمکو اچھی طرح دیکھ لے بس مگر جب تک وہ کھانا کھاتا رہے تم ہرگز اُس کے سامنے نہ آنا۔

ابو جعفر حج سے فارغ ہو کر اپنے علاقوں میں دورہ کرنے لگے ابنائے حسن اُن سے آکر ملے اُنھوں نے عبداللہ بن حسن کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور کھانا منگوایا سب نے کھانا شروع کیا اس کے بعد اُنھوں نے عبداللہ کو صدر میں بٹھایا اور اُسے مخاطب کر کے کہا تم جانتے ہو کہ تم نے مجھسے اس بات کا قطعی وعدہ اور عہد کیا تھا کہ تم میری برائی نہ چاہو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف کوئی سازش کرو گے عبداللہ نے کہا امیرالمومنین میں اپنے اُس وعدہ پر قائم ہوں اب ابو جعفر نے عقبہ کو دیکھا وہ گھوم کر عبداللہ کے روبرو کھڑا ہوا عبداللہ نے اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا اور پھر اپنا سر اُٹھایا اب عقبہ اُسکی پشت پر آکر کھڑا ہوا اُس نے اپنی انگلیوں سے اُسے ٹھونسہ دیا عبداللہ نے سر اُٹھا کر دیکھا تو عقبہ بالکل دو چار تھا وہ فوراً دوزانو ہو کر ابو جعفر سے اپنی خطا کی معافی کا خواستگار ہوا مگر اُنھوں نے کہا اگر میں تمکو معاف کر دوں تو اللہ مجھے معاف نہ کرے اس کے بعد اُنھوں نے اُسکے قید کر دینے کا حکم دیدیا۔

صالح صاحب المصلیٰ راوی ہے کہ میں ابو جعفر کے سرہانے کھڑا تھا اور وہ قبلہ رو بیٹھے انگیٹھی کے سامنے کھانا کھا رہے تھے اُسوقت دسترخوان پر اُنکے ہمراہ عبداللہ بن حسن، ابوالکرام اور کچھ عباسی شریک تھے ابو جعفر نے عبداللہ بن حسن کو خطاب کیا اے ابو محمدؐ میں دیکھتا ہوں کہ محمدؐ اور ابراہیم میرے پاس آنے سے گھبراتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا کریں مجھ سے اپنے تعلقات بڑھائیں تاکہ میں اُنکو انعام واکرام دوں اور اپنے میں شامل کر لوں، عبداللہ بہت دیر تک تو سر جھکائے رہا پھر سر اوٹھا کر اُس نے کہا امیرالمومنین آپ کو اختیار ہے میرا تو اُن سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں وہ میرے ہاتھ سے نکل چکے ہیں ابو جعفر کہنے لگے اے ابو محمدؐ ایسا نہ کرو اُن دونوں کو تم خط لکھو اور کسی ایسے شخص کے ہاتھ وہ خط اُن کو بھیجدو جو اُسے

پہنچا دے۔

عبداللہ سے گفتگو میں مصروفیت کی وجہ سے ابوجعفر آج اپنا کھانا پورا نہ کھا سکے عبداللہ قسم کھاتا رہا کہ اُسے اُنکی کچھ خبر نہیں ہے اور ابوجعفر برابر اصرار کرتے رہے کہ تم ایسا نہ کرو۔

محمدؐ ابوجعفر سے اس لیے بھاگتا پھرتا تھا کہ مو لہ کی ایک جماعت کے ساتھ ابوجعفر نے مکہ میں اس کی بیعت کی تھی۔

عباس بن محمدؐ بن علی بن عبداللہ بن عباس راوی ہے کہ جب ابوجعفر ۱۴۰ھ ہجری میں حج کے لیے گئے تو عبداللہ اور حسن، حسن کے بیٹے ان سے ملنے آئے اسوقت اُن کے پاس یہ دونوں تھے اور میں تھا ابوجعفر اسوقت ایک خط پڑھ رہے تھے اتنے میں مہدی نے کوئی بات کہی اور اُسے غلط ادا کیا اسپر عبداللہ نے کہا امیر المومنین آپ کیوں اسے کسی استاذ کے سپرد نہیں کرتے کہ وہ اسکی زبان درست کردے یہ تو ایسی غلطی ہے کہ چھوکریاں کرتی ہیں میں نے عبداللہ کو اشارے سے منع بھی کیا مگر وہ اپنے کہنے سے باز نہ رہا اور پھر اُس نے اُس بات کا اعادہ کیا اسی سے ابوجعفر برہم ہوگئے اُنھوں نے عبداللہ سے پوچھا کہ آپ کے صاحبزادے کہاں ہیں اُس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ابوجعفر نے کہا تمکو پیش کرنا پڑے گا وہ کہنے لگا بخدا اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوں تب بھی میں اُن کو تمھارے سپرد نہیں کروں گا۔ ابوجعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ اسے قید کردو۔

ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ عبداللہ نے ابوجعفر کے سامنے یہ شعر پڑھا

الم تر حوشبا امسی یبنی　　بیوتا نفعھا لبنی بقیلہ

(ترجمہ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ حوشب ایسے مکانات بنا رہا ہے جس کا نفع صرف بنی بقیلہ کو ہوگا۔

یہ شعر ابوجعفر نے کبھی بھولنے نہ دیا قید کرنے کے بعد اُنھوں نے عبداللہ کو یہ شعر یاد دلایا اور کہا جس کے متعلق تم نے کہا تھا وہ تمھارا سب سے بڑا حامی اور محسن تھا۔

ابو حنین کہتا ہے کہ حالت قید میں میں عبداللہ سے ملا اُس نے پوچھا آج کی خبر کیا ہے میں نے کہا تمھاری جائداد واملاک اور لونڈی غلاموں کے بیچنے کا حکم دیا گیا ہے مگر میں نہیں سمجھتا کہ اُن کا کوئی گاہک کھڑا ہو عبداللہ کہنے لگا ابو حنین اس بات کو جانے دو بخدا اگر آج مجھے اور میری بیبیوں کو بھی لونڈی غلاموں کی طرح فروخت کیا گیا تو ہمارے خریدنے والے بھی پیدا ہو جائینگے۔

ابو جعفر تو وہاں سے چلے آئے اور عبداللہ بن حسن تین سال تک قید رہا۔

ابو ہبارہ المزنی راوی ہے کہ جب سنہ ۱۴۰ ہجری میں ابو جعفر نے حج کیا تو اس سے پہلے تو محمد اور ابراہیم عبداللہ کے بیٹے روپوش تھے مگر حج کے موسم میں یہ مکہ آئے اور انھوں نے ابو جعفر کو قتل کر دینا چاہا اشتر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ نے اُن سے کہا کہ میں اس کا کام تمام کیئے دیتا ہوں مگر محمد نے اُسے نہ مانا اور اصرار کیا کہ تا وقتیکہ ہم اُسے اپنی بیعت کی دعوت نہیں دیں تم اُسے اچانک قتل نہ کرو۔ اسی اختلاف رائے کی وجہ سے اُن کا تمام منصوبہ بگڑ گیا اس سازش میں ابو جعفر کا ایک خراسانی سپہ سالار فوج بھی اُن کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اسمٰعیل بن جعفر بن محمد الاعرج ابو جعفر کے سامنے آیا اور اُس نے اس سازش کی اُن کو اطلاع دی۔ ابو جعفر نے اُس خراسانی سردار کو گرفتار کرنے کے لیے آدمی بھیجے مگر وہ ہاتھ نہ آیا اُس کے کچھ ساتھی پکڑ لیے گئے اُسکا ایک غلام جسکے پاس تقریباً دو ہزار دینار تھے اور خود وہ سردار بچ کر نکل گئے یہ اُس روپیہ کو لیکر محمد سے جا ملا محمد نے وہ روپیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

ابو ہبار کہتا ہے محمد کے حکم سے میں نے اُس شخص کے لیے اونٹ خریدے اُن کو سفر کے لیئے تیار کیا اور ایک کجاوے میں سوار کر کے میں اُسے مدینہ لیکر چلا اور مدینہ تک اُسے پہنچا دیا جب محمد مدینہ آیا تو اُس نے اُس شخص کو اپنے باپ عبداللہ کے پاس ٹھہرا دیا اور بعد ازاں اُن دونوں کو خراسان کی ایک سمت بھیجا۔ ابو جعفر نے اُس ہبارہ کے آدمیوں کو جنپر اُنکی ریڑھ میں

ہوئی قتل کرادیا۔

محمد بن یحییٰ ابن محمد اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اُس نے کہا کہ میں ایک دن سویرے زیاد بن عبیداللہ سے ملنے گیا اُس زمانہ میں ابوجعفر مدینہ میں تھے زیاد نے مجھ سے کہا آج رات میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا (امیرالمومنین کے مدینہ آنے کی وجہ سے زیاد سرکاری قصر کو چھوڑ کر اپنے مکان واقع محلہ بلاط میں اندنوں سکونت پذیر تھا) رات کے وقت امیرالمومنین کے ہرکارے میرے دروازے پر آئے اور انہوں نے کھٹ کھٹایا اُسوقت سوائے پاجامے کے اور کوئی کپڑا میرے جسم پر نہ تھا میں اُسی کو سنبھالتا ہوا اپنی خوابگاہ سے نکلا میں نے اپنے خدمت گاروں اور خواجہ سراؤں کو جو بیرونی ڈیوڑھی میں سو رہے تھے جاکر بیدار کیا اور اُن کو ہدایت کردی کہ چاہے یہ لوگ اس بیرونی حصۂ مکان کو ڈھا دیں تب بھی تم لوگ ایک بات اُن سے نہ کرنا وہ بہت دیر تک کھٹکھٹانے کے بعد واپس چلے گئے اور پھر پلٹ کر آئے اور اب اُنھوں نے ایک گھڑی انتظار کے بعد گرز نکالے یہ گرز ایسے تھے جو ایک یا دو ہی مرتبہ مدت العمر میں اُن کے پاس رہے ہوں اور اب ان لوہے کے گرزوں سے اُنھوں نے دروازہ پیٹا اور خود چیخنا چلانا شروع کیا اس مرتبہ بھی کسی نے اُن کو جواب نہیں دیا وہ واپس چلے گئے اور ایک گھڑی کے بعد پھر واپس آئے اور اس مرتبہ تو اُنھوں نے ایسا اودھم مچایا کہ اُسپر کسی طرح ضبط نہیں ہوسکتا تھا مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید پورا مکان ہی مجھ پر گر پڑے گا میں نے مجبوراً دروازہ کھولنے کا حکم دیا میں اُن کے پاس گیا اُنھوں نے مجھے فوراً چلنے کا حکم سُنایا بلکہ وہ تو مجھے کندھوں پر لاد کر لے چلے میں اُن کے ہانپنے کی آواز سنتا تھا اسی طرح کشاں کشاں وہ مجھے مروان کے مکان تک لے آئے یہاں سے دو شخصوں نے میرے مونڈھے تھامے اور زمین سے کچھ اوپر تھامے ہوئے لے چلے اسی طرح وہ مجھے قبۂ عظمیٰ کے حجرہ میں لائے یہاں میں نے دیکھا کہ ربیع کھڑا ہوا ہے مجھ سے کہنے لگا زیاد یہ آج رات تم نے اپنے اور ہمارے ساتھ کیا کیا ہے

ربیع نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا قبّہ کے دروازے کا پردہ اُٹھا کر مجھے اندر کر دیا
اور خود دونوں دروازوں کے درمیان میرے پیچھے کھڑا ہو گیا میں نے اندر آ کر دیکھا
کہ قبّہ کے ہر طرف شمع روشن ہیں ایک کونے میں ایک خدمتگار کھڑا ہوا ہے
اور ابو جعفر اپنے تلوار کے گتلے کی گات لگائے ایک فرش پر بیٹھے ہیں جسکے
نیچے نہ گدا ہے اور نہ مصلّیٰ - سر جھکائے ہوئے ایک گرز سے زمین پیٹ
رہے ہیں ربیع نے مجھ سے کہا کہ عشا کی نماز کے بعد سے اب تک یہ اسی حال میں
ہیں، میں اُسی طرح خاموش کھڑا ہوا اذان صبح کا انتظار کرنے لگا کہ شاید اذان صبح
کے بعد یہاں سے رہائی ہو مگر اس سارے عرصہ میں اُنھوں نے ایک
لفظ مجھ سے نہیں کہا بہت دیر کے بعد سر اُٹھا کر مجھے دیکھا اور کہنے لگے
اے فاحشہ کے جنے بتا محمدؐ اور ابراہیم کہاں ہیں اس جملہ کے بعد اُنھوں نے
پھر سر نیچا کر لیا اور اب کے پہلے سے بھی زیادہ دیر تک زمین پر گرز کو پیٹتے
رہے اور دوسری مرتبہ سر اُٹھا کر مجھ سے پوچھا اے فاحشہ زادے محمدؐ اور
ابراہیم کہاں ہیں اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں میں نے
عرض کیا ذرا میری بھی سن لیجئے کہا کہو کیا کہتے ہو میں نے عرض کیا اسکے ذمہ دار
خود آپ ہیں آپ نے اُن کو اپنے سے متنفر کیا ہے جس قاصد کے ہاتھ
آپ نے بنی ہاشم میں روپیہ تقسیم کرنے بھیجا تھا اُس نے قادسیہ پہنچکر ایک
چھری نکالی اور اُسے تیز کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے امیر المومنین نے محمدؐ اور ابراہیم
کو ذبح کرنے بھیجا ہے اس بیان کی مسلسل خبریں اُن کو معلوم ہوئیں اور اس وجہ
سے وہ بھاگ گئے، اِسکے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ دور ہو میں وہاں
سے پلٹ آیا۔

نصر بن قادم بنی محول الحنّاطین کا مولیٰ کہتا ہے کہ جس سال ابو جعفر حج کرنے
گئے عبدویہ اور اُسکی جماعت مکّہ میں تھی عبدویہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ
میں چاہتا ہوں کہ اس بہانے سے صفا اور مروہ کے درمیان ابو جعفر کا کام تمام
کر دوں عبداللہ بن حسن کو یہ بات معلوم ہو گئی اُنھوں نے اُسے منع کیا اور کہا کہ
تم حرم میں ہو یہاں ایسا فعل نہ کرنا، ابو جعفر کا ایک فوجی سردار خالد بن حسّان

تھا جسے ابو العساکر کہتے تھے اور یہ ایک ہزار فوج کا قائد تھا اس نے عبدیہ اور اس کے ساتھیوں سے ساز باز کر لی تھی ابو جعفر نے اس سے دریافت کیا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور عبدویہ اور عطاردی اور تم یہاں کس ارادے سے مقیم ہو اس نے صاف صاف بتا دیا کہ ہم یہ کرنا چاہتے تھے ابو جعفر نے پوچھا پھر تم کیوں اپنے ارادے سے باز رہے اس نے کہا ہمیں عبداللہ بن حسن نے منع کر دیا یہ سنتے ہی اُن کو چکر آ گیا اور تھوڑی دیر تک انہیں کچھ سجھائی نہیں دیا۔

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ عبداللہ کے قید کر دینے کے بعد ابو جعفر نے اس کے دونوں بیٹوں کی گرفتاری کے لیے سعی بلیغ کی شیعوں کی طرف سے محمدؒ کے نام ایک جعلی خط لکھا ایک جاسوس کو دیا اس خط میں گویا شیعوں نے اپنی طاعت اور خروج کے لیے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی مستعدی کا اظہار کیا تھا نیز انھوں نے اس جاسوس کے ساتھ روپیہ اور تحائف بھی کر دئے، یہ شخص مدینہ آ کر عبداللہ بن حسن سے ملا اور اُن سے محمد کا پتہ پوچھا اُس نے کہا وہ جہینہ کے کوہستان میں ہے نیز یہ بھی کہا کہ پہلے تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ ایک نہایت ہی نیک آدمی ہیں وہ اغر کہلائے جاتے ہیں وہ مقام ذی ابر میں سکونت پذیر ہیں وہ تمکو محمدؒ کا پتہ بتا دینگے، یہ شخص علی بن حسن کے پاس آیا اور اسنے محمد تک اسکی رہنمائی کر دی

ابو جعفر کا ایک کاتب سر تھا یہ شیعہ تھا اس نے عبداللہ بن حسن کو اس جاسوس کے اور اسکے بھیجے جانے کی غرض سے مطلع کر دیا اُسکا خط پڑھکر عبداللہ بہت ہراساں ہوا انھوں نے ابو ہبار کو فوراً علی بن حسن اور محمدؒ کے پاس دوڑایا کہ یہ جا کر اُن دونوں کو متنبہ کر دے، ابو ہبار علی کے پاس آیا علی نے کہا میں نے تو اُس شخص کو محمدؒ کے پاس بھیجدیا ہے ابو ہبار کہتا ہے کہ اب میں محمدؒ کے پاس اُن کے مقام پر پہنچا محمدؒ ایک غار میں بیٹھا ہوا تھا اُس کے ساتھ عبداللہ بن عامر الاسلمی، اشجاع کے دونوں بیٹے اور دوسرے لوگ اور وہ جاسوس بیٹھے تھے اُسکی آواز سب سے بلند سنائی دیتی تھی اور وہی اور دوسروں کے مقابلہ میں بہت خوشی کا اظہار کر رہا تھا مگر مجھے دیکھتے ہی

کچھ آثار پریشانی اور اضطراب اس کے چہرہ پہ نمایاں ہوئے میں بھی یاران صحبت
کے ساتھ ہم جلیس ہوا اور تھوڑی دیر تک باتیں کرتا رہا اس کے بعد میں نے
محمدؐ کے کان میں کہا کہ میں تم سے علیحدہ کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ مجلس سے اٹھ آیا
میں بھی اس کے ساتھ اٹھ آیا اور تخلیہ میں میں نے اس شخص کا سارا واقعہ
سنایا محمدؐ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے
میں نے کہا تین باتیں ہیں ان میں سے ایک پہ عمل کرو اس نے کہا اچھا بتاؤ میں
نے کہا مجھے اجازت دو میں اسے قتل کر دیتا ہوں محمدؐ نے کہا میں بغیر مجبوری کسی خون
کا وبال اپنے سر نہیں لینا چاہتا اس نے کہا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا تو
پھر بہتر یہ ہے کہ اسے بھاری بھاری بیڑیاں پہنا کر اپنے ساتھ قید رکھو اور
جہاں تم جاؤ اسے بھی لیجاؤ محمدؐ نے کہا اس خوف و ہراس کی حالت میں ہمیں ایسی
فراغت کہاں نصیب ہے کہ ہم اسطرح اسے ساتھ لیئے پھریں محمدؐ نے کہا اچھا
اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا مناسب یہ ہے کہ اسے مقید کر کے بنی جہینہ
کے اپنے کسی خاص بھروسہ کے آدمی کے پاس چھوڑ دیجئے اس نے کہا ہاں یہ
مناسب ہے ایسا ہی میں کرتا ہوں اب ہم دونوں واپس آئے مگر ابھی اتنا میں وہ شخص
مجھے تاڑ گیا تھا اور بھاگ چکا تھا ہم نے اور لوگوں سے اسے دریافت کیا
انھوں نے کہا کہ اس نے پانی کی چھاگل اٹھائی اس میں سے کچھ پانی گرا دیا اور
پھر اس ٹیکری کے پیچھے طہارت کی غرض سے چلا گیا اب ہم نے اس کی تلاش
میں تمام پہاڑ اور اس کے اطراف کا علاقہ چھان مارا مگر اسکا پتہ نہ پایا معلوم ہوتا
تھا کہ وہ زمین میں سما گیا ہے۔

دوسری طرف وہ جاسوس اپنے پیروں بھاگ کر شاہراہ پر لگ گیا یہاں
اسے کچھ اعرابی مدینہ جاتے ہوئے جنکے ساتھ اونٹوں پہ بار تھا ملے اس نے
انہیں سے ایک سے کہا کہ تم بورے کو خالی کر کے اس میں مجھے بٹھالو اسطرح
میں دوسری جانب کے بورے کے ہم پلہ ہو جاؤں گا اور تم کو اسقدر روپیہ
معاوضہ میں دوں گا اس اعرابی نے یہ بات مان لی اور ایک جانب کا بورا
خالی کر کے اس جاسوس کو اونٹ پر سوار کر کے مدینہ پہنچا دیا، مدینہ سے

وہ شخص ابوجعفر کے پاس آیا انھیں سارا ماجرا سنایا مگر وہ ابو ہبار کے نام اور کنیت کو بھول گیا اور بجائے اُس کے اُس نے وبر کہہ دیا، ابوجعفر نے وبرالمزنی کی تلاش کرائی چنانچہ ایک شخص وبر نامی اُن کے پاس بھیجدیا گیا انھوں نے اُس سے محمد کا قصہ دریافت کیا اور جو جاسوس نے واقعہ بیان کیا تھا اُسکی تصدیق چاہی اُس نے قسم کھا کر کہا کہ میں ان واقعات سے قطعی نابلد ہوں ابوجعفر کے حکم سے سات سو درے اُسکے لگے اور اُسے قید کردیا گیا یہ شخص ابوجعفر کے انتقال تک قید ہی رہا۔

ابوجعفر نے اب محمد کی تلاش میں بیش از بیش سعی شروع کی اور زیاد بن عبیداللہ الحارثی سے مطالبہ کیا کہ جو ذمہ تم نے لیا تھا اُسے پورا کرو، ایک مرتبہ محمد مدینہ آیا زیاد کو اُس کے آنے کی اطلاع ہوئی زیاد اُس کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور اُس نے وعدۂ امان دیکر اُس سے یہ خواہش کی کہ تم میرے ساتھ اہل مدینہ کو اپنا چہرہ دکھا دو محمد نے اُسکا وعدہ کرلیا زیاد صبح اندھیرے سے سوار ہوا اور اُس نے محمد سے وعدہ کیا تھا کہ میں چوک بازار میں ملونگا چنانچہ اُسی مقام پر یہ دونوں ملے محمد اُس وقت بغیر اپنے کو چھپائے کھلم کھلا باہر آیا تھا زیاد نے اُسکے پاس کھڑے ہوکر بازار والوں سے کہا کہ دیکھو یہ محمد بن عبداللہ بن حسن موجود ہے دوسری طرف اُس نے محمد سے کہا کہ اب جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اس کے بعد ہی محمد روپوش ہوگیا اس واقعہ کی متواتر خبریں ابوجعفر کو پہنچیں۔

ایک دن ابراہیم بن عبداللہ زیاد سے ملنے گیا اُس نے کپڑوں کے نیچے زرہ پہن رکھی تھی زیاد نے اُسے چھوکر معلوم کیا اور کہنے لگا اے ابواسحٰق کیا مجھ سے بھی بدگمان ہو بخدا میں تمھارے ساتھ کبھی کوئی برائی نہیں کرونگا۔

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ زیاد سوار ہوکے محمد کو بازار میں لیکر آیا اُسے دیکھتے ہی لوگوں نے مہدی مہدی کے نعرے بلند کیے محمد روپوش ہوگیا اور پھر خروج تک وہ ظاہر نہیں ہوا۔

جب اس واقعہ کی مسلسل خبریں ابوجعفر کو پہونچیں اُنھوں نے ابوالازہر ایک خراسانی کو ایک خط دیکر مدینہ بھیجا اور بھی کئی خط اُسے دئے اور ہدایت کی کہ

تاوقتیکہ وہ مدینہ کے قریب مقام اعوص پر نہ پہنچ جائے وہ اپنے موسومہ خط کو نہ پڑھے
اس نے حسبۂ اعوص پہنچکر اپنا خط پڑھا اسمیں عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ کے
ولایت مدینہ کا عہد مرقوم تھا جو زیاد بن عبیداللہ کے قاضی تھے، زیاد کو
بیڑیاں پہنادی گئیں اُس کی جائداد ضبط کر لی گئی اور جہاں اُس کی کوئی چیز
ملی اُسپر قبضہ کر لیا گیا نیز اُس کے مقرر کردہ عمال کو گرفتار کرکے زیاد کے ساتھ
ابو جعفر کے پاس بھیجدیا گیا۔
ابو الازہر ۲۳۔ جمادی الآخر ۱۴۱ھ ہجری میں مدینہ آیا زیاد اسوقت
سواری میں تھا ابو الازہر نے اُسسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سواری کے لیے
گیا ہے ہر کاروں نے جاکر ابو الازہر کے آنے کی اسے اطلاع دی وہ فوراً
تیزی سے واپس آکر مروان کے مکان میں جلوس پذیر ہوا ابو الازہر نے اُسکے
پاس جاکر ابو جعفر کے خط کا ایک ثلث حصہ حوالے کیا جسمیں اُسے بے چون وچرا
تعمیل ارشاد کا حکم تھا اُس نے بسر وچشم تعمیل کا اقرار کیا اور اُس سے کہا کہ
تم جو چاہو حکم دو ابو الازہر نے کہا کہ عبدالعزیز بن المطلب کو بلا بھیجو اُس کے
آنے کے بعد ابو الازہر نے دوسرا خط عبدالعزیز کو دیا جسمیں ہدایت کی گئی تھی
کہ تم ابو الازہر کی ہدایت پر عمل کرو عبدالعزیز نے بلا پس وپیش اسکے لیے آمادگی
ظاہر کی اسکے بعد اُس نے تیسرا خط زیاد کے حوالے کیا جسمیں اُسے عبدالعزیز کو
اپنی خدمت کا جائزہ دینے کا حکم دیا گیا تھا اور اب اُس نے عبدالعزیز کو
اُنکا فرمان تقرر دیا اور حکم دیا کہ تم ابو یحییٰ کی مشکیں بند ہوا دو چنانچہ زیاد کو پابزنجیر
کرکے اُس کے مال ومتاع کو ضبط کر لیا گیا، سرکاری خزانہ میں پچاسی ہزار
دینار ملے اُس کے تمام عامل بھی بلا استثناء گرفتار کرکے اُس کے ساتھ پابجولاں
ابو جعفر کے پاس بھیجدیئے گیے جب یہ مدینہ کی گلیوں سے گذرے تو اُسکے
دوسرے ماتحت اہلکاروں اور عہدیداروں نے کھڑے ہوکر اسے سلام کیا
اُن کے اظہار رنج وہمدردی سے زیاد اسقدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ میرا باپ تم
پر سے قربان ہو اگر ابو جعفر تمکو اسطرح مجھے سلام کرتے دیکھ لیں تو پھر مجھے اسکی
کچھ پروا نہ رہے کہ میرا کیا حشر ہوگا۔

علی بن عبد الحمید کہتا ہے کہ ہم لوگ زیاد کی مشایعت کے لیے ساتھ چلے ایک رات میں اُسکے محمل کے نیچے چل رہا تھا کہ اُس نے مجھ سے کہا کہ سوائے اس کے کہ عبد اللہ کے بیٹوں کا معاملہ ہو اور یہ کہ میں نے بنی فاطمہ کے خون کو بہت عزیز رکھا اور اس کے بچانے سے پہلو تہی کی مجھے اپنا اور کوئی قصور نظر نہیں آتا جو میں نے امیر المومنین کے خلاف کیا ہو۔ جب یہ جماعت شقرہ پہنچی تو اُن میں سے محمد بن عبد العزیز فرار ہو کر مدینہ چلا آیا باقی اور لوگوں کو ابو جعفر نے قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد پھر رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے۔ کہ ابو جعفر نے سہوت اور ابن ابی عاصیہ کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا سہوت وہ شخص ہے جس نے زیاد کو گرفتار کیا تھا اُسوقت زیاد نے یہ شعر پڑھا

أكلّفُ ذنبَ قومٍ لستُ منهم　　وما جنت الشمال على اليمين

(ترجمہ) میں اُن لوگوں کے قصور میں پکڑا جا رہا ہوں جن سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس قضیہ کی صورت یہ ہے کہ بائیں ہاتھ نے داہنے کے خلاف کارروائی کی ہے۔

عمران بن ابی فردہ راوی ہے کہ میں اور شیبانی ابو جعفر کا ایک فوجی سردار زیاد بن عبید اللہ کے پاس تھے جس زمانے میں ابو جعفر نے ابو الازہر کو بنی حسن کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا ہم اُسکے پاس اکثر جاتے تھے ایک دن میں ابو الازہر کے ہمراہ جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص آکر اُس سے چمٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں محمد اور ابراہیم کے بارے میں ایک مفید بات کہنا چاہتا ہوں ابو الازہر نے کہا دور ہو اُس نے کہا اس میں امیر المومنین کی بھلائی ہے ابو الازہر نے کہا دور ہو اب کیا ہو سکتا ہے جب کہ اس قضیہ میں ایک خلق کثیر کام آچکی ہے مگر وہ شخص برابر لپٹا رہا اور اُس نے پلٹ جانے سے انکار کر دیا ابو الازہر نے بھی اُس سے تعارض کرنا چھوڑ دیا اور جب ذرا ویران راستہ آیا ابو الازہر نے اپنی تلوار سے اُسکے پیٹ میں اس زور سے ایک ٹھونسا دیا کہ وہ ایک سمت کو جا پڑا۔

زیاد کے بعد ابو جعفر نے محمدؒ بن خالد کو مدینہ کا والی مقرر کر دیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ محمدؒ کی تلاش میں سعی بلیغ کرے اور یہ بھی اجازت دیدی کہ اس کام کے لیے جسقدر روپیہ چاہے صرف کرے یہ مسلسل منزلیں طے کر کے غرۂ ماہِ رجب ۱۴۱ھ ہجری کو مدینہ آیا اُس کے مدینہ آنے کی اہل مدینہ کو اسوقت تک کوئی اطلاع ہی نہ تھی جب تک کہ اُس کے قاصد نے شقرہ سے آکر جو مقام عوص اور طرف کے درمیان مدینہ سے صرف دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے اُس کے والی ہو کر آنے کی مدینہ والوں کی اطلاع نہ دی اسے بیت المال میں ستر ہزار دینار اور دس لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کثیر کو محمدؒ کی تلاش کی مد میں صرف کر دیا اور جو حسابات دار الخلافہ کو بھیجے اُنھیں اکثر خرچ اسی مد میں بتایا گیا مگر اسقدر خرچ کثیر کے بعد بھی جب محمدؒ کی گرفتاری میں کامیابی نہیں ہوئی تو اب ابو جعفر نے اُسے بلا وجہ کی تعویق خیال کیا اور اس رقم کیوجہ سے وہ محمدؒ بن خالد کی طرف سے مشتبہ ہو گئے ابو جعفر نے اُسے مدینہ کی پوری خانہ تلاشی لینے کا حکم دیا محمدؒ بن خالد نے اپنے اہل عملہ کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص سے معاملہ کرو جو محمدؒ کا پتہ چلا دے اُنھوں نے رباع العاضری مصری سے معاملہ کیا یہ ایک ہزار دینار پر لوگوں سے اہم کاموں کے لیے معاملہ کرتا تھا مگر یہ ساری رقم بھی برباد گئی اور کوئی پتہ نہ چلا اب سرکاری عہدیداروں نے تمام مدینہ کی خانہ تلاشی کی ٹھانی قسری نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ سات روز تک اپنے گھروں سے قدم باہر نہ نکالیں اس اثناء میں اُس کے ہرکارے اور سپاہی گھر گھر کی خانہ تلاشی کرتے پھرے مگر کوئی پتہ محمدؒ کا نہ چلا اس ڈر سے کہ خود اُس کے عہدیداروں کو دوسرا فریق رشوت دیکر اپنے ساتھ نہ ملا لے قسری نے اپنے تمام عہدیداروں کو چیک لکھکر دیئے تھے مگر جب اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی اور ابو جعفر کو اسقدر رقم کا خرچ محسوس ہوا اُنھوں نے محمدؒ بن خالد القسری کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔

ابن ضبہ راوی ہے کہ محمدؒ اور ابراہیم کے معاملے کو ابو جعفر بہت ہی اہم

خیال کرنے لگے اُنھوں نے ابو السعلاء قیس عیلان کے ایک شخص کو بُلا کر اُس سے ان دونوں کے معاملہ میں مشورہ چاہا اور اُن کی طرف سے اپنی فکر و پریشانی کا اظہار کیا اُس نے کہا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لیے آپ زبیر یا طلحہ کی اولاد میں سے کسی شخص کو متعین کیجئے وہ بھلاوہ دیکر ان دونوں کی تلاش کرے گا اور میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اُن دونوں کو تمھارے پاس لے آئے گا اُنھوں نے کہا تمھاری رائے تو صائب ہے خود میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی مگر میں اللہ سے عہد کر چکا ہوں کہ اپنے اور اُن کے مشترکہ دشمن کو اپنے خاندان والوں پر متعین نہ کروں گا البتہ میں عرب کے ایک مشہور ڈاکو کو اس کام پر مقرر کرتا ہوں اور وہ اسکو سرانجام کرے گا۔

موسیٰ بن عبد العزیز بیان کرتا ہے کہ جب ابو جعفر نے محمد بن خالد کو ولایت مدینہ سے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا وہ ایک دن سواری کے لئے چلے اپنے مکان سے نکلے تھے کہ یزید بن اُسید السلمی نظر آیا ابو جعفر نے اُسے بلایا اور وہ بھی ان کے ساتھ ہولیا پھر اُس نے کہا تم مجھے قیس کا کوئی ایسا غریب بہادر آدمی بتاؤ کہ میں اُسے دولت مند بنا دوں اُسکا مرتبہ بلند کروں اور یمنی عربوں کے سردار یعنے ابن القسری کو اُس کے حوالے کر دوں تاکہ وہ جسطرح چاہے اُسکے ساتھ سلوک کرے یزید نے کہا مناسب ہے ایک شخص میرے پیش نظر ہے ابو جعفر نے پوچھا کون، اُس نے کہا ریاح بن عثمان بن حیان المری ابو جعفر نے کہا اچھا اب کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔
سواری سے واپس آکر اُنھوں نے بہت تیز رو اونٹنیاں اُن کا زین سامان اور کجاوے منگوائے اور اب اُن کو سفر کے لیے تیار کیا گیا۔ عشاء کی نماز پڑھکر جب واپس آئے ریاح کو بُلایا اُس سے عبد اللہ کے بیٹوں کے معاملہ میں زیاد اور قسری کی سہل انگاری اور بددیانتی کی شکایت کی اور اُسکو مدینہ کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسیوقت اپنے گھر جانے سے پہلے ہی اپنے مستقر حکومت کو چلے جاؤ اور مدینہ جاکر اُن دونوں کی تلاش میں پوری

۱۴۴ھ ۲۳ رمضان

جدوجہد کام میں لاؤ، ریاح پے در پے منزلیں طے کرتا ہوا ۲۳ رمضان کو جمعہ کے دن مدینہ پہنچگیا،

ربیع کہتا ہے کہ جب ان دونوں بھائیوں کے معاملہ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابوجعفر اُنکی وجہ سے سخت متردد و پریشان رہنے لگے اُس زمانہ میں ایک دن میں اُن کے پاس سے باہر آیا تھا یا اپنے گھر سے اُن کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا تھا کہ ایک شخص پر میری نظر پڑی اُسنے میرے قریب آکر کہا کہ میں ریاح بن عثمان کا قاصد ہوں اور آپکی خدمت میں بھیجا گیا ہوں اُنھوں نے آپکو یہ پیام دیا ہے کہ اُسے محمدؔ اور ابراہیم کی ساری کیفیت کا علم ہے اور اُن کے معاملہ میں والیوں نے مداہنت سے کام لیا ہے اگر امیر المومنین مجھے مدینہ کا والی بنادیں تو میں یہ ذمہ لیتا ہوں کہ اُن کو پکڑ لونگا اور ساتھ لے آؤں گا میں نے امیر المومنین سے جاکر یہ بات کہدی اُنھوں نے اسی وقت اُسکی ولایت کا فرمان لکھدیا وہاں اور کوئی شخص اُسوقت موجود نہ تھا۔

موسیٰ بن عبد العزیز بیان کرتا ہے کہ ریاح مروان کے محل میں پہنچکر جب اُس کے چبوترے کے پاس آیا تو اپنے بعض ہمراہیوں سے کہنے لگا کیا یہی مروان کا محل ہے اُنھوں نے کہا جی ہاں کہنے لگا یہ بھی عجیب محلسرا ہے کہ آج ایک یہاں آکر اُترتا ہے اور دوسرے دن یہاں سے کوچ کرجاتا ہے ہم خود سب سے پہلے یہاں سے کوچ کرنے والوں میں ہوں گے۔

زہیر بن المنذر عبد الرحمن بن العوام کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ریاح کے ساتھ اس کا ایک دربان ابوالبختری نام بھی مدینہ آیا چونکہ یہ ولید بن یزید کے زمانے میں میرے باپ کا دوست تھا اس تعلق کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاتا تھا ایک دن اُس نے مجھسے کہا کہ ریاح نے مروان کے قصر میں فروکش ہونے کے بعد مجھ سے کہا تھا کہ بخدا یہ محلسرا بھی عجیب ہے کہ اُدھر یہاں کوئی آکر فروکش ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ میں کوچ کرگیا عبد اللہ اسی قصر کی ایک کوٹھڑی میں

اُس راستے پر جو مقصورہ کو جاتا ہے قید تھا جہاں اسے زیاد نے قید کر رکھا تھا تو جب اور لوگ اُس سے ملاقات کر کے چلے گئے تو ریاح نے مجھ سے کہا کہ تم میرا ہاتھ پکڑو اور ہم اس معزز بزرگ سے ملنے چلیں چنانچہ وہ مجھ پر سہارا دئے ہوئے عبداللہ بن حسن کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے شیخ امیر المومنین نے مجھے کسی قرابت کی وجہ سے یا کسی ایسے احسان کی وجہ سے جو ان کے ساتھ کیا ہو مجھے اس خدمت پر مامور نہیں کیا ہے بخدا تم اسطرح مجھے اس معاملہ میں بے وقوف نہ بنا سکو گے جیسا کہ تم زیاد اور قسری کے ساتھ کرتے آئے ہو یا تو اپنے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو حاضر کر دو ورنہ میں تمہاری جان نکال لونگا" اسپر اویس نے سر اٹھایا اور کہنے لگا ہاں ٹھیک ہے تو ہی وہ ذلیل نیلگوں چشم قیسی ہے جو اس قضیہ میں بکری کی طرح ذبح کر دیا جائے گا۔ ابوالبختری کہتا تھا کہ اب ہم واپس آئے عبداللہ کے کہنے کا اُسپر یہ اثر ہوا کہ اُسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا مجھے اُسکی سردی محسوس ہو رہی تھی اور اُس کے دونوں پاؤں لڑکھڑا رہے تھے میں نے اُس سے کہا کہ آپ اُسکی بات پر التفات نہ کیجیے یہ غیب سے واقف نہیں کہنے لگا یہ کیا کہتے ہو اُس نے جو کچھ اسوقت کہا ہے یہ ضرور اپنے بزرگوں سے سنکر کہا ہے، راوی کہتا ہے کہ یہ شخص واقعی بکری کی طرح اس فتنہ میں ذبح کر دیا گیا۔

ریاح نے مدینہ آکر قسری کو طلب کیا اور اُس سے سرکاری روپیہ کا حساب مانگا اُس نے کہا میرا یہ منشی موجود ہے یہ مجھسے زیادہ روپیہ کے حساب سے واقف ہے اُس نے کہا میں تم سے پوچھتا ہوں تم اپنے منشی پر ٹالتے ہو اُس کے بعد ریاح کے حکم سے اُس کی گردن دبائی گئی اور اُسپر بے شمار کوڑے پڑے پھر اُس نے اُس کے منشی رزام کو جو اُسکا مولیٰ بھی تھا گرفتار کیا اُسپر سخت مار پڑنے لگی صورت یہ تھی کہ ایک دن آڑ اُس کے ہاتھ گردن پر باندھ دئے جاتے تھے اور سویرے سے شام تک پندرہ کوڑے لگوائے جاتے نیز اُسے

مسجد نبوی کے صحن اور شہر کے چوک میں پھرا کر کوڑے لگائے جاتے اُس سے کہا گیا کہ تو ابن خالد کے خلاف مواد دیدے مگر اس سے اُس نے قطعی انکار کردیا ایک دن اُسے عمر بن عبداللہ الجذامی نائب کوتوال نے باہر نکالا اور کوڑے مارنا چاہے مگر دیکھا کہ اُس کے دونوں پیروں سے لیکر کانوں تک زخم ہی زخم ہے عمر نے اُس سے کہا کہ آج تمہارے پٹنے کی باری ہے بتاؤ کہاں کوڑے لگائیں وہ کہنے لگا بجز اکف دست کے علاوہ میرے تمام جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں رہی جہاں تم کوڑے لگا سکو کیونکہ ہر حصّہ زخمی ہے اگر چاہتے ہو تو یہ ہتھیلیاں موجود ہیں انپر کوڑے لگا تو اُس نے اپنی ہتھیلیاں سامنے کردیں اور انپر پندرہ کوڑے لگائے گئے۔

ریاح کے آدمی برابر اس شخص کے پاس آتے اور اُسے پھسلاتے رہے کہ وہ کسی طرح سے ابن خالد کے خلاف مواد دیدے تو پھر اُسے چھوڑ دیا جا اُس نے ریاح سے کہلا بھیجا کہ تم مجھے پٹوانا چھوڑ دو میں ایک تحریر لکھتا ہوں ریاح نے مار کی ممانعت کردی اور پھر اُس سے اصرار کیا اور کہا کہ آج شام تم وہ تحریر لیکر سب لوگوں کے سامنے مجھے دو شام کے وقت ریاح نے پھر اپنا آدمی اُس کے پاس بھیجا اور اسے بلایا رزام اُس کے پاس آگیا اُس وقت بہت سے لوگ ریاح کے پاس بیٹھے تھے اُس نے کہا اے لوگو تم گواہ رہو کہ امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک تحریر لکھکر دوں جس میں ابن خالد کو ملزم ثابت کروں میں نے اس قسم کی ایک تحریر لکھدی ہے اور اُس میں ابن خالد پر الزام عاید کیا ہے مگر میں اب تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ ریاح نے حکم دیا کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں چنانچہ اب سو کوڑے اُسے مارے گئے اور پھر اُسے جیل میں بھیجدیا گیا۔

عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی راوی ہے کہ جب اللہ نے حضرت آدمؑ کو جنت سے اتار کر جبل ابو قبیس پر کھڑا کیا تو تمام سطح زمین ان کے سامنے آیا اللہ نے فرمایا یہ ساری زمین تمہارے لیے ہے آدمؑ نے کہا اے

میرے پروردگار میں کیونکر جان سکوں گا کہ اِس زمین میں کیا ہے اللہ نے اُن کے لیے ستارے ظاہر کیے اور کہا کہ جب تمکو یہ ستارہ نظر آئے تم سمجھ لینا کہ یہ اور یہ واقعات ہوں گے اور جب فلاں ستارہ دیکھنا تو سمجھ لینا کہ اب فلاں واقعہ پیش آئے گا چنانچہ حضرت آدمؑ تمام واقعات زمین ستاروں کے ذریعہ معلوم کرتے تھے اِس کے بعد یہ طریقہ بھی آپ کے لئے مشکل ہو گیا تو اللہ نے آسمان سے ایک آئینہ نازل فرمایا جس میں وہ تمام روئے زمین کے واقعات دیکھ لیتے تھے اُن کے انتقال کے بعد قفطس شیطان نے اُس آئینہ پر قبضہ کر کے اُسے توڑ ڈالا اور اُسپر سرزمین مشرق میں ایک شہر جابرت نام بسایا حضرت سلیمانؑ نے جب اُس آئینہ کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ وہ قفطس لے گیا آپ نے اُسے بُلا کر اُس آئینہ کو پوچھا اُس نے کہا کہ وہ شہر جابرت کی بنیادوں میں موجود ہے آپ نے اُس سے کہا کہ وہ لیکر آ اُس نے کہا مگر اُن بنیادوں کو کون منہدم کر سکے گا لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ اُس شیطان سے کہیے کہ تو ہی یہ کام بھی کر چنانچہ وہ شیطان اُس آئینہ کو حضرت سلیمان کے پاس لے آیا حضرت سلیمانؑ نے اُس کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اُسکے چاروں طرف تسمے باندھے اب وہ تمام جہان کی سیر اس میں کرنے لگے آپ کے انتقال کے بعد بہت سے شیاطین اُس پر ٹوٹ پڑے اور اُسے لیگئے اُس کا ایک ٹکڑا بچ گیا تھا جو بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا ہوا قبیلۂ جالوت کے سردار کے پاس آیا وہ اُسے مروان بن محمد کے پاس لایا اُس نے اُسے رگڑ کر ایک دوسرے آئینہ پر چڑھا کر جب دیکھا تو اُس میں اُسے اپنے متعلق خلاف منشا واقعات نظر آئے مروان نے اُسے پھینکدیا اور بنی جالوت کے سردار کو قتل کرا دیا اور وہ آئینہ اپنی ایک جاریہ کو دیدیا اُس نے اُسے ایک تھیلی میں بند کر کے کوٹھری میں مقفل کر دیا۔ ابو جعفر نے خلیفہ ہونے کے بعد اُسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فلاں عورت کے پاس موجود ہے چنانچہ اُس کی تلاش ہوئی اور منگایا ابو جعفر بھی یہ کرتے تھے کہ اُسے رگڑ کر اور صاف کر کے ایک دوسرے آئینہ پر رکھتے تھے اور اُس میں تمام زمین کی سیر کر لیتے تھے اسی میں اُنھوں نے محمد بن عبداللہ

کو دیکھا اور ریاح کو لکھا کہ محمدؐ ایسے علاقے میں ہے جہاں لیموں اور عناب کثرت سے پیدا ہوتے ہیں وہاں اُسکی تلاش کرو۔ مگر چونکہ ابو جعفر کے کسی خاص آدمی نے محمدؐ کو یہ بات لکھدی تھی کہ تم ایک مقام میں صرف اتنے دن قیام کرنا جتنے دن میں ڈاک عراق سے مدینہ پہنچ جاتی ہے اُس کے بعد وہ مقام چھوڑ دینا چنانچہ وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا اسی اثناء میں ابو جعفر نے ایک مرتبہ اسے کوہ بیضا میں دیکھا جو جھاڑی سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر ہے اور سب پہاڑوں سے زیادہ طویل ہے ابو جعفر نے ریاح کو اطلاع دی کہ محمدؐ آج کل ایسے علاقے میں ہے جہاں پہاڑ اور انہار کثرت سے ہیں ریاح نے ایسے مقام پر بھی اوسے ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ پھر ایک مرتبہ انھوں نے ریاح کو لکھا کو اب وہ ایسے پہاڑ میں ہے جہاں مونگ اور ساگ کول ہوتا ہے ریاح نے پڑھکر کہا کہ یہ تو کوہ رضوی ہے چنانچہ اب اُس نے یہاں محمدؐ کو ڈھونڈا مگر نہ پایا۔

ابو صفوان نصر بن قدید بن نصر بن سیار کہتا ہے کہ ابو جعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھکر وہ اپنے دوست یا دشمن کو سمجھ جاتے تھے۔

حارث بن اسحٰق راوی ہے۔ ریاح نے محمدؐ کی تلاش میں اب اور بھی زیادہ کوشش شروع کی اسے معلوم ہوا کہ محمدؐ کوہستان جہینہ کے جبل رضوی کی کسی گھاٹی میں ہے یہ مقام ینبع کے علاقہ میں واقع ہے ریاح نے عمرو بن عثمان بن مالک الجہنی (از بنی خثعم) کو اس مقام کا عامل مقرر کیا اور محمدؐ کی تلاش کی ہدایت کی اُسے معلوم ہوا کہ وہ کوہ رضوی کی ایک گھاٹی میں موجود ہے یہ رسالہ اور پیدل سپاہ لیکر اُس کی تلاش میں چلا محمدؐ کو اُس کے آنے کی اطلاع ہو گئی وہ تو بڑی سرعت سے نکل بھاگا مگر اُس کا ایک بالکل کمسن بچہ جو اُسی حالت خوف و ہراس میں پیدا ہوا تھا اور جسے اُسکی ایک چھوکری لیے ہوئی تھی پہاڑ پر سے گر پڑا اور پاش پاش ہو گیا عمرو بن عثمان بے نیل مرام پلٹ آیا۔ وہ بچہ گر کر مر گیا جب اُس کی اطلاع محمدؐ کو ہوئی اُسے اسکا سخت صدمہ ہوا۔

خود محمدؐ سے یہ روایت مذکور ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں جبل رضوی میں چھپا ہوا تھا اُسوقت میرے ساتھ میری ایک ام ولد لونڈی ساتھ تھی

میرا ایک شیر خوار بچہ اُس کے پاس تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی اتنے میں اچانک اہل مدینہ کے مولی ابن تیسوطی نے اس پہاڑ میں مجھے آگھیرا میں تو بھاگ کر بچ گیا میری جاریہ بھی بھاگی وہ بچہ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پاش پاش ہو گیا۔

اس بیان کا ناقل عبید اللہ کہتا ہے کہ ظہور کے بعد جب ابن سیوطی محمدؐ کے سامنے پیش کیا گیا تو محمدؐ نے اُس سے پوچھا تمکو اُس شیر خوار بچہ کا واقعہ یاد ہے اُس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں محمدؐ نے اُسے قید کر دیا اور یہ محمدؐ کے قتل ہونے تک قید رہا۔

خود محمدؐ سے روایت ہے کہ میں وادی حرّہ میں تھا کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتا تھا اور کبھی وادی میں اوتر آتا تھا اتنے میں ریاح رسالہ لیکر آپہنچا میں ایک کنوئیں کی طرف مڑ گیا اور اُس کے دونوں ڈھاووں کے درمیان ٹھہر کر پانی پینے لگا یہ دیکھکر ریاح نے میرا تعاقب چھوڑ دیا اللہ اس کا برا کرے یہ اعرابی اپنے اخلاق میں کسقدر وسیع ظرف تھا۔

عثمان بن مالک کہتا ہے کہ ریاح نے سعد آتشؓ کو پکڑ نکل جانے دیا محمدؐ نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے مسجد الفتح لیچلو وہاں ہم اللہ سے دعا مانگیں گے، میں صبح کی نماز پڑھکر محمدؐ کے پاس آیا اور اب ہم دونوں چلے اُسوقت محمدؐ نے ایک موٹی قمیض پہن رکھی تھی اور ایک چھپی ہوئی قرقبی چادر اوڑھے ہوئے تھا جب ہم اُس کی قیام گاہ سے نکلکر مسجد کے قریب آئے میں نے مڑکر دیکھا تو مجھے ریاح سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ آتا ہوا نظر آیا میں نے اُس سے کہا غضب ہو گیا ریاح آرہا ہے محمدؐ نے بے پروائی سے مجھ سے کہا کہ چلے چلو میں آگے تو بڑھا مگر خوف کی وجہ سے میرے پاؤں بھی کام نہ دیتے تھے خود محمدؐ راستے سے ہٹ کر اور اس سے پشت پھیر کر بیٹھ گیا اور اپنی چادر کا انچل اپنے مُنہ پر ڈال لیا یہ جسیم تھا جب ریاح اُس کے برابر آیا تو اُس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عورت ہے جو ہمیں دیکھکر شرما گئی ہے اور اس نے گھونگٹ کر لیا ہے میں آفتاب کے طلوع ہونے تک چلتا رہا ریاح آیا اور اُس نے مسجد پر چڑھکر دو رکعت نماز

پڑھی پھر بطحان کی سمت سے واپس چلا گیا اسکے بعد محمدؐ مسجد میں آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا کی۔

اپنے ظاہر ہونے تک محمدؐ برابر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا۔ جب اس پر قابو پانے میں منصور کو اسقدر دیر لگی تو وہ چڑ گیا عبداللہ بن حسن اس کی قید میں تھا اسوقت عبدالعزیز بن سعید نے ابو جعفر سے کہا کہ ایک طرف تو آپ محمدؐ اور ابراہیم کے پکڑنے کی فکر میں ہیں اور دوسری طرف ابنائے حسن آزاد پھر رہے ہیں حالانکہ بخدا ان کے ہر شخص کا رعب لوگوں کے قلوب میں شیر سے بھی زیادہ ہے عبدالعزیز کی یہی بات ان سب کی گرفتاری کا باعث ہوئی ابو جعفر نے اس کے بعد عبدالعزیز سے بلا کر پوچھا تمکو کس نے یہ بات سمجھائی تھی اس نے کہا فلیح بن سلیمان نے چنانچہ عبدالعزیز بن سعید کے مرنے کے بعد جو ابو جعفر کا جاسوس اور حاکم صدقات تھا انھوں نے فلیح بن سلیمان کو اس کی جگہ مقرر کر دیا ابو جعفر نے بنی حسن کی گرفتاری کا حکم دیدیا ابو جعفر نے ریاح کو حکم دیا کہ تم تمام بنی حسن کو گرفتار کر لو اور اس غرض کے لیے انھوں نے ابو الازہر المھری کو مدینہ بھیجا انھوں نے اس سے پہلے ہی عبداللہ بن حسن کو قید کر دیا تھا اور وہ تین سال تک قید رہا حسن بن حسن نے عبداللہ کے غم میں خضاب لگانا ترک کر دیا تھا اور اسپر ابو جعفر کہتے تھے کہ اس ماتمی شکل بنانے سے کیا فائدہ ہوگا۔

ریاح نے حسن بن حسن کے بیٹوں ابراہیم اور حسن کو، حسن بن جعفر بن حسن بن حسن کو، داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ کو، ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹوں محمدؐ۔ اسمٰعیل اور اسحٰق کو اور عباس بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو گرفتار کر لیا آخر الذکر اس کے گھر کے دروازے ہی پر گرفتار کیا گیا تو اسکی ماں عایشہ بنت طلحہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے اسے چھوڑ دو میں اسے لپٹا کر پیار کر لوں سرکاری عہدہ دار دل نے اس سے انکار کر دیا اور کہا تم زندہ نہ رہو گی، نیز انھوں نے علی بن حسن بن حسن العابد کو گرفتار کر لیا۔ ابو جعفر نے ان کے ساتھ علی کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن

کو بھی قید کر دیا۔

اب ریاح نے اہل مدینہ اور عبداللہ کے بیٹوں محمدؐ اور ابراہیم کو علی الاعلان گالیاں دینا شروع کیں ایک دن منبر پر کہا کہ یہ دونوں فاسق نقض بیعت کرنے فتنۂ جنگ برپا کرنے والے مفسد ہیں پھر ابو عبیدہ کی پوتی انکی ماں کا نام لیا اور اسے گالیاں دیں اسے سنکر سب لوگوں نے اظہار تعجب و حیرت کے لیے سبحان اللہ کہا اور اس کے کہے کو سخت برا سمجھا اس پر اس نے انھیں مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے ان کو گالیاں دینے کی تمام ذمہ داری تم پر عاید ہوتی ہے تم نے ہمکو اس کے لیے مجبور کر دیا۔ اللہ تم کو ذلیل وخوار کر دے میں اب تمہارے خلیفہ کو تمہاری منافقت اور مکاری کی شکایت لکھتا ہوں اس پر تمام لوگوں نے کہا اے اس شخص کے بیٹے جس پر حد شرعی جاری ہوئی ہے ہم تیری بات نہیں سنتے اور اب سب لوگ کنکر اٹھا کر اس پر جھپٹے مگر یہ فوراً جھپٹ کر بھاگا اور قصر مروان میں گھس گیا اس نے اس کا پھاٹک بند کر لیا تمام لوگ مسجد سے نکل کر اسکے مقابل صف بستہ ہوئے اس پر پتھر پھینکے اور خوب گالیاں دیں مگر پھر چھوڑ کر چلے گئے

مذکورۂ بالا بنی حسن کے ساتھ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بھی قید کر دیا گیا اسی طرح علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بھی مصر سے آنے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ محمدؐ نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا، والی مصر کو اسکا پتہ چل گیا علی اچانک اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا اس نے اسے گرفتار کر کے ابو جعفر کے پاس بھیجدیا اس نے ابو جعفر سے اپنے مجرمانہ ارادے کا اقرار کیا اور اپنے باپ کے طرفداروں کا نام بتا دیا جن لوگوں کے نام اس نے ابو جعفر کو بتائے تھے اس میں عبدالرحمان بن ابی الموالی اور ابو حنین بھی تھے ابو جعفر نے ان دونوں کو قید کرا دیا اور سو درے ابو حنین کو لگوائے۔

ایک مرتبہ حسن بن حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن کے پاس آیا وہ اونٹ اپنے اونٹوں کو چارہ کھلا رہا تھا حسن اس سے کہنے لگا کہ عبداللہ تو قید میں ہے اور تم یہاں اونٹ چرا رہے ہو اے غلام اس کی رسی کھولدو غلام نے

انکو چھوڑ دیا پھر اُسنے انھیں واپس لانیکے لئے آواز بھی دی مگر ان اونٹوں میں سے ایک بھی ہاتھ نہ آیا۔
علی بن عبداللہ بن محمدؐ بن عمر بن علی بیان کرتا ہے کہ ہم مقصورہ میں ریاح کے دروازے پر حاضر ہوئے نقیب نے آکر کہا کہ بنی حسین میں سے جو لوگ یہاں ہوں وہ اندر آئیں میرے چچا عمر بن محمدؐ نے مجھسے کہا کہ ذرا اندر جاکر دیکھو کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ باب مقصورہ سے اندر گئے اور باب مروان سے باہر چلے آئے، اُن کے بعد نقیب نے کہا کہ جو بنی حسن یہاں ہوں اب وہ اندر آئیں یہ بھی باب المقصورہ سے داخل ہوئے اور دوسری طرف باب مروان سے لوہار اندر گئے پھر بیڑیاں طلب ہوئیں،
عیسیٰ کا باپ راوی ہے کہ ریاح کا یہ دستور تھا کہ وہ صبح کی نماز پڑھکر مجھے اور قدامہ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجتا تھا اور ہم لوگ کچھ دیر باتیں کرلیتے تھے ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا تھا اور جب روشنی اچھی طرح پھیل گئی کہ ہم ایک دوسرے کی شکل پہچان سکتے اس وقت ایک شخص توے سے منہ چھپائے سامنے آیا ریاح نے اُسے خوش آمدید کہا اور کہا آپ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں اوس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی میرے خاندان والوں کے ساتھ قید کر دیجیے اب معلوم ہوا کہ یہ علی بن حسن بن حسن بن حسن ہے۔ ریاح کہنے لگا میں یہ بات امیر المومنین تک پہنچادوں گا اور وہ اس بات پر ضرور تمھارا لحاظ کریں گے، اس نے اُسے بھی قید کر دیا۔
سعید بن ناشرہ، جعفر بن سلیمان کا مولیٰ راوی ہے کہ محمدؐ نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا یہ وہیں گرفتار کرلیا گیا اور ابوجعفر کی قید ہی میں اُسکا انتقال ہوا۔
موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب ہم سب قید کر دئے گئے تو جیل خانہ میں گنجائش نہ رہی اور ہمیں تکلیف ہونے لگی اسپر میرے باپ عبداللہ بن حسن نے ریاح سے کہا آپ اجازت دیں تو میں ایک مکان خرید لیتا ہوں اور اسی میں آپ ہمیں قید کر دیجیے۔ ریاح نے اُسے منظور کرلیا میرے باپ نے ایک مکان خرید لیا اور ہم سب اُسی میں منتقل کر دئے گئے جب قید بہت طویل ہو گئی تو محمدؐ اپنی ماں ہند کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے

اپنے باپ اور چچاؤں کو ایسی تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں رکھدوں شاید اسی طرح انھیں رہائی نصیب ہو۔

اُن کی ماں نے یہ کہا کہ اپنی حیثیت بدل کر پرانے چیتھڑے گدڑے پہن کر پیام رساں کی طرح جیل آئی، اُسے اندر آنے کی اجازت دی گئی میرے باپ نے اُسے دیکھ کر پہچان لیا اور خود اُٹھکر اُس کے پاس گئے اُس نے محمدؐ کا قصہ کہا انھوں نے کہا اُسے منع کر دو کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے ہم اپنی حالت پر صابر ہیں اور اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس میں ہمارے لئے بھلائی کریگا تم جاکر اُس سے کہدو کہ وہ اپنی حکومت کے لیے دعوت دے اور اس میں پوری کوشش کرے ہمارے مصائب کی کشاد اللہ کے ہاتھ میں ہے، اُن کی ماں نے واپس جاکر ساری گفتگو محمدؐ سے بیان کر دی اب محمدؐ اپنے ارادے پر پوری طرح جم گئے۔

اس سال حسن بن حسن بن علی کے بیٹوں پوتوں کو مدینہ سے عراق بھیجدیا گیا، اس واقعہ کی تفصیل اور اُسکے اسباب حسب ذیل ہیں۔

حضرت حسن کی اولاد مدینہ سے عراق منتقل کیجاتی ہے

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ابوجعفر حج کرنے گئے انھوں نے محمدؐ بن عمران بن ابراہیم بن محمدؐ بن طلحہ اور مالک بن انس کو ہمارے اعزا کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ آپ عبداللہ کے بیٹوں محمدؐ اور ابراہیم کو میرے حوالے کر دیں، یہ دونوں آدمی ہمارے پاس آئے اُسوقت میرے باپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اُن دونوں نے وہ پیام پہنچا دیا اسے سنکر حسن بن حسن نے کہا کہ یہ اُس بدبخت کے بیٹوں کی حرکت ہے بخدا نہ ہماری یہ رائے ہے نہ ہمارے کنبہ کا ایسا خیال ہے اور نہ اس میں ہمیں کچھ دخل ہے اس پر ابراہیم نے حسن کو خطاب کیا کہ آپ اُن کے بیٹوں

کی وجہ سے اپنے بھائی کو کیوں بُرا کہتے ہیں اور اپنے بھتیجے کو اُن کی ماں کی وجہ سے کیوں بُرا کہتے ہیں اتنے میں میرے باپ نماز پڑھکر واپس آگئے اُن دونوں شخصوں نے اُن سے وہ پیام کہدیا اُنھوں نے اُن کے جواب میں کہا بخدا میں ایک حرف بھی اُس کے جواب میں نہیں کہنا چاہتا البتہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں خود اُنکی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اُن دونوں صاحبوں نے یہ پیام ابو جعفر کو پہنچا دیا اُسے سنکر ابو جعفر کہنے لگے کہ وہ اپنی سحر بیانی سے مجھے موہ لینا چاہتے ہیں بخدا جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو حاضر نہیں کریں گے میں اُن کو اپنے پاس نہیں بلاؤنگا ؎

ابن زبالہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بعض علما سے یہ بات سنی ہے کہ عبداللہ بن حسن کی تقریر میں یہ جادو بھرا تھا کہ جسکے ساتھ وہ ہم سفر ہوئے انھوں نے اُسے اُس کی رائے سے پھیر دیا۔

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اُس کے بعد اسی سلسلہ میں ابو جعفر حج کرنے چلے گئے حج سے فارغ ہوکر مدینہ نہیں آئے بلکہ ربذہ چلے گئے اور اُسکی نہر کے موڑ پر آئے حارث بن اسحٰق کہتا ہے کہ بنو حسن ریاح کے پاس قید تھے کہ ابو جعفر سنہ ۱۴۴ ہجری میں حج کے لیے آئے ریاح ربذہ آکر اُن سے ملا اُنھوں نے اُسے مدینہ واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ تم سب بنو حسن کو میرے پاس بھیجدو نیز اُن کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو بھی بھیجدینا کیونکہ یہ بھی ماں کی طرف سے بنو حسن کا بھائی تھا اُن کی سب کی دادی فاطمہ بنت حسین بن علیؓ بن ابی طالب تھی۔

ریاح نے اسے بھی طلب کیا یہ اُس وقت بدر میں اپنی کسی جائداد پر مقیم تھا وہاں سے اسے ریاح نے مدینہ بُلایا اور پھر اُس کے ساتھ اور تمام بنی حسن کو لیکر ربذہ روانہ ہوا جب مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر قصر نفیس میں آیا تو یہاں اُس نے لوہاروں کو معہ بیڑیوں اور ہتکڑیوں کے بُلایا اور ہر شخص کو بیڑی اور ہتکڑی پہنائی گئی عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیڑی کے حلقے اُن کی پنڈلی پر اتنے تنگ تھے کہ وہ گوشت میں پیوست ہوگئے عبداللہ نے

ایک مرتبہ اُن کی تکلیف کی وجہ سے آہ کی اُس پر اُس کے بھائی علی بن حسن بن حسن نے ریاح کو قسم دی کہ میری بیڑی کے حلقے اتنے چوڑے ہیں کہ یہ اُس کے پیر میں بخوبی آجائیں گے اُن کو اُسے بھنا دیا جائے چنانچہ وہ بدل دئے گئے اور اب ریاح انھیں ربذہ لے چلا۔

جویریہ بن اسما راوی ہے کہ جب بنی حسن ابوجعفر کے پاس لیجائے جانے لگے تو بیڑیاں منگوا کر سب کے ڈالدی گئیں علی بن حسین بن حسن اُسوقت کھڑا نماز پڑھ رہا تھا اِن بیڑیوں میں ایک بہت بھاری بیڑی تھی کہ جس کے ڈالے جانے پر کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تھی اور سب نے اُس کے ڈالے جانے سے انکار کر دیا تھا جب یہ نماز سے فارغ ہو گیا تو کہنے لگا تو ابھی تو ابتدا ہے ابھی میں تم نے جزع و فزع شروع کر دی آیندہ نہ معلوم تم لوگوں کی کیا حالت ہوگی اب اُس نے خود ہی اپنے پاؤں آگے بڑھا دئے اور وہ وزنی بیڑی اُسکے ڈالدی گئی۔

عبداللہ بن عمران کہتا ہے کہ ابوالازہران سب کو ربذہ لایا تھا۔

حسین بن زید بن علی بن حسین کہتا ہے جب صبح کی نماز کے لیے میں مسجد نبوی گیا تو میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو مروان کے قصر سے نکالا جا رہا ہے ابوالازہران پر متعین ہیں۔ اور اُن کو ربذہ لیجا رہے ہیں میں اپنے گھر واپس آگیا اُس وقت جعفر بن محمدؑ نے مجھے بُلا بھیجا میں اُن کے پاس آیا انھوں نے پوچھا کیا واقعہ ہوا ہیں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو محملوں میں بٹھا کر لیجا رہے ہیں مجھے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا پھر اپنے ایک غلام کو بُلا لیا اور بہت دیر تک اپنے رب سے دعا مانگی غلام سے کہا کہ تو جا اور دیکھتا رہ جب وہ سوار کرا دئے جائیں تو مجھ سے آکر خبر کرنا تھوڑی دیر میں اُس نے آکر کہا کہ اب وہ روانہ ہوئے جعفر بن محمدؑ کھڑے ہوئے اور اوتی پردہ کے پیچھے جہاں سے اونکو سب نظر آتے تھے مگر وہ خود دکھائی نہ دیتے تھے آکر کھڑے ہوئے اسب سے پہلے عبداللہ بن حسن محمل پر سوار سامنے آیا اُس کے ساتھ محمل پر دوسری جانب ایک حبشی بیٹھا یا گیا تھا اسی طریقہ پر اُسکے تمام خاندان والے ایک ایک کرکے بٹھائے گئے تھے اُن کو دیکھکر جعفر آبدیدہ ہو گئے بلکہ اُن کی داڑھی تک آنسو بہہ کر آئے

پھر میری طرف دیکھکر کہا اے ابو عبداللہ ان لوگوں کے بعد اب کوئی اللہ کا حرم محفوظ نہیں رہا۔

مصعب بن عثمان راوی ہے کہ جب بنی حسن کو قید کر کے لے گئے تو حارث بن عامر بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام ربذہ میں اُن کے پاس آکر کہنے لگا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہمارے علاقہ سے تمہارا اخراج کر دیا حسن بن حسن اسپر دیدے نکال کر تیز ہوئے مگر عبداللہ نے کہا میں پر زور طریقہ پر تم سے کہتا ہوں کہ تم خاموش رہو۔

ابن ابرود محمدؐ بن عبداللہ کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جب بنی حسن عراق جا رہے تھے تو محمدؐ اور ابراہیم بدویوں کے لباس میں اپنے چہرہ پر عمامہ اوڑھے اپنے باپ کے پاس آتے اور اُس کے ساتھ ساتھ چلتے اور خروج کے لیے اجازت مانگتے مگر عبداللہ خروج میں جلدی کرنے سے انکو روکتا اور کہتا کہ جب تک اچھی طرح انتظام نہ کرو خروج نہ کرنا اور یہ بھی کہا کہ اگر ابو جعفر تمکو کریموں کی زندگی بسر کرنیسے روکدے تو کرو لیکن وہ تمکو کریموں کی موت مرنے سے تو نہیں روک سکتا۔

جب بنو حسن ربذہ میں تھے اُسوقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان ایک پھولدار قمیص اور اُس کے نیچے ایک باریک کپڑے کی ازار پہنے ابو جعفر کے پاس آیا جب یہ اُسکے سامنے آکر کھڑا ہوا تو ابو جعفر نے اُسے دیوث کہکر خطاب کیا محمدؐ نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک میں نے کبھی کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مجھے یہ خطاب دیا جائے ابو جعفر نے کہا پھر کہاں سے تو نے اپنی بیٹی کو حاملہ کرایا۔ (اُس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے نکاح میں تھی)، تو نے مجھ سے طلاق اور عتاق کی شرط پر قسم کھاکر عہد کیا تھا کہ تو مجھسے منافقت نہیں برتے گا اور نہ میرے کسی دشمن سے تعلقات رکھے گا تو اپنی بیٹی کو حنا اور عطر لگائے دیکھتا ہے اور اُسے حاملہ بھی پاتا ہے مگر اُس کے حمل کی تجھے ذرا پروا نہیں اب یا تو عہد شکن ہے یا تو دیوث ہے بخدا میں تجھ پر حد شرعی جاری کرونگا

محمدؒ نے جواب دیا میں نے آپ سے جو عہد کیا تھا اُس پر میں بدستور قائم ہوں اور جہاں تک میرے علم میں ہے میں نے کوئی بات آپ کے خلاف نہیں کی ہے آپ نے میری لڑکی پر جو الزام لگایا ہے تو وہ رسول اللہ صلعم کی اولاد ہونیکی وجہ سے اس تہمت سے مبرا ہے البتہ اُس کے حاملہ ہونے پر میرا یہ گمان ہے کہ شاید ہماری لاعلمی میں اُس کے شوہر نے اُس سے خلوت اختیار کی۔

اُسکی اس تقریر سے ابو جعفر بہت برہم ہوئے انھوں نے اُس کے کپڑے پھاڑنے کا حکم دیا چنانچہ اُن کی قمیص ازار پر سے شق کردی گئی اور اُسکی شرمگاہ کھل گئی اُس کے بعد ابو جعفر کے حکم سے ڈیڑھ سو کوڑے اُس کے لگے اور اُسکے بدن کا کوئی حصہ اُن کی ضرب سے باقی نہیں رہا اس اثنا میں ابو جعفر بلا توقف اُسے پٹواتے رہے ایک کوڑا اُس کے چہرے پر لگا اس پر اُس نے کہا ذرا تو رحم کرو اور میرے چہرے کو تو بچا دو اسے تو رسول اللہ کی قرابت کی عزت و حرمت حاصل ہے اُسکا لحاظ کرنا چاہیے اس بات سے ابو جعفر کو اور بھی طیش آیا اور جلاد سے کہا کہ اب سر پر لگاؤ، چنانچہ تقریباً تیس کوڑے اُسکے سر پر اور لگے اُس کے بعد لکڑی کا ایک تختہ اُس کے قد کے برابر منگوایا گیا، عبداللہ بن عمرو بن عثمان طویل قامت تھا وہ تختہ اُسکی گردن میں باندھ دیا گیا پھر اُسکا ہاتھ اُس سے باندھا گیا اور اسطرح اُسے تشہیر کیلئے نکالا گیا جب یہ ابو جعفر کے کمرہ سے برآمد ہوا تو اُسکے ایک مولی نے لپک کر اُس سے آکر کہا میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اگر حکم ہو تو اپنی چادر آپ کو اوڑھا دوں اُس نے کہا اللہ تم کو اسکی جزائے خیر عطا کرے تم نے بہت اچھا کیا جو یہ بات کہی بخدا میری ازار کی درزیں جن سے میرا ستر کھلا ہوا ہے وہ اُس مار سے جو مجھ پر پڑی ہے میرے لیے زیادہ تکلیف دہ ہے، چنانچہ وہ چادر اُسے اوڑھا دی گئی اور اسی طرح وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کے پاس جو پہلے سے قید تھے قید کر دیا گیا۔

محمد بن ہاشم بن البرید معاویہ کا مولی راوی ہے کہ جب بنی حسن قید کر کے ربذہ لائے گئے میں وہاں موجود تھا اُن کے ہمراہ عثمانی بھی تھا اُسکا رنگ چنٹیی تھا یہ سب لوگ باہر بٹھا دیے گئے تھوڑی ہی دیر میں ابو جعفر کے پاس ایک

شخص نے باہر آکر پوچھا کہ محمد بن عبداللہ العثمانی کہاں ہے یہ کھڑا ہوا اور اندر گیا اسکے اندر جاتے ہی ہم نے کوڑوں کی آواز سنی، ایپر ایوب بن سلمۃ المخزومی نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ابوجعفر کسی شخص کے ساتھ نرمی نہ برتیں گے اس لیے تم لوگ ابھی سے ہر بات کے لیے تیار رہو اور کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہ ہونے دو، اب عثمانی باہر نکالا گیا اس کے اتنے کوڑے لگے تھے کہ اس کا رنگ بدل گیا تھا اور وہ زنگی معلوم ہوتا تھا تمام جسم پر خون جاری تھا ایک کوڑا اسکی ایک آنکھ پر لگا تھا اور اس سے بھی خون جاری تھا وہ اپنے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن کے پہلو میں لاکر بٹھا دیا گیا اس نے پانی مانگا عبداللہ بن حسن نے کہا اے لوگو کون ہے جو ابن رسول اللہ کو تھوڑا سا پانی پلائے کسی نے اسکا جواب نہیں دیا اور سب کنارہ کش ہو گئے مگر ایک خراسانی نے پانی لاکر اسے پلایا۔ اسکے تھوڑی دیر کے بعد ابوجعفر ایک خچر پر محمل کی ایک شق میں سوار برآمد ہوئے انکی دوسری جانب داہنی شق میں ربیع بیٹھا ہوا تھا انکو دیکھکر عبداللہ نے للکارا اے ابوجعفر بخدا غزوۂ بدر میں ہم نے تمہارے قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا تھا۔ اسے سنکر ابوجعفر جھیپ گئے اور اس کا کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ العثمانی ابوجعفر کے پاس آیا تو اس نے اس سے ابراہیم کو پوچھا اس نے کہا مجھے اسکا کچھ علم نہیں ابوجعفر نے اس کے منھ پر گرز سے ضرب لگائی۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس محمد کے بارے میں ابوجعفر کی رائے بہت عمدہ تھی مگر ریاح نے ابوجعفر سے ایک مرتبہ کہا امیرالمومنین اہل خراسان آپ کے شیعہ، اور انصار ہیں، اہل عراق آل ابوطالب کے شیعہ ہیں اہل شام تو علی کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ان کے کسی لڑکے کو نہیں مانتے مگر ان کا رشتہ دار محمد بن عبداللہ بن عمرو ایسا شخص ہے کہ اگر وہ دعوت دے تو ایک شامی بھی اسکی حمایت سے گریز نہ کرے گا اس تقریر نے ابوجعفر کے دل میں جگہ کرلی جب وہ حج کو آئے تو یہ محمد انکے

پاس آیا ابو جعفر نے اُس سے پوچھا کیا تیری بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں نہیں ہے اُس نے کہا میں صرف فلاں سنہ میں منیٰ میں اُس سے ملا تھا ابو جعفر نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ تیری بیٹی مہندی لگاتی ہے اور کنگھی چوٹی کرتی ہے اُس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں ابو جعفر نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زانیہ ہے محمد نے کہا امیر المومنین زبان بند کیجیے یہ آپ اپنے چچا کی بیٹی کی نسبت ایسا کہتے ہیں ابو جعفر نے اُسے ماں کی گالی دی محمد نے کہا میری کس ماں کی گالی دیتے ہو ابو جعفر نے کہا تو فاحشہ زادہ ہے اسکے بعد ابو جعفر نے اُسکے مُنھ پر گرز مارا۔ محمد کی بیٹی رقیہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیوی تھی۔

سلیمان بن داؤد بن حسن بیان کرتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن کو کبھی اس قدر بے چین اور رنجیدہ نہیں دیکھا جتنا کہ اُس دن دیکھا جب کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کا اونٹ بگڑ کر بے قابو ہو گیا اور خود محمد اس سے غافل تھا اُس کے پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں زنجیر بندھی تھی اونٹ کے بگڑنے سے یہ گرا اُس کے گلے کی زنجیر محمل میں اٹک گئی اور وہ معلق لٹکا رہگیا اُسے دیکھکر عبداللہ بن حسن زار و قطار رونے لگا۔

موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ہم ربذہ آئے تو ابو جعفر نے میرے باپ کے پاس اپنا قاصد اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ اپنے میں سے ایک شخص کو بھیجدو مگر یہ سمجھ لو کہ وہ اب کبھی تمھارے پاس واپس نہیں آئے گا اُن کے تمام بھتیجے بڑھ بڑھ کر اپنے تئیں اس قربانی کے لیے پیش کرنے لگے اُن کو اُنھوں نے دعا دی مگر کسی کو قبول نہیں کیا اور ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمھاری خاطر اپنے بھتیجوں کو مصیبت میں ڈالوں البتہ اے موسیٰ تم جاؤ۔ چنانچہ میں گیا اُس وقت میری عمر بہت ہی کم تھی مجھے دیکھکر ابو جعفر نے کہا اے لڑکے تو کوڑوں سے بچ نہیں سکتا چنانچہ

مجھ پر اتنے کوڑے پڑے کہ میں بے ہوش ہوگیا مجھے مار کی کچھ خبر نہ رہی
جب وہ ختم ہوئی تو مجھے ہوش آیا اُنھوں نے مجھے اپنے بالکل قریب
بلایا اور پوچھا جانتا ہے یہ کیا ہے۔ یہ وہ خون تھا جو میرے جسم
سے بہا تھا مجھے ایک ڈول اپنا خون پینا پڑا اُس کے بغیر چارہ نہ تھا
کیونکہ اگر نہ پیتا مارا جاتا۔ اس کے بعد میں نے کہا امیرالمومنین بخدا
اُس معاملہ میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور میں بالکل علٰحدہ ہوں اُس
نے کہا تم جاؤ اور اپنے دونوں بھائیوں کو میرے پاس لیکر آنا۔
میں نے کہا آپ مجھے ریاح بن عثمان کے پاس بھیج رہے ہیں وہاں
جاتے ہی وہ میری نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لیے جاسوس و مخبر
متعین کر دے گا وہ سایہ کی طرح میرے ساتھ رہیں گے نتیجہ یہ ہوگا
کہ میرے بھائیوں کو اُن جاسوسوں کا علم ہو جائے گا اور وہ مجھ سے
دور بھاگتے رہیں گے، ابوجعفر نے ریاح کو لکھدیا کہ تمکو موسیٰ پر
کوئی اقتدار حاصل نہیں ہے اُسے آزاد چھوڑ دو، مگر اس کے ساتھ
خود اُنھوں نے اپنے آدمی میرے ساتھ کر دیئے اور اُن کو ہدایت کر دی کہ
وہ میری تمام حالت اُن کو لکھتے رہیں۔ میں مدینہ آکر بلاط میں ابن ہشام کے
مکان میں فروکش ہوا میں کئی ماہ اُسی مکان میں مقیم رہا ریاح نے
ابوجعفر کو لکھا کہ موسیٰ اپنے مکان میں مزے سے سکونت پذیر ہے اور
انتظار کر رہا ہے کہ کب امیرالمومنین پر مصائب کا نزول ہو ابوجعفر نے
اسے لکھا کہ موسیٰ کو میرے پاس بھیجدو چنانچہ ریاح نے پھر مجھے اُن کے
پاس بھیجدیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ میرے باپ نے ابوجعفر کو لکھا
تھا کہ میں محمد اور ابراہیم کے نام ایک خط لکھتا ہوں آپ موسیٰ کو بھیجئے
ممکن ہے کہ یہ اپنے بھائیوں تک اس خط کو پہنچا دے اور اپنے خط
میں تو اُن دونوں کو یہ لکھا کہ تم ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ مگر موسیٰ
اُن سے زبانی یہ کہدیا کہ کہدینا کہ وہ کبھی نہ آئیں اس ترکیب سے اُس کا

مقصد یہ تھا کہ کسی طرح میں ابو جعفر کی گرفت سے نکل جاؤں چونکہ میں ہند کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اس وجہ سے میرے باپ مجھے بہت ہی عزیز رکھتے تھے، میں مدینہ آکر کئی ماہ مقیم رہا میرے ساتھ ابو جعفر کے سپاہی متعین تھے جب میرے قیام کو عرصہ گذر گیا اور جس مقصد کے لیے مجھے چھوڑا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو ریاح نے ابو جعفر کو میری شکایت لکھ بھیجی ابو جعفر نے مجھے اپنے پاس بلالیا۔

عمران بن محرز راوی ہے کہ بنو حسن ربذہ روانہ ہوئے ان میں علی اور عبداللہ حسن بن حسن بن حسن کے بیٹے بھی تھے ان کی ماں حبابہ بنت عامر بن عبداللہ بن عامر بن بشیر تھی حسن بن حسن اور عباس بن حسن اسی قید میں انتقال کر گئے۔ ان کی ماں عائشہ بنت طلحہ بن عمر بن عبیداللہ تھی، اور عبداللہ بن حسن اور ابراہیم بن حسن تھے۔

ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب عبداللہ بن حسن مع اپنے اہل و عیال کے قید کر کے عراق لایا جا رہا تھا نجف سامنے آیا عبداللہ نے نجف کی طرف اشارہ کر کے اپنے اہل سے کہا دیکھو اس گاؤں میں وہ شخص آرام کر رہا ہے جسکی وجہ سے ہم اس ظالم کے خلاف کارروائی کرنے سے رکے ہوئے ہیں اتنے میں حسن و علی کے دو بیٹے تلواریں بغل میں دبائے عبداللہ بن حسن کے پاس آئے اور اس سے کہا اے رسول اللہ کے صاحبزادے ہم تمہارے پاس آئے ہیں جو آپ چاہیں ہم اسے بجا لائیں گے عبداللہ نے کہا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اس معاملہ میں تم کچھ کارآمد نہیں ہو سکتے، وہ دونوں واپس چلے گئے۔

ابو جعفر کے حکم سے ابوالازہر نے بنی حسن کو ہاشمیہ میں قید کر دیا جب یہ سب ابو جعفر کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کی نظر محمد بن ابراہیم بن حسن پر پڑی دیکھ کر کہنے لگے تو ہی دیباج اصغر ہے اس نے کہا جی ہاں ابو جعفر نے کہا بخدا میں تجھکو اس طرح قتل کروں گا کہ اسطرح میں نے کسی اور تیرے خاندان والے کو قتل نہ کیا ہوگا ابو جعفر نے ایک چونے کے ستون کو بیچ میں سے شق کرنے کا حکم دیا جب وہ

شق کر دیا گیا تو محمد بن ابراہیم کو اس میں زندہ چنوا دیا۔ یہ اسقدر حسین تھا کہ اسکی زندگی میں لوگ اسکی صورت دیکھنے جاتے تھے۔

ابو الازہر بیان کرتا ہے کہ ایک دن عبد اللہ بن حسن نے مجھ سے کہا کہ حجام بلوا دو میں نے امیر المومنین سے اُس کے لیے اجازت طلب کی فرمایا بہت اچھا حجام بھیجا۔

بنی حسن جو قید کیے گئے تھے تیرہ تھے اُن کے ساتھ عثمانی بھی تھا اور اُس کے دو بیٹے بھی تھے یہ سب ابن ہبیرہ کے محل میں جو کوفہ کے مشرق میں بغداد سے متصل واقع ہے قید رکھے گئے ان میں سب سے پہلے ابراہیم بن حسن نے انتقال کیا پھر عبد اللہ بن حسن کا انتقال ہوا یہ جہاں مرا تھا اس کے قریب ہی دفن کیا گیا عام طور پر جس قبر کو لوگ اسکی قبر بتاتے ہیں وہ اُسکی قبر نہیں ہے بلکہ اُس کے قریب دوسری قبر ہے۔

محمد بن ابی حرب راوی ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عمرو ابو جعفر کی قید میں تھا وہ اُس کی برات کو جانتے تھے اتنے میں ابو عون نے خراسان سے ابو جعفر کو لکھا کہ اہل خراسان پر میرا رعب باقی نہیں رہا ہے اور وہ محمد بن عبد اللہ کے معاملہ کو بہت اہم سمجھ رہے ہیں امیر ابو جعفر نے محمد بن عبد اللہ بن عمرو کو قتل کر کے اُس کا سر خراسان بھیجدیا اور اپنا حلفی بیان بھی بھیجا کہ یہی محمد بن عبد اللہ ہے اور اُسکی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم تھی کوفہ آکر ابو جعفر کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اس فاسق اور فاسق خاندان والے سے چھٹکارا پاؤں انھوں نے محمد بن عبد اللہ بن عمرو کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کیا تو نے اپنی بیٹی عبد اللہ کے بیٹے سے بیاہ دی ہے اُس نے کہا نہیں ابو جعفر نے پوچھا تو کیا وہ اُسکی بیوی نہیں ہے اُس نے کہا اسکے چچا اور اسکے خسر یعنے عبد اللہ بن حسن نے اُن کا نکاح کر دیا تھا اور پھر میں نے بھی اس نکاح کو برقرار رکھا ابو جعفر نے پوچھا تیرے وہ وعدے کہاں گئے جو تو نے مجھ سے کئے تھے اُس نے کہا میں اُن پر قائم ہوں انھوں نے کہا کیا تو اپنی بیٹی کے مہندی لگانے سے ناواقف ہے اور کیا اُس کے

عطر کی خوشبو تجھکو نہیں آتی اُس نے کہا میں ان سب باتوں سے قطعی بے خبر ہوں اُس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام لوگ اوس عہد اور اقرار سے واقف ہیں جو میں نے آپ سے کیا ہے اِس وجہ سے ان تمام باتوں کو مجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ابو جعفر نے کہا تم اپنی خطا کی اگر معافی مانگ لو تو میں تمکو معاف کر دوں گا اور نیز اب جدید حلف اُٹھا کر میری اطاعت و بہی خواہی کا عہد کرو، اُس نے کہا چونکہ میں نے عہد شکنی نہیں کی اِس وجہ سے اُس کی تجدید مجھ پر ضروری نہیں اور نہ میں نے آپ کی کوئی خطا کی ہے جسکی میں معافی مانگوں، اسپر ابو جعفر نے اُسے اسقدر پٹوایا کہ وہ مر گیا اور اسکا سر کاٹ کر خراسان بھیجدیا عبداللہ بن حسن کو جب اُس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو اُس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کیا الٹی بات ہے کہ اُس کے خاندان کے دورِ اقتدار میں ہم اُسکی وجہ سے مامون رہے اور اب وہی ہمارے ساتھ ہمارے خاندان کے دورِ حکومت میں قتل کیا گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب محمدؐ بن عبداللہ بن حسن ابو جعفر کے مقابل ظاہر ہوا تو انھوں نے محمدؐ بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اُس کا سر خراسان بھیجدیا اُس کے ساتھ کئی شخصوں کو بھیجا جنھوں نے اہل خراسان کے سامنے قسم کھا کر یہ بات کہی کہ یہ محمدؐ بن عبداللہ ابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا سر ہے۔

عمر مورخ کہتا ہے کہ میں نے محمدؐ بن جعفر بن ابراہیم سے محمدؐ بن عبداللہ بن عمرو کے قتل کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا کہ منصور کو اُس کے سر کی ضرورت تھی۔ پھر جب محمدؐ بن عبداللہ بن حسن کا سر خراسان ابو عون کے پاس محمدؐ بن عبداللہ بن ابی الکرام اور ابن ابی العون کے ساتھ بھیجا گیا تو اہل خراسان کو اُسپر شک پیدا ہوا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو ایک مرتبہ اور قتل ہو چکا ہے اور اُس کا سر ہمارے پاس آیا تھا پھر جب اُن کو اصل حقیقت معلوم ہوئی تو وہ کہا کرتے تھے کہ ابو جعفر نے صرف یہ ایک ہی جھوٹ بولا ہے۔

عبداللہ بن عمران بن ابی فروہ راوی ہے کہ میں اور شعبانی ہاشمیہ میں

رہتے تھے اور ابو الازہر کے پاس جایا کرتے تھے جب ابو جعفر اُسے خط لکھتے تو اُسے اس طرح شروع کرتے، "یہ خط عبد اللہ عبد اللہ امیر المومنین کی طرف سے ابو الازہر اُسکے مولیٰ کے نام بھیجا جاتا ہے" اور جب ابو الازہر انھیں لکھتا تو اُسے اسطرح شروع کرتا، "یہ خط ابو جعفر کے نام ابو الازہر کی طرف سے جو انکا مولیٰ اور غلام ہے بھیجا جاتا ہے" ایک دن ہم اُس کے پاس بیٹھے تھے، (ابو جعفر نے یہ قاعدہ بنا رکھا تھا کہ وہ ہفتہ میں تین دن اُسے نہیں بلاتے تھے انھیں خالی دنوں میں ہم اُس کے پاس جایا کرتے تھے) کہ اتنے میں ابو جعفر کا خط اُس کے پاس آیا اُس نے اُسے پڑھکر پھینکدیا اور وہ بنی حسن کے پاس جو قید تھے چلا گیا اُس کے جانے کے بعد میں نے اس خط کو اٹھاکر پڑھا اس میں لکھا تھا اے ابو الازہر میں نے اُس مغرور اکڑ والے کے متعلق جو حکم تم کو دیا تھا اب اُسپر عمل کرو اور جلدی اُس کی بجا آوری کردو، شعبانی نے بھی وہ خط پڑھا اور مجھ سے پوچھا جانتے ہو کہ یہ غرور ناز والا کسے کہا گیا ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا اُس نے کہا بخدا یہ عبد اللہ بن حسن ہے دیکھو کہ اب یہ کیا کرکے آتا ہے تھوڑی ہی دیر کے بعد ابو الازہر ہمارے پاس آگیا اور بیٹھ گیا کہنے لگا بخدا عبد اللہ بن حسن مر گئے تھوڑی ہی دیر بیٹھکر پھر وہ اُس کے پاس گیا اور وہاں سے غمگین صورت، باہر آیا مجھ سے پوچھا تمھارے خیال میں علی بن حسن کیسا آدمی ہے میں نے کہا کیا آپ مجھے سچا سمجھتے ہیں اُس نے کہا اس سے بھی بڑھکر میں نے کہا بخدا وہ اُس سے بھی بہتر ہے جسکی تم اتنی طویل طویل تعریف کرتے رہتے ہو ابو الازہر کہنے لگا بخدا وہ بھی ختم ہو گیا۔

موسیٰ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ قید میں ہمیں نماز کے اوقات صرف اُن اوراد و احزاب سے معلوم ہوتے تھے جو علی بن حسن پڑھا کرتے تھے

بنی دارم کا ایک مولیٰ کہتا ہے کہ میں نے بشیر الرجال سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس شخص کے خلاف خروج میں جلدی کی اُس نے کہا عبد اللہ بن حسن

کو گرفتار کرنے کے بعد ایک دن اُس نے مجھے بُلا بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ اس کوٹھڑی میں داخل ہو اُس کے اندر جا کر میں نے عبداللہ بن حسن کو مقتول پایا اسے دیکھکر مجھے غش آگیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اللہ سے یہ عہد کیا کہ اگر اسکا بدلہ لینے کے لیے کوئی بھی کھڑا ہوگا تو میں ضرور اُس کا ساتھ دوں گا مگر میں نے منصور کے قاصد سے جو میرے ہمراہ تھا یہ درخواست کی کہ وہ اُسے میری اس حالت سے جو مجھ پر گذری ہے اطلاع نہ دے کیونکہ اگر اسے یہ بات معلوم ہو جاتی تو وہ ضرور مجھے قتل کر دیتا۔

عمر مورخ کہتا ہے کہ جب میں نے یہ روایت ہشام بن ابراہیم بن ہشام بن راشد الہمدانی سے جو عباسی تھا بیان کی کہ ابو جعفر کے حکم سے عبداللہ بن حسن قتل کیا گیا تو اُس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ غلط ہے اُنھوں نے ایسا حکم نہیں دیا تھا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ منصور نے اپنے کسی مخبر کے ذریعے عبداللہ بن حسن کو یہ غلط خبر پہنچائی کہ محمدؐ ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا اس خبر کو سنکر، عبداللہ بن حسن کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

عیسٰی بن عبداللہ کہتا ہے کہ اُن کے باقی کو زہر دیکر ختم کر دیا گیا ان میں سے صرف داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹے سلیمان اور عبداللہ اور ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹے اسحٰق و اسماعیل اور جعفر بن حسن زندہ بچے اور جو ان میں سے قتل ہوئے وہ محمدؐ کے خروج کے بعد قتل کئے گئے، راوی کہتا ہے کہ آل حسن کی ایک آزاد کردہ لونڈی جعفر بن حسن کو دیکھکر کہنے لگی ابو جعفر آدمیوں کو خوب جانتے پہچانتے ہیں کہ اُنھوں نے تجھے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن حسن کو قتل کر دیا۔

۱۴۴ھ ہجری کے بقیہ واقعات

اسی سنہ میں ابو جعفر منصور نبی حسن بن حسین بن علی کو مدینہ سے عراق لائے

اُس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن عمر راوی ہے کہ جب ابوجعفر نے ریاح بن عثمان بن حیان المرّی کو مدینہ کا والی مقرر کیا اُسے تاکید کی کہ وہ عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی تلاش میں پوری جدوجہد کرتا رہے اور کبھی اُن سے غافل نہ رہے، چنانچہ ریاح نے پوری مستعدی کے ساتھ اُن کی تلاش شروع کی اُس کے خوف سے وہ دونوں ہمیشہ نقل مقام کرتے رہے ابوجعفر انکی سرکشی سے سخت پریشان و ملول تھے انہوں نے ریاح کو حکم بھیجا کہ وہ اُن کے باپ عبداللہ بن حسن اور اُس کے بھائیوں حسن بن حسن، داؤد بن حسن ابراہیم بن حسن اور محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کو جو اُن کی دادی فاطمہ بنت حسینؓ کی وجہ سے اُنکا بھائی ہوتا تھا چند اور لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دے اور پھر اُن کو ہمارے پاس بھیجدے۔ چنانچہ یہ سب لوگ قید کر کے ابوجعفر کے پاس ربذہ لائے گئے ابوجعفر اس سال حج کرنے آئے تھے، راوی کہتا ہے کہ ابوجعفر نے ریاح کو میرے متعلق بھی لکھا کہ اسے بھی بھیجدیا جائے مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ اسی سال میں نے بھی حج کیا تھا، مجھے بھی بیڑیاں پہنائی گئیں اور ربذہ تک پاپیادہ چلایا گیا میں اُن لوگوں سے آملا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن اور اُن کے گھر والوں کو عصر کے بعد مروان کے قصر سے بیڑیاں پہنے نکلتا ہوا دیکھا پھر اُن کو بغیر کسی زین کے محملوں میں سوار کیا گیا میں اُسوقت چونکہ سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا اس لیے جو میں نے دیکھا تھا خوب یاد ہے۔

یہی راوی عبدالرحمان بن ابی الموالی سے روایت کرتا ہے کہ بنی حسن کے ساتھ تقریباً چار سو آدمی جہینہ مزینہ وغیرہ قبائل کے بھی گرفتار کیے گئے تھے میں نے اِن کو ربذہ میں دیکھا کہ اُن کی مشکیں بندھی تھیں اور وہ دھوپ میں کھڑے تھے، راوی کہتا ہے کہ میں بھی عبداللہ بن حسن اور ان کے اہل بیت کے ساتھ جیل میں ڈال دیا گیا حج سے فارغ ہو کر ابوجعفر ربذہ آئے عبداللہ بن حسن نے ابوجعفر سے ملاقات کے لئے

اجازت مانگی مگر انھوں نے ملنے سے انکار کیا اور پھر عبداللہ بن حسن نے اُن کو مرنے تک نہیں دیکھا۔

اس کے بعد اُن میں سے ابو جعفر نے مجھے بلایا میں سوار کر کے اُن کے سامنے پیش کیا گیا اُسوقت عیسیٰ بن علی اُن کے پاس تھا مجھے دیکھکر عیسیٰ کہنے لگا یہی وہ ہے جسکا نام میں نے لیا تھا اگر آپ اسپر سختی کرینگے یہ اُن دونوں کا پتہ بتا دے گا۔ میں نے ابو جعفر کو سلام کیا اُس نے جواب دیا اللہ تجھ پر سلامتی نازل نہ فرمائے بتا وہ دونوں فاسق بار بچھوٹے فاسق چھوٹے کے بیٹے کہاں ہیں میں نے کہا امیر المومنین اگر میں سچی بات بیان کروں گا تو کیا اس کا نفع مجھے ملے گا انھوں نے پوچھا کہو کیا ہے میں نے کہا میری بیوی پر طلاق ہو اور مجھ پر یہ اور یہ لعنت پڑے اگر میں ان دونوں کے مقام سے واقف ہوں مگر اُس نے میرے اس بیان کو نہ مانا اور کوڑے مارنے کا حکم دیا میں دونوں عقابوں کے درمیان کھڑا کیا گیا اور مجھ پر چار سو کوڑے پڑے میں چونکہ بے ہوش ہو گیا تھا اس لیے اُس وقت تو مجھے کچھ معلوم نہ ہوا مار کے بعد مجھے اسی حال میں اُٹھا کر میرے دوسرے اعزا کے پاس لے آیا گیا اس کے بعد اُس نے دیباج محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان کو جسکی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بیوی تھی بلوایا جب یہ اس کے سامنے پیش کیا گیا اُس نے محمد سے پوچھا مجھے بتاؤ کے وہ دونوں کذاب کیا کر رہے ہیں اور کہاں ہیں اُس نے کہا امیر المومنین بخدا مجھے اُنکا مطلقاً علم نہیں ہے اُس نے کہا تجھے بتانا پڑیگا محمد نے کہا میں نے عرض کر دیا اور میں اپنے بیان میں سچا ہوں آج سے پہلے میں جانتا بھی تھا مگر آج تو بخدا میں اس بات کو کہتا ہوں کہ مجھے اُن کا علم نہیں ہے منصور نے حکم دیا کہ اُس کے کپڑے اوتارے جائیں چنانچہ ننگا کر کے سو کوڑے اُس کے مارے گئے اُس وقت لوہے کی ہتکڑیاں بھی اُس کے ہاتھ میں پڑی تھیں جو اُسکی گردن سے بندھی تھیں مار کے بعد اُسے باہر لائے اُسکی قوہی قمیص اُسے پہنائی اور بھارے

پاس لے آئے اُس کے بدن سے اسقدر خون بہا تھا کہ وہ قمیص اُس سے چپک گئی تھی اور اُتاری نہیں جاتی تھی جب ایک بکری کا دودھ اُس کے جسم پر ڈالا گیا تب وہ قمیص اتر سکی اس کے بعد اُسکی مرہم پٹی کی گئی، اب ابوجعفر نے ہم سب کو عراق لیجانے کا حکم دیا اور ہمیں ہاشمیہ میں لاکر ہمیں قید کر دیا گیا ہم میں سے سب سے پہلے اِس قید کی حالت میں عبداللہ بن حسن نے انتقال کیا جیل کے افسر نے آکر کہا کہ تم میں جو اُس کا قریب تر عزیز ہو وہ نمازِ جنازہ پڑھائے چنانچہ حسن بن حسن بن حسن بن علی نے اُسکی نمازہ پڑھائی اُس کے بعد محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان مرا اُسکا سر کاٹ کر شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ خراسان بھیجا گیا خراسان کے تمام علاقہ میں اُسکی تشہیر کی گئی جہاں وہ سر جاتا وہ شیعہ جماعت حلفیہ اس بات کو بیان کرتی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ ابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا ہے اس سے اُنکی مراد محمد بن عبداللہ بن حسن ہوتا کیونکہ اُسکے متعلق اُن کے ہاں یہ روایت مشہور تھی کہ وہ ابوجعفر کے خلاف خروج کریگا اس سال سری بن عبداللہ مکہ کا والی تھا۔ ریاح بن عثمان المری مدینہ کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا اور شعبان بن معاویہ بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

سنہ ۱۴۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینہ اور اُس کے بھائی ابراہیم نے اُس کے بعد بصرہ میں خروج کیا اور دونوں مارے گئے۔

محمد بن عبداللہ کا خروج اور اُس کا قتل

ابوجعفر بنی حسن کو قید کر کے اپنے ساتھ عراق لے گئے ریاح مدینہ واپس آیا

اس نے اب محمدؒ کی تلاش میں ایسی مستعدی دکھائی اور ان پر اسقدر تنگ کر دیا کہ اُن نے ظاہر ہونے کا مصمم قصد کر لیا۔ عمر کہتا ہے کہ جب میں نے ابراہیم بن محمدؒ بن عبداللہ الجعفری سے یہ بات کہی کہ ریاح کے مجبور کر دینے کی وجہ سے محمدؒ کو اُس وقت مقررہ سے پہلے ہی خروج کرنا پڑا جو اسکے اور اس کے بھائی ابراہیم کے درمیان خروج کے لیے طے پایا تھا تو اُس نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ بیشک محمدؒ کی تلاش بڑی شدت سے کیجا رہی تھی اور اسی سلسلہ میں اُسکا کمسن بیٹا پہاڑ سے گر کر مر گیا اور ایک مرتبہ تو تعاقب کرنے والے اُس کے قریب ہی آ گئے تھے مگر وہ مدینہ کے ایک کنوئیں میں اُتر کر اپنے ساتھیوں کو پانی دینے لگا اور کنوئیں میں سر تک غرق ہو گیا اور جسامت کی وجہ سے اُن کا بدن چھپتا بھی نہ تھا بلکہ ابراہیم بھی چیچک نکل آنے کی وجہ سے وقت مقررہ پر خروج نہ کر سکا۔

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے۔ تمام مدینہ میں محمدؒ کی جلد ظاہر ہونے کی خبر پھیل گئی لڑائی کے خوف سے ہم سامان خوراک کو جلد جلد خرید نے لگے بعض لوگوں نے تو اس کے لیے اپنی عورتوں کے زیور تک بیچ ڈالے ریاح کو معلوم ہوا کہ محمدؒ نداد آ گیا ہے وہ اپنی فوج لیکر اُس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا محمدؒ اُس سے پہلے ہی نداد پہنچ جانے کے ارادے سے بڑھ چکا تھا اُس کے ساتھ جُبیر بن عبداللہ السلمی، جُبیر بن عبداللہ بن یعقوب بن عطاء عبداللہ بن عامر الاسلمی تھے ان لوگوں نے ایک بھشتن کو اپنی سہیلی سے کہتے سُنا کہ ریاح محمدؒ کے ارادے سے نداد روانہ ہو گیا ہے اور اب وہ بازار کی طرف جا رہا ہے یہ سنکر یہ لوگ جہینہ کے مکان میں گھس گئے اُسکا دروازہ اندر سے بند کر لیا ریاح اُسی دروازے کے سامنے سے گذرا مگر اُسے کیا خبر تھی کہ محمدؒ یہیں چھپا ہوا ہے یہ نداد جا کر بے نیل مرام اپنی سرکاری قیام گاہ قصر مروان میں واپس آیا عشا کی نماز اس نے مکان کے اندر ہی پڑھی باہر نہیں آیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ (از بنی عامر بن لوئی) نے ریاح کو محمدؒ کی اطلاع دی تھی۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ عبیداللہ

بن عمرو بن ابی ذویب اور عبد الحمید بن جعفر خروج سے پہلے محمدؒ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا انتظار کر رہے ہو سنجدا ساری امت پر تمہاری تاخیر اور احتیاط سخت دو بھر ہو رہی ہے تم تنہا خروج کرنے میں کیوں لیس و پیش کرتے ہو،

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے " ریاح نے ہم کو بلا بھیجا ہیں، جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ، حسین بن علی بن حسینؓ بن علی، علی بن عمر بن علی بن حسینؓ بن علی، حسن بن علی ابن حسین بن علی بن حسین بن علیؓ بعض دوسرے قریش کے عمائد جنہیں اسماعیل بن ایوب بن سلمہ بن عبد اللہ بن الولید بن مغیرہ اور اسکا بیٹا خالد تھے ریاح کے پاس آئے ہم قصر مروان میں اُسکے پاس بیٹھے تھے کہ ہم نے اس زور کی تکبیر سنی کہ اور کوئی شئے سنائی نہیں دیتی تھی ہم نے یہ خیال کیا کہ پہرہ والوں نے تکبیر کہی ہو گی اور پہرہ والوں نے یہ خیال کیا کہ یہ آواز مکان کے اندر سے آرہی ہے، اسے سنتے ہی ابن مسلم بن عقبہ جو ریاح کے متوسلین میں تھا اُچھل کر اپنی تلوار پر سہارا دیکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ان لوگوں کے بارے میں آپ میری بات مانیں اور سب کو ابھی قتل کر دیں۔ علی بن عمر کہتا ہے کہ معلوم تو ایسا ہی ہوتا تھا کہ گویا اسی رات ہم سب ذبح کر دئیے جائیں گے مگر حسین بن علیؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کو اسکا حق نہیں ہے کیونکہ ہم لوگ بدستور وفادار اور اطاعت کیش ہیں۔ اب ریاح اور محمدؒ بن عبد العزیز مجلس سے اٹھکر یزید کے گھر کے ایک گنبد میں جا چھپے ہم سب وہاں سے اٹھکر عبد العزیز بن مروان کے گھر کے راستے نکلے اور ایک برآمدے پر جو عاصم بن عمر کے کوچہ میں واقع تھا کود کر چڑھ گئے اسماعیل بن ایوب نے اپنے بیٹے خالد سے کہا کہ مجھے برآمدے پر اچھلا نہیں جاتا تم مجھے اوٹھا دو چنانچہ اُس نے اپنے باپ کو اُٹھا کر اُس برآمدے پہ چڑھا دیا۔

عبد العزیز بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ریاح کو قصر مروان میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ آج ہی رات محمدؒ خروج کرے گا اُس نے میرے بھائی محمدؒ بن عمران عباس بن عبد اللہ بن الحارث بن عباس اُن کے علاوہ اور کئی شخصوں کو بلا بھیجا۔ اپنے بھائی کے ہمراہ میں بھی گیا عشا کے بعد ہم اُس کے پاس آئے ہم نے سلام کیا مگر اُس نے سلام کا جواب ہمیں نہیں دیا

ہم بیٹھ گئے میرے بھائی نے مزاج پرسی کی اُس نے پست آواز سے خیر کہدیا۔ اس کے بعد دیر تک خاموش رہا پھر ایک دم چونک کر کہنے لگا اے مدینہ والو امیر المومنین جسے پکڑنا چاہتے ہیں اُسے مشرق و مغرب میں تلاش کر رہے ہیں حالانکہ وہ شخص تمہارے درمیان گھومتا پھرتا ہے بخدا اگر اُس نے خروج کردیا تو میں بلا استثنا تم سب کو قتل کردوں گا، میرا بھائی کہنے لگا اُس کا خروج قطعی کوئی اہمیت نہیں رکھتا میں اُسکا کفیل ہوں ریاح نے کہا مدینہ میں تمہارا خاندان بہت بڑا ہے اور تم امیر المومنین کے قاضی بھی ہو بہتر ہے کہ تم اپنے خاندان کو ہر موقع کے لیئے خدمات انجام دینے پر آمادہ کرو اور انکو دعوت دو۔

میرا بھائی جانے کے لیے تیر کی طرح اُٹھا مگر ریاح نے اُسے بیٹھ جانے کا حکم دیا اور مجھ سے کہا کہ ثابت تم جاؤ چنانچہ میں فوراً وہاں سے اُٹھکر باہر آیا اور میں نے بنی زہرہ کو جو طلحہ کے باغیچہ سعد کے مکان اور بنی ازہر کے مکان میں رہتے تھے بُلا بھیجا اور کہدیا کہ اپنے ہتھیار لیکر آؤ ان میں سے بشر اُسیوقت آموجود ہوا نیز ابراہیم بن یعقوب بن سعد بن ابی وقاص اپنی کمان موڑے ہوئے آیا یہ سب سے زبردست تیر انداز تھا اُن کی کثرت دیکھکر میں نے ریاح سے آکر کہا کہ لیجئے یہ بنی زہرہ مسلح ہوکر آگئے ہیں یہ آپ کے ساتھ ہیں انھیں اندر آنے کی اجازت دیجئے ریاح کہنے لگا کیا تم چاہتے ہو کہ مسلح جماعتیں میرے پاس آئیں میں اُن کو یہاں آنے کی اجازت تو نہیں دے سکتا البتہ اُن سے کہو کہ وہ قصر کے صحن میں بیٹھ جائیں اگر کوئی واقعہ رونما ہو تو لڑیں میں نے اُن لوگوں سے آکر کہدیا کہ اُس نے اندر آنے کی تو آپ کو اجازت نہیں دی اور وہاں جانے سے فائدہ بھی کیا ہے آؤ ہمارے پاس بیٹھکر باتیں کرو۔ وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ عباس بن عبداللہ بن الحارث رسالہ کے ساتھ رات کی گرد آوری کیلئے نکلا اور گھاٹی کی چوٹی تک جاکر اپنے مقام پر واپس آگیا اور اُس نے اپنے مکان کا دروازہ بند کرلیا، بنجد میں اسی طرح اُن سے باتیں کر رہا تھا کہ زوراء کی سمت سے دو شہسوار تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے دکھائی دیئے یہ دونوں

عبداللہ بن مطیع کے مکان اور محلہ قضاعہ کے احاطہ کے درمیان پانی پلانے کی جگہ آکر ٹھہر گئے اب ہم نے کہا بخدا اب فتنۂ جنگ برپا ہو گیا، ہم نے بہت دور ایک آواز سنی ہم ساری رات وہیں ٹھہرے رہے اب محمد بن عبداللہ مذاد سے دو سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ آگے بڑھا اس نے بنی سلمہ اور بطحان پہنچکر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بنی سلمہ کے راستے چلو اللہ نے چاہا تو سب سلامت رہو گے اس کے بعد ہم نے تکبیر سنی پھر اس کی آواز بدھم پڑ گئی وہ اور آگے بڑھکر ابن جبین کے کوچہ سے برآمد ہوا اور بازار بازار ہو لیا کھجور والوں کے محلہ سے سرکی والوں میں ہوتا ہوا جیل خانہ آیا اندنوں ابن ہشام کا مکان جیل تھا، جیل کا پھاٹک توڑ کر اس نے تمام قیدی رہا کر دیئے وہاں سے بڑھکر جب وہ یزید اور رأس کے مکانوں کے درمیان آیا تو اسوقت ایک بھیانک اور خوفناک منظر ہمیں نظر پڑا۔ ابراہیم بن یعقوب گھوڑے سے اتر پڑا اس نے اپنا ترکش سرنگوں کر کے کہا کہ میں تیر مارتا ہوں مگر ہم نے اسے منع کر دیا محمد کا مکان رحبیہ میں تھا وہاں سے آگے بڑھکر یہ عاتکہ بنت یزید کے مکان آیا اور اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور اب سب لوگ ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوئے ایک سعدی مارا گیا یہ ساری رات مسجد نبوی میں بسر کرتا تھا محمد کے کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا۔

جہم بن عثمان بیان کرتا ہے کہ محمد مذاد سے ایک گدھے پر سوار ہو کر برآمد ہوا ہم اس کے ساتھ تھے اس نے خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر کو پیدل دستہ کا سردار مقرر کیا اور بھالا عبدالحمید بن جعفر کے سپرد کیا اس سے کہا کہ میری طرف سے تم اسے سنبھالو پہلے تو اس نے اسے اٹھا لیا مگر پھر اس کے لینے سے انکار کر دیا محمد نے اس کے انکار کو منظور کر کے اسے اپنے بیٹے حسن بن محمد کے ساتھ کر دیا۔

جعفر بن عبداللہ بن یزید بن رکانہ راوی ہے کہ ابراہیم بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو کئی بوجھ تلواریں بھیجیں وہ اس نے مذاد میں رکھدیں خروج کی رات اس نے ہمیں جلایا ہم سو آدمی بھی نہ تھے وہ ایک سیاہ اعرابی گدھے پر سوار تھا

وہاں سے ۲ راستے پھٹتے تھے ایک ابطحان کا دوسرا بنی سلمہ کا ہم نے پوچھا کون سا راستہ اختیار کریں کہنے لگا اللہ تم کو سلامت رکھے گا بنی سلمہ کا راستہ اختیار کرو چنانچہ اب ہم اُسی راستے بڑھتے ہوئے قصر مروان کے دروازے پہنچ گئے۔

ابو عمر المدنی قریش کا شیخ بیان کرتا ہے کہ کئی روز سے مدینہ پر بادل چھایا ہوا تھا اور بارش ہو رہی تھی جب مینہ کھلا تو اس وقفہ میں میں مدینہ سے کھسک گیا اگرچہ اب بھی بارش کا اندیشہ لگا ہوا تھا میں اپنے دیہاتی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آکر میرے پاس بیٹھ گیا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس سمت سے آیا تھا کثیف کپڑے اس کے جسم پر اور ایک میلا عمامہ سر پر تھا میں نے اس سے پوچھا کہاں سے آئے اس نے کہا اپنی تھوڑی سی بھیڑوں کے پاس سے آرہا ہوں ان کے چرواہے سے ایک ضرورت تھی مگر اب گھر جانے کا ارادہ ہے میں اس سے مختلف موضوعات علوم پر گفتگو کرنے لگا اس کی وسعت علم کا یہ حال تھا کہ جس موضوع کو میں نے چھیڑا وہ اس میں مجھ سے کہیں آگے اور بہت زیادہ معلومات رکھتا تھا میں اسکے تبحر علمی سے متحیر ہوا اور تعجب کرنے لگا کہ جو آنے کی وجہ اس نے بیان کی ہے وہ تو ٹھیک نہیں معلوم ہوتی میں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا مسلمان ہوں میں نے کہا یہ تو درست ہے مگر کس خاندان و قبیلہ سے تعلق ہے اس نے کہا اس سے زیادہ کے دریافت کرنے کی تم کو ضرورت نہیں میں نے کہا نہیں میں اسے ضرور پوچھوں گا کہ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو اُسے سنکر وہ فوراً اٹھ کھڑا ہو گیا اور یہ پڑھتا ہوا انخرق الخفین یشکو الوجی (اُس کے دونوں پاؤں پتھریلے دشوار گذار سرزمین پر چلتے چلتے پھٹ گئے ہیں اور وہ درد سے کراہ رہا ہے، آناً فاناً نظر سے اوجھل ہو گیا نظر سے غائب ہو جانے کے بعد اُسکا حال معلوم کرنے سے پہلے اُسے چھوڑ دینے پر مجھے ندامت ہوئی میں اُس کے پیچھے چلا کہ اُس سے پھر پوچھوں مگر اُسے نہ پایا معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں سما گیا ہے، میں اپنے قیامگاہ واپس آگیا پھر مدینہ آیا مدینہ آئے مجھے ایک دن اور رات گزری تھی کہ میں مدینہ میں صبح کی نماز میں شریک ہوا میں نے دیکھا کہ ایک ایسا شخص نماز پڑھا رہا ہے جس کی آواز سے میں آشنا تھا نماز میں اُس نے سورہ انا فتحنالک فتحاً مبیناً تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر وہ منبر پر بیٹھا اب

مجھے معلوم ہوا کہ یہی محمد بن عبداللہ بن حسن ہے جو مجھے بیرون شہر مین ملا تھا۔
اسماعیل بن الحکم بن عوانہ نے ایک اور شخص کا جسکا نام اُس نے لیا تھا اسی قسم کا قصہ نقل کیا اور وہ کہتا ہے کہ جب اس واقعہ کو میں نے انبار کے ایک شخص سے جس کی کنیت ابو عبید تھی بیان کیا تو اُس نے یہ بیان کیا کہ محمدؒ اور ابراہیم نے بنی ضبہؒ کے ایک شخص اسماعیل بن ابراہیم بن ہود کو ابو جعفر کے پاس اس غرض سے متعین کر کے روانہ کیا کہ یہ اُن کی خبریں بھیجتا رہے یہ شخص مسیب کے پاس پیش کیا گیا جو اُسوقت ابو جعفر کا کوتوال تھا اُس نے اپنی قرابت جتائی مسیب نے کہا جو کچھ ہو مگر تم کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا چنانچہ جب وہ حاضر خدمت ہوا اُس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا ابو جعفر نے پوچھا تم نے اُسے کیا کہتے سنا ہے اُس نے کہا۔

شردہ الخوف فازراہ بہ　　کذاک من یکرہ حر الجلاد

(ترجمہ) خوف اس کا لباس بنگیا ہے کہ اسے کہیں چین نہیں اور جو تلوار کی گرمی کو بُرا سمجھتا ہے اس کا حال خوف سے یہی ہو جاتا ہے
ابو جعفر نے کہا اُس سے جا کر کہو کہ ہم یہ کہتے ہیں۔

وخطۃ ذُلٍّ نجعل الموت دونہا　　نقول لہا للموت اھلاً ومرحبا

(ترجمہ) ہم موت کو ذلت پر ترجیح دیتے ہیں اور ذلت کے موقع پر موت کو خوش آمدید کہتے ہیں تم جاؤ اور یہ شعر اُسے سُنا دو۔

ازہر بن سعید بن نافع جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ یکم رجب ۱۴۵ھ ہجری کے دن محمدؒ نے خروج کیا اُس نے مع اپنے ساتھیوں کے رات مذاد میں بسر کی اور رات ہی میں وہ مدینہ آیا جیل اور خزانہ پر قبضہ کر کے اُس نے ریاح اور ابن مسلم کو ایک ساتھ ہشام کے مکان میں قید کر دیا۔

علی بن ابی طالب راوی ہے کہ ماہ جمادی الآخرہ کے ختم ہونے میں ابھی دو راتین باقی تھیں کہ محمدؒ نے خروج کیا عمر بن راشد کہتا ہے کہ

ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں ابھی باقی تھیں محمدؒ نے خروج کیا میں نے خروج کی رات میں اسے زرد رنگ کی مصری ٹوپی زرد رنگ کا جبہ اور عمامہ پہنے دیکھا عمامہ سے اُس نے اپنی دونوں کوکھیں باندھ رکھی تھیں اس کے علاوہ ایک دوسرے پھولدار پٹکے میں اُس نے تلوار باندھ رکھی تھی۔ یہ اپنے آدمیوں سے کہہ رہا تھا کہ تم مت لڑو جب سرکاری قصر میں آنے سے اُنھیں روکا گیا تو اُس نے ان سے کہا کہ باب المقصورہ سے قصر میں داخل ہو جاؤ۔ اُنھوں نے اکٹھا ہو کر ایک دم دھاوا کر دیا مگر مدافعین نے اس دروازے میں جو باب الخوخہ تھا اُسے جلا ڈالا کوئی شخص اُدھر سے نہ جا سکا البتہ قیسری کے مولیٰ رزام نے یہ ترکیب کی کہ اپنی ڈھال آگ پر رکھی اور اُس پر سے گزر گیا دوسرے لوگوں نے بھی اُسکی پیروی کی اور اسی طرح اس دروازے سے قصر میں گھس پڑے اسی دروازے پر ریاح کے سپاہیوں نے کچھ مقابلہ بھی کیا، قصر میں جو لوگ ریاح کے ساتھ تھے وہ عبدالعزیز کے گھر سے ہو کر نکل گئے خود ریاح قصر مروان کے ابدار خانہ میں جا چھپا اور باہر سے اُسے تیغہ کرا دیا مگر اُسے ڈھا کر لوگ چڑھ دوڑے اور اُسے نکال لائے اور اب خود وہ قصر مروان میں قید کر دیا گیا اُس کے ہمراہ اُسکا بھائی عباس بن عثمان بھی قید کر دیا گیا، محمدؒ بن خالد اُس کا بھتیجا نذیر بن یزید اور رزام ریاح کی قید میں تھے محمدؒ نے ان سب کو رہا کر دیا اور نذیر کو حکم دیا کہ وہ ریاح اور اُس کے ہمراہیوں کو جکڑ بند کرے۔

عیسیٰ کہتا ہے کہ محمدؒ نے ریاح اُس کے بھتیجے اور ابن مسلم بن عقبہ کو قصر مروان میں قید کر دیا تھا، راشد بن حفص بیان کرتا ہے کہ رزام نے نذیر سے درخواست کی کہ تم مجھے اجازت دو کہ میں جو چاہوں ریاح کے ساتھ سلوک کروں کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ اُس نے مجھے کیا کیا تکلیفیں اور سزائیں دی ہیں نذیر نے یہ بات مان لی اور کہا تم کو اُسکا اختیار دیا جاتا ہے یہ کہکر وہ باہر جانے کے لیے کھڑا ہوا ریاح نے اُس سے عرض کیا اے ابو قیس جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے وہ کیا مگر میں نے ہمیشہ

تمھارے مرتبہ اور درجہ کا لحاظ رکھا نذیر نے جواب دیا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے جو اہلیت تم میں تھی اُسکا اظہار تم نے کیا اب ہم میں جو اہلیت ہے اُس کے مطابق ہم کریں گے، رزام نے اُسے سنبھالا مگر ریاح برابر اُسکی منت سماجت کرتا رہا آخرکار وہ اپنے ارادے سے رک گیا اور کہنے لگا کہ اپنی حکومت اور اقتدار کے زمانے میں تو نہایت جلد مشتعل ہو جاتا تھا اور اب مصیبت کے وقت اسقدر ذلیل ہے کہ اس طرح خوشامد کرتا ہے۔

موسیٰ بن سعید الجہمی راوی ہے ریاح نے اپنے عہد میں محمد بن مروان بن ابی سلیط الانصاری (از بنی عمرو بن عوف) کو قید کر دیا تھا اس نے قید ہی میں اُسکی مدح میں اشعار لکھے تھے :

اسماعیل بن یعقوب التیمی بیان کرتا ہے کہ منبر پر بیٹھکر محمدؐ نے حمد و ثنا کے بعد کہا "اے لوگو تمکو معلوم ہے کہ دشمن خدا ابو جعفر نے اپنے عہد میں بیت اللہ کے مقابلہ میں اُس کی تحقیر کے لیے ایک قبہ خضرا بنایا ہے، جب فرعون نے کہا تھا کہ میں ہی تمھارا سب سے بڑا پروردگار ہوں تو اُسی وقت اللہ نے اُسے پکڑ لیا، دین کے قیام کے لیے سب سے زیادہ اولین مہاجرین اور رہدر دانصار کی اولاد کا حق ہے اے اللہ ہمارے دشمن نے تیرے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے تیرے دشمنوں کو انھوں نے امان دی اور تیرے دوستوں کو انھوں نے خوفزدہ کر دیا اے اللہ تو اُن سب کو ہلاک کر دے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ، اے لوگو میں نے تمھارے بھروسہ پر خروج نہیں کیا ہے کیونکہ میرے نزدیک تم میں کوئی قوت و طاقت نہیں ہے مگر میں نے تمکو اپنا بنایا ہے کیونکہ بخدا تمام روئے زمین میں کوئی اسلامی بستی ایسی نہیں ہے جہاں میری بیعت نہ ہو گئی ہو۔

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ریاح نے مجھے ابو جعفر کے پاس روانہ کیا اسکی اطلاع محمدؐ کو ہو گئی اُس نے اُسی رات خروج کر دیا ریاح نے اُن سپاہیوں کو جو میرے ساتھ متعین کئے گئے تھے روانگی سے پہلے ہی یہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی شخص آتا ہوا انھیں

نظر آئے تو وہ میری گردن اُڑا دیں چنانچہ جب ریاح محمدؒ کے سامنے پیش ہوا تو اس نے اُس سے مجھے پوچھا کہ موسیٰ کہاں ہے اُس نے کہا کہ اب اس تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے میں نے اُسے عراق بھیج دیا ہے، محمدؒ نے کہا تم کسی کو بھیجو کہ وہ اُسے واپس لے آئے اُس نے کہا یہ ممکن نہیں کیونکہ میں نے اُس کے ہمراہی سپاہیوں کو یہ ہدایت کردی ہے کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی آتا ہوا اُنکو دکھائی دے وہ فوراً اُسے قتل کردیں، اب محمدؒ نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو موسیٰ کو میرے پاس لائے ابن خضیر نے کہا میں اسے لاتا ہوں محمدؒ نے کہا اس کام کے لئے خاص آدمی منتخب کرلو چنانچہ اُس نے کئی آدمی انتخاب کئے ہمیں قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی کہ اچانک وہ اس طرح سے ہمارے پاس آپہنچا کہ گویا وہ عراق سے آرہا تھا اُسے دیکھکر سپاہی کہنے لگے کہ یہ تو امیر المومنین کے فرستادے معلوم ہوتے ہیں جب وہ بالکل ہم میں آملے اُسوقت اُنھوں نے ہتھیار عریاں کئے اُن کے سردار اور دوسرے اُسکے ساتھیوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے اُونٹ کو بٹھا کہ میری بیڑیاں کاٹیں اور مجھے چھڑا کر محمدؒ کے پاس لے آئے۔

علی بن الجعد کہتا ہے کہ ابو جعفر کا یہ دستور تھا کہ وہ محمدؒ کے نام اپنے سرآوردہ سپہ سالاروں کی طرف سے جعلی خط بھیجدیا کرتے تھے اُن خطوں میں محمدؒ کو ظاہر ہونے کی دعوت ہوتی تھی اور یہ لکھا جاتا تھا کہ ہم سب تمھارے ساتھ ہیں اس بنا پر محمدؒ کہتا تھا کہ جب ہم دونوں کا مقابلہ ہوگا تو ابو جعفر کے تمام سپہ سالار اُسکا ساتھ چھوڑ کر میرے پاس چلے آئیں گے۔

حارث بن اسحٰق راوی ہے۔ مدینہ پر قبضہ کر کے محمدؒ نے عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ المخزومی کو مدینہ کا قاضی بنایا ابو القلمس عثمان بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب کو کوتوال مقرر کیا، عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمان بن المسور بن مخرمہ کو بخشی مقرر کیا۔ محمدؒ بن عبدالعزیز سے کہلا کر بھیجا کہ مجھے تو یہ خیال تھا کہ تم ہماری مدد کروگے اور ہمارا ساتھ دوگے اس نے معذرت کہلا کر بھیجی اور کہا کہ میں تمھاری مدد کیلئے

آتا ہوں مگر پھر چپکے سے مدینہ سے نکل گیا اور مکے چلا آیا۔
عبدالحمید بن جعفر راوی ہے پہلے تو میں محمد بن عبداللہ کا افسر کوتوالی تھا
پھر اس نے مجھے کسی ایک سمت کو بھیجدیا اور میرے بعد پھر زبیری کو اس نے
کوتوال بنایا۔
ازہر بن سعید بن نافع کہتا ہے کہ سوائے حسب ذیل عمائد کے باقی کوئی
سربرآوردہ شخص ایسا نہ تھا جو محمدؒ کے ساتھ نہ ہو گیا ہو جو لوگ اُس کے شریک
نہ ہوئے وہ یہ تھے ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام عبداللہ
بن المنذر بن المغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن حزام ابوسلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ
بن عمرؓ بن الخطاب اور حبیب بن ثابت بن عبداللہؓ بن الزبیرؓ
کلثم بنت وہب کہتی ہے کہ جب محمدؒ نے خروج کیا اکثر مدینہ والے
شہر چھوڑ کر چلے گئے اُن میں میرا خاوند عبدالوہاب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ
بن الزبیر بھی بقیع چلا گیا تھا میں اسما بنت حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ کے پاس
جا پچھپی میرے خاوند نے کچھ اپنے کہے ہوئے شعر مجھے لکھے اُس کے جواب میں
میں نے یہ اشعار اُسے لکھ بھیجے۔

رحم اللہ شبابا قاتلو یوم الثنیہ قاتلو عنہ بنیات واحساب نقیہ
فرّعنہ الناس طرّاً غیر خیل اسدیہ

(ترجمہ، اللہ اُن جوان مردوں پر اپنا رحم نازل فرمائے جو گھاٹی کی لڑائی میں
مصروف کارزار ہوئے اُس شخص کی حمایت میں بڑے نجیب الطرفین
نوجوان لڑے جب کہ اسدی رسالہ کے علاوہ اور سب لوگ اس کا ساتھ
چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے) اِن اشعار پر لوگوں نے یہ شعر زائد کر دیا۔

قتل الرحمن عیسیٰ قاتل نفس الزکیہ

(ترجمہ، خدا عیسیٰ کو قتل کرے جو نفس الزکیہ کا قاتل ہے۔)
سعید بن عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن الحکم بن سنان الحکمی انصار کے بھائی
نے اسی روایت کو ایک سے زیادہ آدمیوں سے سنا ہے کہ محمدؒ کے ہمراہ خروج
کرنے کے متعلق امام مالک بن انس سے فتویٰ پوچھا گیا تھا اور یہ بھی کہدیا گیا تھا

کہ ہم ابو جعفر کی بیعت کر چکے ہیں امام مالک نے کہا کہ تم نے بادل ناخواستہ بیعت کی تھی اور اس صورت میں فسخ بیعت کرنے کی حالت میں کفارۂ یمین عائد نہیں ہوتا اس فتوے کی بنا پر اب لوگ جوق جوق محمدؐ کے پاس جانے لگے امام مالک اپنے گھر ہی بیٹھے رہے۔

ابن ابی ملیکہ عبداللہ بن جعفر کا مولی بیان کرتا ہے کہ خروج کے بعد محمدؐ نے اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بیعت کرنے کے لیے بلایا یہ بہت معمر تھا اسماعیل نے کہا اے میرے بھتیجے بخدا میں جانتا ہوں کہ تم مارے جاؤ گے پھر میں کیوں بیعت کروں یہ سنکر تھوڑی دیر کے لیے لوگ اُس کی بیعت کرنے سے ٹھٹک گئے چونکہ خروج کے بعد محمدؐ کی بیعت کرنے میں بنی اُمیہ سب سے پیش پیش تھے اس وجہ سے حمادہ بنت معاویہ اسمٰعیل کے پاس آئی اور کہنے لگی چچا جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں سب سے پہلے میرے بھائی اپنے ننھالی رشتہ داروں کی مدد کے لیے تیار ہوئے اگر آپ نے ایسا کہا تو تمام لوگ اُن کی مدد کرنے سے رُک جائیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے ماموں زاد بھائی اور میرے بھائی سب مارے جائیں گے، مگر اُس سن رسیدہ بزرگ نے اُس کے کہنے پر کوئی التفات نہیں کیا اور محمدؐ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے حمادہ اُنکی دشمن ہوگئی اور اُس نے اُن کو مار ڈالا محمدؐ چاہتا تھا کہ اُن کی نماز جنازہ پڑھے عبداللہ بن اسماعیل اُس سے بحث کرنے لگا اور اُس نے ہنگامہ برپا کیا اور کہا کہ ایک طرف تو میرے باپ کو قتل کراتا ہے اور پھر اُسی کی نماز جنازہ پڑھانے کھڑا ہوتا ہے مگر سپاہیوں نے اُسے ایک طرف ہٹا دیا اور محمدؐ ہی نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی۔

عیسٰی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی محمدؐ کے سامنے پیش کیا گیا محمدؐ نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا کہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں اُسے دیکھوں گا قتل کردونگا عیسٰی بن زید کہنے لگا کہ آپ مجھے اجازت دیں میں اسکا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر محمدؐ نے اُسے اس بات سے روک دیا۔

محمد بن خالد القسری کہتا ہے کہ محمد کے خروج کے وقت میں ابن حیان کی قید میں تھا محمد نے مجھے رہا کردیا جب میں نے محمد کی تقریر سُنی جو اُس نے منبر نبوی پر بیٹھکر دی تھی اور اُس میں اُس نے جو دعوت دی اُسے سنا تو میں نے کہا کہ یہ دعوت حق ہے میں اِس تحریک کو کامیاب کرنے میں اللہ کے لیئے پوری محنت و جانفشانی کروں گا تب میں نے کہا امیر المومنین آپ نے ایسے شہر میں خروج کیا ہے کہ اگر اسکے ناکے بند کردئے جائیں تو تمام اہل شہر بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ عراق چلیے کل ونکی منزل کا فاصلہ ہے وہاں چلکر اسکا مقابلہ کیجیے ایک لاکھ تلوار یئے آپ کے ہمراہ ہوں گے، محمد نے ایسا کرنے سے انکار کردیا ایک دن میں اُسکے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ مجھ سے کہنے لگا، ابن ابی فروہ ابو الخصیب کے داماد کے پاس جو چیز مجھے ملی اُس سے بہتر کوئی شئے میرے دیکھنے میں نہیں آئی محمد نے اُس پر غارت گری کی تھی، میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اُسی بہترین شئے کو دیکھ پایا ہے اسی بنا پر میں نے امیر المومنین ابو جعفر کو اطلاع دی کہ بہت ہی کم آدمی اُس کے ساتھ ہیں محمد مجھ پر برہم ہوا اور اُس نے پھر مجھے قید کردیا پھر عیسیٰ بن موسیٰ نے اُسکو قتل کرنے کے بعد مجھے قید سے رہا کیا۔

عبد الحمید راوی ہے کہ میں ایک دن محمد کے پاس تھا اُسکے پاؤں میرے گود میں رکھے تھے خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر اُسی وقت اُس سے ملنے آیا اُس نے سلام کیا محمد نے بے اعتنائی سے اُسے جواب دیدیا جس میں گرم جوشی نہ تھی اُس کے بعد ہی قریش کا ایک نوجوان اُس سے ملنے آیا اُس نے جب سلام کیا تو محمد نے بڑے تپاک سے اُسے جواب دیا اُس پر میں نے اُس سے کہا کہ ابتک تمہارا تعصب نہ گیا اُس نے کہا کیا ہوا میں نے کہا کہ جب انصار کے سردار نے تمکو سلام کیا تو تم نے اُسے معمولی طریقہ پر جواب دیدیا اور جب قریش کے ایک ڈاکو نے آکر تمکو سلام کیا تو اُسکے جواب میں تم نے بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا یہ کیا بات ہے محمد نے کہا کہ ہرگز میں نے ایسا نہیں کیا جیسا کہ تم کو خیال ہے بات یہ ہے کہ تم اس طرح میرے افعال پر نظر رکھتے ہو کہ اسطرح دوسرے نہیں کرتے اسی وجہ سے تم کو شبہ ہوا۔

محمد نے حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو مکہ کا عامل مقرر کیا اُس کے ساتھ قاسم بن اسحٰق کو یمن کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔

محمد نے قاسم بن اسحٰق کو یمن کا عامل مقرر کیا اور موسیٰ بن عبداللہ کو شام کا عامل مقرر کیا تاکہ یہ دونوں ان علاقوں میں اُس کے لیئے دعوت دیں مگر قبل اسکے کہ یہ دونوں اپنی اپنی منزلِ مقصود کو پہنچیں خود محمد ہی قتل کر دیا گیا۔ نیز محمد نے عبدالعزیز بن الدراوردی کو اسلحہ کا محافظ مقرر کیا۔

محمد کا رنگ شدید سانولا بلکہ کالا تھا یہ بہت جسیم اور فربہ تھا کالے ہونے کی وجہ سے لوگ اُسے قاری کہتے تھے بلکہ ابوجعفر بھی اُسے محمد کے بجائے محمم پکارتے تھے۔

ابراہیم بن زیاد بن عنبسہ کہتا ہے کہ جب کبھی محمد منبر پر چڑھا اسکے چرانے کی آوازیں نے سنی حالانکہ میں منبر سے دور رہتا تھا۔

ایک مرتبہ محمد منبر پہ بیٹھا تقریر کر رہا تھا کہ اُس کے حلق میں بلغم اٹک گیا یہ اُسے نگل گیا بلغم صدر سے نیچے اتر گیا مگر پھر آیا پھر اُسے نگل گیا وہ پھر آیا محمد نے اِدھر اُدھر دیکھا اُسے تھوکنے کی کوئی جگہ نظر نہ آئی آخر اُس نے اپنا بلغم مسجد کی چھت پر تھوک مارا اور وہ وہیں چپٹ کر رہگیا، یہ بہت ہکلا تھا بعض مرتبہ اُسکے سینے میں اگر بات رک جاتی تھی اور پھر یہ اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر ادا کرتا۔

ایک دن عیسیٰ بن موسیٰ ابوجعفر سے ملنے آیا اور کہنے لگا امیر المومنین یہ سنکر بہت خوش ہوں گے کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کے مکان کا اگلا رخ بنی معاویہ یعنے حسن یزید اور صالح سے خرید لیا ہے، ابوجعفر نے کہا کیا اس بات سے تمکو خوشی ہوئی ہے یہ بات قابل خوشی نہیں ہے تمکو معلوم رہے کہ یہ حصہ اُنھوں نے صرف اس لیے فروخت کیا ہے کہ اسکی جو قیمت اُن کو ملے اُسی سے وہ تمہارے خلاف بغاوت برپا کریں۔

عبداللہ بن الربیع بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان بیان کرتا ہے جسوقت محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے اُسوقت منصور اپنے شہر بغداد کی بانسوں کے ذریعہ حدبندی کر چکے تھے وہ کوفے روانہ ہوئے میں بھی اُن کے ساتھ تھا

مجھے للکارا میں بڑھکر اُن کے پاس پہنچا دیر تک خاموش رہنے کے بعد مجھ سے کہا اے ابن ربیع محمدؐ نے خروج کر دیا ہے میں نے پوچھا کہاں اُنھوں نے کہا مدینہ میں میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ مارا گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی تباہ کیا اُس نے ایسی حالت میں خروج کیا ہے کہ نہ اُسکے یار و مددگار ہیں اور نہ سازوسامان امیر المومنین میں آپ سے ایک حدیث سناتا ہوں جو مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدۃ المخزومی نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ میں جنگ زاب کے دن مروان کے پاس کھڑا ہوا تھا اُس نے مجھ سے پوچھا سعید تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے جو دشمن کے رسالے کے ساتھ مجھسے لڑ رہا ہے میں نے کہا یہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ ہے مروان نے پوچھا ان میں وہ کونسا ہے ذرا مجھے اُسکا حلیہ بتاؤ میں نے کہا وہ اچھے نقشہ کا زرد رو پتلی باہوں والا ہے وہ تم سے سخت عداوت رکھتا ہے عبداللہ بن معاویہ کو شکست کھا جانے پر سخت بُرا کہتا ہے، مروان کہنے لگا ہاں میں اُسے پہچان گیا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ علی بن ابوطالب مجھ سے لڑتے تو مجھے کوئی باک نہ تھا بخدا علیؓ اور اُن کی اولاد کا خلافت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور وہ کبھی اس سے بہرہ ور نہ ہوں گے البتہ یہ بنی ہاشم رسول اللہ کے چچا کا اور ابن عباس کا پوتا ہے اس کے ساتھ شام کی ہوا ہے اور شامیوں کی مدد ہے اے ابن جعدہ تم جانتے ہو کہ میں نے عبدالملک کو چھوڑ کر جو عبیداللہ سے بڑا ہے کیوں اپنے بیٹوں عبداللہ اور عبیداللہ کو اپنا ولی عہد بنایا۔ میں نے کہا میں اسکی وجہ نہیں جانتا اُس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ خلافت عبداللہ کو ملیگی چونکہ عبدالملک کے مقابلہ میں عبیداللہ عبداللہ سے قریب تر تھا اسوجہ سے میں نے اسی بھی اپنا ولی عہد بنا دیا"

ابو جعفر کہنے لگے میں تجھے خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا واقعی ابن جعدہ نے یہ بات بیان کی ہے میں نے کہا اگر اُس نے وہ بات جو میں نے آپ سے بیان کی ہے مجھ سے نہ کہی ہو تو میری بیوی سفیان بن معاویہ کی بیٹی پر طلاق ہے۔

جس رات کو محمدؐ نے خروج کیا اسی رات ایک شخص جو عامر بن لوی کے خاندان اُویس بن ابی سرح سے تعلق رکھتا تھا ابو جعفر کے ارادے سے

مدینہ سے روانہ ہوا اور نو دن مدینہ سے مسلسل سفر کر کے رات کے وقت دار الخلافہ کے دروازے پر آ کر ٹھہرا اور اس نے چلانا شروع کیا آخر کار لوگوں کو اس کی طرف توجہ ہوئی اور اُسے شہر کے اندر بلا لیا ربیع نے اس سے پوچھا کہ اسوقت تو امیر المومنین سو رہے ہیں تم کو اسوقت کیا کام ہے اس نے کہا مجھے ان سے بہت ہی ضروری کام ہے اور بغیر اُن سے ملاقات ہوئے چارہ نہیں ربیع نے کہا تم مجھ سے بیان کر دو میں اُن سے جا کر کہہ دوں گا اُس نے اس سے انکار کیا اب ربیع نے اندر جا کر امیر المومنین سے اُس شخص کا ذکر کیا اُنھوں نے کہا کہ تم جا کر پوچھو جو وہ کہے وہ مجھ سے آ کر بیان کر دو ربیع نے کہا میں نے اُس سے یہی کہا تھا مگر اُس نے مجھے بتانے سے انکار کر دیا اور وہ آپ کی ملاقات کے لیے مصر ہے آخر کار ابو جعفر نے اُسے اپنے پاس بُلایا اُس نے اُن کے پاس جا کر کہا کہ امیر المومنین محمدؑ بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے ابو جعفر کہنے لگے بخدا اگر تو اپنے بیان میں سچا ہے تو گویا تو نے اُسے قتل کر دیا۔ مجھے بتا کون کون اُس کے ساتھ ہے اب اُس نے اُن عمائد اہل مدینہ کے اور اُن کے خاندان والوں کے نام بتائے جنھوں نے محمدؑ کے ساتھ خروج کیا تھا ابو جعفر نے اُس سے پوچھا کیا تو نے خود اُسے دیکھا ہے اُس نے کہا جی ہاں میں نے بچشم خود اُسے دیکھا ہے اور جب وہ منبر رسول اللہ صلعم پر بیٹھا ہوا تھا اُس سے میں نے خود باتیں کی ہیں ابو جعفر نے اُسے ایک حُجرہ دیدیا صبح کے وقت عیسیٰ بن موسیٰ کے غلام سعید بن دینار کا جو عیسیٰ کی مدینہ کی جائداد کا مہتمم تھا ایک فرستادہ بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور اُس نے اُس خبر کی توثیق کی اُس کے بعد اور ذرائع سے متواتر خبریں محمدؑ کے خروج کی ابو جعفر کو موصول ہوئیں اب اُس نے اویسی کو اپنے پاس بُلایا اور کہا میں تمھاری حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دوں گا اور تمکو مالدار کر دوں گا چنانچہ اُنھوں نے فی رات ہزار کے حساب سے نو راتوں کے نو ہزار درہم اُسے دیئے۔

جب ابو جعفر کو محمدؑ کے ظاہر ہونے کا علم ہوا تو وہ بہت ڈرے حارث منجم نے اُن سے کہا آپ بلا وجہ پریشان ہیں بخدا اگر وہ ساری روئے زمین کا بھی مالک ہو جائے تب بھی نوے راتوں سے زیادہ برقرار نہیں رہے گا۔

جب ابو جعفر کو محمدؒ کے خروج کا علم ہوا وہ کوفے کی طرف جھپٹے کہنے لگے میں ابو جعفر ہوں میں نے لومڑی کو اُس کے بھٹ میں سے نکال ہی لیا۔

جب اُن دونوں بھائیوں محمدؒ اور ابراہیم نے خروج کیا تو ابو جعفر نے عبداللہ بن علی سے جو اُن کی قید میں تھا پچھوایا کہ فلاں شخص نے خروج کیا ہے اس کے متعلق اگر تم کوئی مشورہ دے سکتے ہو تو دو (عبداللہ بن علی عباسیوں میں بڑا مدبر مانا جاتا تھا) اُس نے کہا کہ میں قید ہوں قیدی کی رائے بھی قید ہوتی ہے پہلے تم مجھے آزاد کرو تو پھر میری رائے بھی آزاد ہو جائیگی اسکے جواب میں ابو جعفر نے کہلا کر بھیجا کہ اگر وہ بڑھتا ہوا میرے دروازے تک بھی آجائے گا تب بھی میں تجھکو رہا نہ کرونگا یاد رکھو کہ میں اب بھی تمھارے حق میں محمدؒ سے اچھا ہوں اور یہ حکومت تمھارے ہی خاندان کی ہے اسپر عبداللہ بن علی نے کہلا کر بھیجا اچھا یہ کرو کہ فوراً کوفے جا کر اہل کوفہ کے سینوں پر بیٹھ جاؤ چونکہ اہل کوفہ اس خاندان کے شیعہ اور انصار ہیں اس وجہ سے شہر کے چاروں طرف فوجی چوکیاں بٹھادو جو شخص وہاں سے کسی طرف بھی جائے یا کسی سمت سے بھی آتا ہو اُسکی گردن مار دو سلم بن قتیبہ کو فوراً اپنے پاس بلاؤ (یہ اُس وقت رے میں تھا) پھر اہل شام کو لکھو کہ جو خاص بہادر اور جنگجو وہاں ہوں وہ ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ تیزی سے منزلیں طے کر کے تمھارے پاس آئیں پھر اُن کو خوب روپیہ اور انعام دیکر سلم بن قتیبہ کی قیادت میں محمدؒ کے مقابلہ پر بھیجو۔ ابو جعفر نے یہی کیا۔

جب محمدؒ کے ظاہر ہونے کی اطلاع ابو جعفر کو ہوئی اُسوقت عبداللہ بن علی قید تھا، ابو جعفر نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ جنگی معاملات میں اس احمق کی رائے ہمیشہ صائب ہوتی ہے تم اُس سے جا کر اس معاملہ میں مشورہ کرو مگر اُس سے یہ نہ بتانا کہ میں نے تمکو اُس کے پاس بھیجا ہے، یہ سب کے سب اُس کے پاس آئے انھیں دیکھکر عبداللہ بن علی کہنے لگا آج کیا بات ہے کہ تم میرے پاس آئے ہو تم نے تو ایک زمانے سے مجھے چھوڑ رکھا تھا کہنے لگے کہ آپ سے ملنے کی ہم نے امیر المومنین سے

اجازت مانگی انھوں نے اجازت دی تو ہم آئے ہیں کہنے لگا یہ غلط ہے اصل بات کہو کیوں آئے ہو انھوں نے کہا ابن عبداللہ نے خروج کیا ہے اس نے پوچھا پھر ابن سلامہ (ابو جعفر) کیا کرے گا انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا راستہ اختیار کریں گے اس نے کہا بخدا بخل نے اسے تباہ کر دیا ہے جا کر کہو کہ روپیہ دل کھول کر خرچ کرے تمام اندوختہ فوجوں میں تقسیم کر دے اگر اسے کامیابی ہوئی تو مجھے یقین کامل ہے کہ یہ سب روپیہ اسکو مل جائیگا اور اگر اسکے حریف کو کامیابی نصیب ہوئی تو اسے اس کے روپیہ میں سے ایک درہم بھی نہ ملے گا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمدؐ کے ظاہر ہونے پر ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا کہ تم اس کے مقابلہ کے لیئے جاؤ اس نے کہا امیر المومنین یہ آپ کے سب چچا موجود ہیں ان سے بلا کر مشورہ لیجیئے مگر ابو جعفر نے اسکی بات نہ مانی اور ابن ہرمہ کے قول کے مطابق اس طرز کارروائی کو مصلحت و دوراندیشی کے خلاف سمجھا۔

محمدؐ بن یحییٰ راوی ہے کہ میں نے ان خطوں کو محمدؐ بن بشیر سے سنکر قلمبند کیا ہے یہ سرکاری رسائل کا مصحح تھا نیز ابو عبدالرحمان کو عراق کے کاتبوں اور حکم بن صدقہ بن نزار سے بھی انکے رسائل کی اصلیت کی تصدیق ملی ہے اور میں نے سنا ہے کہ ابن ابی حرب جو ان خطوط کی تصحیح کرتا تھا بیان کرتا تھا کہ جب محمدؐ کا خط ابو جعفر کے پاس آیا تو ابو ایوب نے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجیئے میں اسکا جواب لکھوں مگر ابو جعفر نے اسے نہ مانا اور کہنے لگے کہ چونکہ مجھ سے شرافت نسبی میں ہماری برابری کرتا ہے اسوجہ سے خود مجھے اس کا جواب لکھنے دو، محمدؐ کے مدینہ میں خروج کے بعد ابو جعفر نے حسب ذیل خط اسے لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ یہ خط عبد اللہ عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے محمدؐ بن عبداللہ کو لکھا جاتا ہے (انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا

من الارض - ذٰلک لھم خزیٌ فی الدنیا ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم - الّا الّذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفورٌ رحیم۔

(ترجمہ) اُن لوگوں کی سزا جو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہ ہے کہ اُن کو قتل کیا جائے۔ سولی پر لٹکایا جائے اُن کے، ہاتھ اور پاؤں خلاف ترتیب کاٹ دیئے جائیں یا انھیں اُس سرزمین سے جلاوطن کردیا جائے دنیا میں تو اُن کی یہ رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا سخت عذاب اُن پر ہوگا۔ البتہ وہ لوگ اس سے بچ سکیں گے جو قبل اس کے کہ اُن پر تمھاری دسترس ہوسکے وہ توبہ کرلیں اُس صورت میں تمکو معلوم رہنا چاہیے کہ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

میں اللہ اور اسکے رسول کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں اور ذمہ لیتا ہوں کہ اگر تم قبل اس کے کہ میرا قابو تم پر چلے تائب ہو کر اپنی حرکات سے باز آجاؤ تو میں تمکو، تمھاری اولاد کو، تمھارے تمام بھائی اہل خاندان اور تمام پیروؤں کو اُن کی جان و مال کے متعلق امان کلی دیتا ہوں اور اس اثناء میں تم نے جو خون بہایا یا جتنے روپیہ پر قبضہ کیا ہے اُسے چھوڑ دونگا اور اُسکے متعلق کوئی مطالبہ نہ کروں گا اسکے علاوہ میں تمکو دس لاکھ درہم نقد دوں گا اور تمام وہ ضروریات جنکا تم مطالبہ کروگے پوری کروں گا اور جس علاقہ میں تم سکونت اختیار کرنا چاہو وہیں تم کو فروکش کروں گا نیز تمھارے اُن سب اعزا و اقربا کو جو میرے پاس قید ہیں رہا کردوں گا، جس شخص نے تمھاری آکر بیعت کی ہوگی اُس نے تمھارا ساتھ دیا ہوگا اور اُس معاملے میں تمھارے شریک رہا ہوگا اسے بھی امان دونگا نیز اُس سے اس وجہ سے پھر تمام عمر کسی قسم کا کوئی مواخذہ یا مطالبہ نہیں کروں گا، اگر تم اپنے لیے اس وعدۂ امان کی توثیق چاہتے ہو تو جسے چاہو میرے پاس بھیجدو تاکہ وہ اُس طرح عہد و پیمان کرالے جسپر تمکو اعتماد ہوسکے۔

سرنامہ پر تھا، یہ خط عبداللہ عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ

کو لکھا گیا ہے۔" محمد بن عبداللہ نے حسب ذیل خط اس کے جواب میں ابو جعفر کو لکھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط عبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے نام لکھا جاتا ہے:

طسم۔ تلک آیات الکتاب المبین، نتلوا علیک من نبأ موسیٰ وفرعون بالحق لقوم یومنون۔ ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعاً، یستضعف طائفۃ منھم یذبح ابناءھم ویستحی نساءھم انہ کان من المفسدین، ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض، ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون،

(ترجمہ) طسم۔ یہ کتاب واضح اور روشن کی آیات ہیں ہم موسیٰ اور فرعون کا سچا واقعہ ایمان والوں کے لیے بیان کرتے ہیں، فرعون نے اس سرزمین (مصر) میں سر اوٹھایا وہاں کے باشندوں کو اس نے اپنا پیرو بنا لیا ان میں سے ایک گروہ کو کمزور سمجھ کر اس نے ان کے بیٹوں کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں کو زندہ باقی رکھنا شروع کیا، بے شک وہ فساد برپا کرنے والوں میں تھا اب ہم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو اس سرزمین میں کمزور اور ناتوان سمجھا گیا اور انھیں کو سربرآوردہ اور اس ملک کا وارث بنادیں اور ان کو اس سرزمین میں اچھی طرح جمادیں اور فرعون ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھادیں جس سے وہ ڈرا کرتے تھے۔

جو وعدۂ امان تم نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہی میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں، خلافت ہمارا حق ہے اور تم نے بھی ہماری ہی خاطر اس کا دعویٰ کیا تھا ہمارے ہی پیروؤں کے ساتھ تم نے اس کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا اور ہمارے اثر اور بزرگی کی وجہ سے تم کو یہ خلافت

نصیب ہوئی، ہمارے دادا علی وصی اور امام تھے ان کی اولاد کی موجودگی میں تم کیونکر ان کی ولایت کے وارث بن گئے، علاوہ بریں تم چاہتے ہو کہ آج تک اس خلافت کا مدعی کوئی ایسا شخص نہ ہوا جو شرافت نسبی اور فضیلت ذاتی کی بنا پر ہمارے مماثل ہو ہم ان کی اولاد میں نہیں ہیں جن پر لعنت بھیجی گئی ہو یا جن کو جلاوطن کیا گیا ہو یا ان کی ماؤں کو طلاق دی گئی ہو۔ کسی بنی ہاشم کو قرابت رسول اللہ سے اسلام لانے میں سبقت اور وہ ذاتی فضیلت حاصل نہیں ہے جو ہم کو ہے ہمارا رشتہ رسول اللہ صلعم سے جاہلیت اور اسلام دونوں میں ملتا ہے۔ ہم جاہلیت میں ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو کی اولاد میں اور عہد اسلام میں ان کی صاحبزادی فاطمہ کی اولاد میں اور یہ شرف صرف ہم کو حاصل ہے تم کو نہیں اللہ نے ہم کو ان کی اولاد اور انھیں ہمارا اسلاف اختیار کیا ہے ہمارے نانا انبیاء میں محمد رسول اللہ صلعم ہیں ہمارے دادا سب سے پہلے اسلام لانے والے علیؓ ہیں ہم رسول اللہ کی سب سے افضل بیوی خدیجہ طاہرہ کے بطن سے ہیں جنھوں نے سب سے پہلے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی نیز رسول اللہ صلعم کی سب سے بہتر صاحبزادی فاطمہ کی اولاد ہیں جو تمام جنتیوں کی سیدہ ہیں اسی طرح ہم عہد اسلام میں پیدا ہونے والے حسنؓ و حسینؓ کی اولاد ہیں جو نوجوانان جنت کے سردار ہیں ہم علیؓ دو طرح سے ہاشم کی اولاد ہیں اسی طرح حسنؓ دو طرح سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور میں حسنؓ و حسینؓ کی طرف سے دو طرح سے رسول اللہ صلعم کی اولاد ہوں میں ننھیالی اور ددھیالی دونوں رشتوں کے اعتبار سے تمام بنی ہاشم میں اشرف اور نجیب الطرفین ہوں کسی عجمی عورت یا لونڈی کا خون میرے رگوں میں نہیں ہے اللہ نے ہمیشہ دونوں عہد جاہلیت اور اسلام میں میرے باپ اور ماں بہتر بنائے یہاں تک کہ دوزخ میں بھی اس نے اس بات کا خیال رکھا ہے چنانچہ میں اس شخص کا نواسا ہوں جس کا مرتبہ جنت میں سب سے بڑھ کر ہے اور اس کا پوتا ہوں جس پر دوزخ میں سب سے سہل عذاب ہوگا میں

نیکوں میں سے سب سے بہتر کی اولاد ہوں اور بروں میں بھی جو سب سے کم برا تھا اس کی اولاد میں ہوں اس طرح میں سب سے اعلیٰ جنتی کا فرزند ہوں اس طرح سب سے بہتر دوزخی کا پوتا ہوں، اگر تم میری طاعت اختیار کر لو اور میری دعوت قبول کرو تو میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں تمہاری جان و مال کے لیے امان دیتا ہوں اور اس اثنا میں سوائے اللہ کے محارم اور حقوق العباد کے چاہے وہ کسی مسلمانوں کے ہوں یا مجاہدین کے جو تم نے کیا ہوگا اس پر تم سے کوئی باز پرس نہ کرونگا البتہ اللہ کے محارم اور حقوق العباد کے متعلق تم میری ذمہ داری سے واقف ہو کہ اسے میں خود معاف نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارے مقابلہ میں اس خلافت کا میں زیادہ مستحق ہوں نیز مجھے اپنے عہد کا تم سے زیادہ پاس ہے کیونکہ تم نے مجھ سے پچھلے کئی آدمیوں کو عہد امان دیا تھا مگر اس کا لحاظ نہیں رکھا اب تم مجھے کس قسم کا وعدہ امان دیتے ہو ابن ہبیرہ کا یا اپنے چچا عبداللہ بن علی یا ابن مسلم کا، اس کے جواب میں ابوجعفر نے حسب ذیل خط محمد کو لکھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں نے تمہارا خط پڑھا اور مجھے تمہارے مطلب سے آگاہی ہوئی۔ تم نے اپنے فخر نسبی کی بنیاد زیادہ تر عورتوں کی قرابت پر رکھی ہے تاکہ اس سے اوباش عوام کو گمراہ کرو، تم کو معلوم رہے کہ اللہ نے عورتوں کا وہ حق مقرر نہیں کیا ہے جو چچا، دادا یا عصبات اور اولیا کا ہے اللہ نے چچا کو باپ کا مرتبہ عطا کیا ہے اور اپنی کتاب میں قریبی ماں پر بھی چچا کو ترجیح دی ہے اگر اللہ عورتوں کے حق ان کی قرابت کی وجہ سے قائم کرتا تو سب سے زیادہ حق اور مرتبہ اس دنیا میں اور آخرت میں دخول جنت کا شرف اولیت رسول اللہ صلعم کی والدہ آمنہ کو عطا فرماتا لیکن اللہ نے اپنے علم کے باوجود یہ شرف دوسروں کو دیا تم نے ابی طالب کی ماں فاطمہ کا ذکر کیا ہے اور ان کی اولاد ہونے پر فخر کرتے ہو حالانکہ اس کی اولاد میں سے چاہے بیٹا ہو یا بیٹی کسی کو اسلام لانے کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ اگر کسی کو محض قرابت رسول کی وجہ سے شرف اسلام نصیب ہوا ہوتا تو

وہ عبداللہ کو ہوتا جو رسول اللہ کے آبا ہیں اس دنیا اور آخرت دونوں جگہ سب سے قریب تر ولی رسول تھے مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنے دین مبین کے لیے پسند فرماتا ہے فرمایا:۔

انک لاتھدی من احببت و لکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین

ترجمہ:۔ بیشک تم راہ راست پر نہیں لاتے جسے تم چاہتے ہو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے لے آتا ہے اور وہی ہدایت پانے والوں سے خوب واقف ہے۔

جب اللہ نے محمد علیہ السلام کو نبی مبعوث فرمایا اس وقت آپ کے چار چچا موجود تھے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

وانذر عشیرتک الاقربین

ترجمہ:۔ تم اپنے قریبی واہل خاندان کو ڈراؤ)

چنانچہ آپ نے ان کو اللہ کا پیام پہنچایا اور دعوت اسلام دی دو نے اسے قبول کیا ان میں سے ایک میرے دادا تھے دو نے اسلام قبول نہیں کیا ان میں سے ایک تمہارے دادا ہیں اس وجہ سے اللہ نے تمہارے دادا کو ان دونوں یعنے اسلام لانے والے میرے دادا اور خود رسول اللہ صلعم کی ولایت میراث عہد و ذمہ داری سے محروم کر دیا۔

تم نے دعویٰ کیا ہے کہ تم اس شخص کی اولاد میں ہو جسے دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا اور جو اشرار میں بہترین تھا حالانکہ کفر میں چھوٹائی اور بڑائی ہے اور نہ اللہ کے عذاب میں کمی یا خفت ہے بھلا شر میں خیر کہاں کسی مومن کو جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو یہ زیبا نہیں کہ وہ دوزخ کی حالت پر کسی سے فخر کرے جو ایسا کرے گا وہ عنقریب دوزخ میں جائے گا اور تب اسے حقیقت معلوم ہو جائے گی:۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

ترجمہ:۔ عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ بلٹائے

جاتے ہیں)۔

تم نے علیؓ کی ماں فاطمہ پر فخر کیا اور لکھا ہے کہ اس طرح علیؓ دو طرح سے ہاشم کی اولاد میں ہیں اور حسنؓ کی والدہ فاطمہ پر فخر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس طرح حسنؓ دو واسطوں سے عبد المطلب کی اولاد ہیں اور یہ کہ تم نے خود اپنے متعلق لکھا ہے کہ تم دو واسطوں سے رسول اللہ صلعم کی اولاد ہو تو یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے یہ دیکھو کہ رسول اللہ صلعم جو اگلے اور پچھلے سب میں افضل ہیں وہ ایک ہی واسطے سے ہاشم کی اولاد ہیں اور ایک ہی واسطے سے عبد المطلب کے پوتے ہیں۔

"تم نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ تم بنی ہاشم میں نسب کے اعتبار سے اوسط ہو اور نجیب الطرفین ہو اور یہ کہ نہ تم کسی عجمی بیوی کی اولاد ہو اور نہ لونڈیوں کا خون تمہاری رگوں میں موجزن ہے۔ یہ دعویٰ کر کے تم نے تمام بنی ہاشم پر اپنی فضیلت کا ادعا کیا ہے تم پر افسوس ہے کہ فردائے قیامت میں تم خدا کو اس فخر کا کیا جواب دو گے تم اپنی حد سے تجاوز ہو گئے اور تم نے اس کے مقابلہ میں اپنے نسب پر فخر کیا ہے جو ذاتی طور پر اور اپنے باپ کی وجہ سے اول و آخر تم سے بہتر ہے یعنے ابراہیم بن رسول اللہ صلعم اور خود رسول اللہ صلعم کے مقابلہ پر بھی تم نے اپنا نسبی فخر جتایا ہے حالانکہ خود تمہارے دادا کی بہترین اولاد باعتبار اپنی ذاتی بزرگی کی وہی ہے جو لونڈیوں کے بطن سے ہے تمہارے خاندان میں رسول اللہ صلعم کے بعد علی بن حسینؓ سے بہتر کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا باوجودیکہ وہ چھوکری کے بطن سے ہیں مگر وہ تمہارے دادا حسن بن حسن سے بہتر تھے اسی طرح تمہارے خاندان میں اُن کے بعد ان کے بیٹے محمد بن علی سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا حالانکہ ان کی دادی اُم ولد تھیں اور وہ تمہارے باپ سے بہتر ہیں ان کے بیٹے جعفر ہیں ایسا بھی تمہارے خاندان میں اور کوئی نہیں ہوا ان کی دادی بھی اُم ولد تھیں مگر وہ تم سے بہتر ہیں۔

تمہارا یہ دعویٰ کہ تم رسول اللہ کے بیٹے ہو کوئی حقیقت نہیں رکھتا

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مبین میں فرماتا ہے۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم۔

(ترجمہ:۔ تم لوگوں میں سے محمدؐ کسی کے باپ نہ تھے۔)

البتہ تم ان کی صاحبزادی کے بیٹے ضرور ہو اور یہ بہت قریب کی رشتہ داری ہے مگر اس سے تم کو میراث نہیں مل سکتی اور نہ اس سے تم ان کی ولایت کے وارث ہو سکتے ہو اور چونکہ لڑکی کو امامت نہیں ملتی اس وجہ سے بھلا امامت کے تم کیوں کر وارث بن سکتے ہو، تمھارے دادا نے تو اس کا مطالبہ کیا تھا اور علانیہ اور خفیہ طور پر اس کے لیے ہزار جتن کئے مگر لوگوں نے ان کے اس دعویٰ کو قبول نہیں کیا اور شیخین کو ان پر فضیلت دی نیز تمام مسلمانوں میں بلا اختلاف یہ طریقہ رائج ہے کہ نانا۔ ماموں اور خالہ ورثہ نہیں پاتے۔

تم نے علیؓ کی وجہ سے ہم پر اپنا فخر جتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اسلام میں ان کو دوسروں پر سبقت حاصل تھی تو یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں ہو سکتی وفات کے وقت رسول اللہ صلعم نے ان کو چھوڑ کر دوسرے کو امامت جماعت کا حکم دیا تھا پھر ان کے بعد لوگوں نے اور دوسرے شخص کو اپنا امام بنا لیا اور علیؓ کو امام نہیں بنایا چنانچہ اسی وجہ سے وہ ان چھ آدمیوں میں نامزد کیئے گئے اور ان سب نے بھی خلافت اور امامت کا علیؓ کو مستحق نہیں سمجھا بلکہ عبدالرحمن نے تو عثمانؓ کو علیؓ پر ترجیح دی، جب عثمانؓ شہید ہوئے تو علیؓ پر ان کے قتل میں شرکت کا شبہ تھا۔ طلحہؓ اور زبیرؓ تو ان سے لڑ ہی پڑے سعدؓ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا اور پھر ان کے بعد سعدؓ نے معاویہ کی بیعت کر لی اس کے بعد علیؓ نے ان لوگوں سے بیعت لینے کے لیے اپنا پورا زور صرف کر دیا بلکہ جنگ بھی کی جس میں خود ان کے ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور حکومت حاصل ہونے سے پہلے خود ان کی شیعہ جماعت نے ان کی اہلیت پر شبہ ظاہر کیا پھر انھوں نے دو حکموں کے فیصلے پر اپنا معاملہ چھوڑ دیا ان کے انتخاب کو

پسند کر کے ان لوگوں کے سامنے یہ عہد کر لیا کہ وہ ان کے فیصلہ کو مان لیں گے ان دونوں نے متفقہ طور پر ان کی علیحدگی کا تصفیہ کیا اس کے بعد حسنؓ نے معاویہ کے ہاتھ چند چیتھڑوں اور درہموں کے عوض خلافت بیچدی خود حجاز جا رہے اپنے طرف داروں کو معاویہ کے حوالے کر دیا اس طرح انھوں نے حکومت ایسے شخص کے حوالے کر دی جو اس کا اہل نہ تھا اور نیز ایسے شخص سے خلافت کے عوض قیمت قبول کر لی جو اس کا جائز وارث نہ تھا' اگر خلافت کا تم کو کچھ بھی حق تھا تو وہ پہلے ہی تم نے روپیہ کے عوض فروخت کر دیا۔ تمھارے چچا حسینؓ بن علیؓ نے ابن مرجانہ کے مقابلہ پر خروج کیا مگر جمہور نے حسینؓ کے خلاف ابن مرجانہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ انھوں نے ان کو قتل کر دیا اور خود ان کا سر لیکر اس کے پاس حاضر ہوئے پھر تم نے بنی امیہ کے خلاف خروج کیا مگر انھوں نے تم کو بری طرح قتل کر کے کھجوروں کے تنوں پر سولی دیے دی تم کو آگ میں جلایا اور اپنے تمام علاقوں سے نکالدیا اسی سلسلہ میں یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا انھوں نے تمھارے مردوں کو قتل کر کے بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا اور بغیر گدے اور تکیے کے محملوں پر سوار کر کے حاصل کردہ لونڈی غلاموں کی طرح شام لے گئے۔ ہم نے ان پر خروج کر کے تمھارے خون کا مطالبہ کیا اور واقعی ہم نے تمھارا عوض ان سے لے لیا ہم نے تم کو ان کے علاقوں اور آبادیوں کا مالک بنا دیا ہم تمھارے آبا کی سنت پر چلے اور اس طرح ہم نے ان کی برائی ثابت کر دی اب تم ہمارے اسی فعل کو ہمارے خلاف حجت کے طور پر پیش کرتے ہو اور کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمھارے دادا کا جو ذکر کیا یا ان کی فضیلت کا اظہار اس لیے کیا تھا کہ ہم ان کو حمزہ' عباس اور جعفر سے افضل سمجھتے ہیں؟ اگر تمھارا ایسا خیال ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان سب ہمارے بزرگوں نے جب اس دنیا کو خیرباد کہا وہ اپنی موت مرے نہ ان کو کسی نے قتل کیا نہ انھوں نے کسی کو نقصان پہنچایا سب لوگ باتفاق ان کی بزرگی کے قائل تھے اس کے برخلاف تمھارے دادا

ہمیشہ جنگ وجدل ہی میں مشغول رہے، بنی اُمیہ کا یہ حال تھا کہ وہ ان پر اسطرح
لعنت بھیجتے تھے جس طرح کفار اپنی مکتوبہ نماز میں لعنت کرتے ہیں، ان کی حمایت
میں ہم نے مناقشہ کیا اور بنی اُمیہ کو تمھارے دادا کی فضیلت یاد دلائی اور ان پر
جبر کر کے ان کو اس حرکت سے روک دیا۔ تم کو معلوم ہے کہ عہد جاہلیت میں
زمزم کی نگرانی اور حجاج کو پانی پلانے کا شرف ہم کو حاصل تھا بعد میں زمزم
کی تولیت ان کے اور بھائیوں میں سے صرف عباسؓ کو ملی اس بارے میں
تمھارے دادا نے ہم سے تنازع کیا مگر عمرؓ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا اس طرح
ہم جاہلیت اور اسلام دونوں عہد میں زمزم کے مالک رہے، ایک مرتبہ
مدینہ میں بارش نہ ہونے سے قحط پڑا عمرؓ نے ہمارے ہی دادا کو اللہ کی جناب
میں وسیلہ بنایا اور ان سے دعا کرائی اللہ نے اہل مدینہ کو قحط کی مصیبت
سے نجات دی اور رحمت بارش نازل فرمائی۔ اس وقت اگرچہ تمھارے دادا
وہاں موجود تھے مگر عمرؓ نے ان کو اس کام کے لیے وسیلہ نہیں بنایا تم کو معلوم
ہے کہ نبی صلعم کے بعد عبد المطلب کے بیٹوں میں سے صرف عباسؓ زندہ تھے
اس وجہ سے وہ اپنے چچا ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کے وارث بنے
بنی ہاشم کے ایک سے زیادہ اشخاص نے اس حق کو طلب کیا مگر ان کے بیٹے
کے سوا اور کسی کو وہ نہ ملا۔ اس لیے سقایۃ بھی انھیں کو حاصل رہا اور نبی کی
میراث بھی ان کو پہنچی اور اب خلافت بھی اونھیں کی اولاد کو ملی اس طرح
عہد جاہلیت ہو یا اسلام۔ دنیا ہو یا آخرت کوئی شرف اور فضل ایسا نہ تھا کہ
عباسؓ اس کے وارث اور مورث نہ ہوئے ہوں۔

تم نے بدر کے واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب اسلام
آیا تو اس وقت عباسؓ نے ابوطالب کو پناہ دی اور سخت عسرت میں وہ
ابوطالب کے گھر کے کفیل رہے اور اگر عباسؓ بادل ناخواستہ دوسروں کی
زبردستی بدر نہ جاتے تو طالب اور عقیل بھوک سے مر جاتے اور ان کو شیبہ
اور عتبہ کی دیگیں چاٹنا پڑتیں مگر چونکہ عباسؓ بڑے فیاض کھلانے والے تھے
اس وجہ سے اونھوں نے اس ذلت سے تم کو بچا دیا اور تمھارے سارے

اخراجات خود برداشت کیے پھر جنگ بدر میں انھوں نے عقیل کا فدیہ دیکر اسے رہا کرایا اب تم کس بات کی وجہ سے ہمارے مقابلہ میں فخر کرتے ہو۔ کفر کے زمانے میں ہم تم سے بڑے تھے اور ہمارا ہاتھ اوپر تھا ہم نے تم کو فدیہ دیکر قید سے رہائی دلوائی جو مکارم اور شرف ہمارے آبا کو حاصل ہوئے وہ تم کو نہیں ملے تم نہیں ہم خاتم الانبیاء کے وارث بنے ہم نے تمھارے خون کا عوض طلب کیا اور اسے لے لیا حالانکہ تم خود اس کے حاصل کرنے سے عاجز رہے' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ''

حارث بن اسحق بیان کرتا ہے کہ ابن القسری نے محمد سے فریب کرنا چاہا۔ اور اس سے کہا کہ آپ موسیٰ بن عبداللہ کو میرے مولیٰ رزام کے ہمراہ شام بھیجدیجیے تاکہ یہ وہاں آپ کے لیے دعوت دیں۔ محمد نے ان دونوں کو شام روانہ کیا جب رزام موسیٰ کو لیکر شام روانہ ہوگیا تو اب محمد پر یہ بات کھلی کہ قسری نے ابو جعفر سے اس کے معاملہ میں کچھ خط و کتابت کی ہے محمد نے اسے مع اس کے چند ہمراہیوں کے ابن ہشام کے گھر میں جو نماز جنازہ کی جگہ کے سامنے واقع تھا' اور ان دنوں خرج النخعی کی ملکیت میں تھا قید کردیا۔ رزام موسیٰ کو لیکر شام آیا اور وہاں اس کو بے خبر چھوڑ کر ابو جعفر کے پاس چلا گیا موسیٰ نے محمد کو لکھا کہ یہاں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ سب سے بہتر بات جو یہاں مجھ سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کے مصائب سے ہم سخت پریشان ہیں اور ہم میں اب اس کی قطعاً جرأت یا ہمت نہیں آپ کی دعوت کے لیے نہ یہاں گنجائش ہے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ اہل شام کی ایک جماعت نے تو حلفیہ اس بات کو کہا کہ اگر ایک شب و روز بھی ہم نے یہاں اور بسر کی تو وہ ہماری شکایت کردیں گے اور ہمارا پتہ بتادیں گے میں نے یہ خط تو آپ کو لکھدیا ہے مگر اب میں روپوش ہوں اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ۔ رزام اور عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور ایک جماعت کے ساتھ شام روانہ ہوئے یہ تینا

پہنچے تھے کہ رزام زادِ راہ کے خریدنے کے بہانے اس جماعت سے پیچھے رہ گیا اور عراق چلدیا موسیٰ اور اس کے ساتھی وہیں سے مدینہ آ گئے۔

عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ خود مجھ سے موسیٰ بن عبداللہ نے بغداد میں اور رزام نے ساتھ ہی ساتھ یہ بات بیان کی کہ محمد نے مجھے اور رزام کو چھ دوسرے اشخاص کے ساتھ اس غرض سے شام بھیجا کہ ہم ان کے لیے دعوت دیں۔ جب ہم دومۃ الجندل پہنچے تو ہمیں سخت گرمی معلوم ہوئی ہم اپنے کجاووں سے اوتر کر ایک تالاب میں نہانے لگے اس وقت رزام اپنی تلوار نیام سے کھینچکر میرے سر پر آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ موسیٰ اگر میں تم کو قتل کر کے تمھارا سر ابو جعفر کو لیجا کر دوں تو جس قدر عزت و منزلت اس کے پاس میری اب ہو گی اور کسی کی نہ ہو گی میں نے کہا ابو قیس تمھاری مذاق کی عادت نہیں چھوٹی اللہ تم کو معاف کرے اپنی تلوار نیام میں رکھ لو چنانچہ اس نے اپنی تلوار نیام میں کی اور اب ہم سب سوار ہو گئے' عیسیٰ کہتا ہے کہ شام پہنچنے سے پہلے موسیٰ اور عثمان بن محمد بصرہ آ گئے یہاں ان کی مخبری کر دی گئی اور وہ گرفتار کر لیے گئے۔

عبداللہ بن نافع الاکبر راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد میرے والد نافع بن ثابت اس کے پاس نہیں گئے' محمد نے ان کو بلا بھیجا۔ یہ قصر مروان میں اس سے آکر ملے محمد نے کہا اے ابو عبداللہ تم میرے پاس نہیں آئے انھوں نے کہا میں تمھارا ساتھ دینے کے لیے آمادہ نہیں ہوں محمد نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ کم از کم تم ہتھیار ہی لگا لو تاکہ دوسرے لوگ تم کو مسلح دیکھ کر میری حمایت کے لیے آمادہ ہو جائیں انھوں نے کہا سنو جی تم کو کامیابی نہ ہو گی تم نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی' نہ ضروریات زندگی اور نہ ہتھیار نہ میں خود تمھارے ساتھ ہو کر اپنی جان دینا چاہتا ہوں اور نہ اپنی زندگی کے خلاف اعانت کرنا چاہتا ہوں محمد نے کہا اس گفتگو کے بعد مجھے آپ سے کوئی بات کہنا باقی نہیں آپ جائیں' یہ محمد کے قتل ہونے تک برابر نماز کے لیے مسجد جاتے رہے

جس روز محمد مارا گیا ہے اس روز مسجد نبوی میں صرف ایک نمازی یہی نافع تھے'

خروج کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر مکے روانہ کیا اس کے ہمراہ آل ابو لہب میں سے ایک شخص عباس بن القاسم بھی تھا جب تک وہ مکے کے قریب نہ جا پہنچے سری بن عبد اللہ کو ان کے آنے کی کچھ خبر نہ ہوئی اب یہ ان کے مقابلہ کے لیے بڑھا ان کے سامنے پہنچکر اس کے مولی نے اس سے پوچھا کہو اب کیا رائے ہے اس نے کہا اللہ کا نام لیکر پسپا ہو جاؤ اور سب بیر میموں پر اکٹھا ہو چنانچہ وہ خود پسپا ہو گئے حسن بن معاویہ مکے میں داخل ہو گیا حسین بن صخر آل اوس کا ایک شخص اسی رات ابو جعفر کے ارادے سے روانہ ہوا اس نے نو شبانہ روز منزلیں طے کر کے ابو جعفر کو اس بغاوت کی اطلاع دی ابو جعفر نے کہا ان باتوں سے کیا ہوتا ہے کہیں تیروں سے پہاڑ پھٹا کرتے ہیں اس شخص کو انھوں نے تین سو درہم انعام دیے۔

جب محمد حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر بھیجنے لگا تو حسن نے اس سے پوچھا کہ اگر ہماری سری کی فوج سے لڑائی ہو جائے تو سری کے متعلق آپ کیا ہدایت کرتے ہیں محمدؒ نے کہا سرّی ہمیشہ ان کارروائیوں کو جو ہماری خلاف ہوتی رہی ہیں ناپسند کرتا رہا ہے نیز وہ ابو جعفر کی حرکات کو بھی ناپسند کرتا تھا اس لیئے اگر تم اس پر قابو پا جاؤ تو نہ اسے قتل کرنا اور نہ اس کے متعلقین کو چھیڑنا اور نہ اس کی کسی چیز پر قبضہ کرنا اگر وہ خود مقابلہ سے کنارہ کش ہو تو تم اس کا قطعی تعاقب نہ کرنا۔ حسن ان ہدایات کو سن کر کہنے لگا کہ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بنی عباس کے کسی آدمی کے متعلق آپ کی یہ رائے ہو گی محمدؒ نے کہا ہاں تمھارا خیال درست ہے مگر سرّی ہمیشہ ابو جعفر کی حرکتوں کو بری نظروں سے دیکھتا تھا۔

عمر بن ارشد عنج کا مولی راوی ہے کہ میں مکے میں تھا ظاہر ہونے کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ، قاسم بن اسحٰق، محمد بن عبد اللہ بن عتبہ

کو جو ابو جبرہ کے نام سے مشہور تھا مکے بھیجا حسن بن معاویہ ان سب کا سپہ سالار تھا، سری بن عبداللہ نے اپنے کاتب مسکین بن ہلال کو ہزار آدمیوں کیساتھ اپنے مولی المسکین بن نافع کو ایک ہزار کے ساتھ اور اہل مکہ میں سے ایک شخص ابن فرس نام کو جو بہت ہی دلاور تھا سات سو کی جمعیت کے ساتھ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لیے بھیجا سری نے ابن فرس کو پانسو دینار بھی دیئے۔ بطن اذا خر میں دونوں گھاٹیوں کے درمیان اوس گھاٹی پر جو ذی طوی کی طرف اترتی ہے اور جہاں سے رسول اللہ صلعم مع اپنے صحابہ کے مکہ پر آگئے تھے اور جو حرم میں داخل ہے دونوں حریف ایک دوسرے کے مدمقابل ہوئے پہلے نامہ و پیام شروع ہوا۔ حسن نے سری سے کہلا بھیجا چونکہ ہمارے لیے یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کے حرم میں خونریزی کریں اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم مکے کو ہمارے لیے خالی کردو اور مزاحمت نہ کرو نیز ان دونوں وکیلوں نے جو سری کے پاس آئے تھے حلفیہ اس بات کو بیان کیا کہ یہ بات ہم اس لیے کہہ رہے ہیں کہ ابو جعفر کا انتقال ہو چکا ہے اس کے جواب میں سری نے بھی انھیں کی طرح حلف اٹھا کر کہا کہ ابھی صرف چار راتیں گزری ہیں کہ امیر المومنین کے پاس سے میرے پاس قاصد آیا تھا تم مجھے چار راتوں کی مہلت دو میں دوسرے پیامبر کا انتظار کرتا ہوں اور اس اثنا میں تم کو اور تمھارے سواری کے جانوروں کو سامان خوراک بہم پہنچاؤنگا اگر اس کے بعد تمھاری بات سچ ثابت ہوئی تو میں مکے کو تمھارے حوالے کردوں گا اور اگر غلط ہوئی تو پھر میں تمھارے خلاف پوری جدوجہد کروں گا یہاں تک کہ تم مجھ پر غالب آجاؤ یا میں تم پر غالب آجاؤں۔

مگر حسن نے یہ بات منظور نہیں کی اور کہا بغیر لڑے ہم یہاں سے نہیں ٹلیں گے اس کے ہمراہ ستر پیدل اور سات سوار تھے جب حریف کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو حسن نے ان سے کہا کہ جب تک بگل نہ بجے تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے اور بگل بجتے ہی سب مل کر حملہ کرنا۔

چنانچہ جب ہم نے ان پر دھاوا کرنے کی تیاری کی اور حسن کو یہ اندیشہ ہوا کہ اب اسے اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے گا اس نے بگلچی کو حکم دیا کہ وہ حملہ کے لیے اجازت دے چنانچہ جب حملہ کا بگل بجا تو اب سب نے ہم پر یکجان ہو کر حملہ کیا، سری کی فوج پسپا ہو گئی اور ان کے سات آدمی مارے گئے۔

سری اپنے چند ساتھی شہ سواروں کو لیکر جو گھاٹی کے عقب میں متعین تھے اور جن میں کچھ آدمی قریش کے بھی تھے حسن کی فوج پر نمودار ہوا یہ وہ جماعت تھی جسے وہ خود اپنے ساتھ لیکر نکلا تھا اور ان سے اپنی امداد کا عہد لے لیا تھا، سری کی دوسری پسپا ہونے والی جماعت کو دیکھ کر ان قریشیوں نے کہا کہ اب ہم لڑ کر کیا کریں تمھاری فوج تو پسپا ہو گئی سری نے کہا ابھی جلدی مت کرو پہاڑوں میں ہماری سوار اور پیدل فوج جو جمع ہے اسے آجانے دو اس سے کہا گیا کہ وہاں اب کوئی نہیں رہا یہ سنکر اس نے کہا تو اچھا اب اللہ کا نام لیکر پسپا ہو جاؤ چنانچہ اب تمام فوج پسپا ہو کر سرکاری محل میں در آئی اس نے ہتھیار اتار پھینکے اور سپاہی ابو رزام کے گھر کی دیوار پر چڑھ کر اس کے گھر میں اتر آئے اور وہیں چھپے رہے، حسن بن معاویہ نے مسجد الحرام میں داخل ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ابو جعفر کی موت کی خبر بیان کی اور محمد کے لیے دعوت دی۔

ایک دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جب حسن کے مکہ پر قبضہ کرنے اور سری کے بھاگنے کی خبر ابو جعفر کو ہوئی تو کہنے لگے ابن ابی العقل پر سخت افسوس ہے۔

ابن ابی مساور بن عبداللہ بن مساور مولی بن نائلہ جو بنی عبداللہ بن محیص کے خاندان سے تھا راوی ہے میں سری بن عبداللہ کے ہمراہ مکے میں تھا محمد کے خروج سے پہلے حسن بن معاویہ سری کے پاس آیا وہ ان دنوں طائف میں تھا اور اس کی طرف سے ابن سراقہ جو عدی بن کعب کے

خاندان سے تعلق رکھتا تھا مکے پر اس کا قائم مقام تھا عتبہ بن خداش اللھبی نے حسن بن معاویہ پر اپنے قرضہ کی ادائی کا دعویٰ پیش کیا اور حسن کو قید کر لیا سری نے ابن ابی خداش کو لکھا کہ تم نے ابن معاویہ کو گرفتار کرنے میں غلطی کی ہے اور اس کا نتیجہ خود تمہارے لیے اچھا نہ ہوگا کیونکہ تم کو وہ رقم اس کے بھائی سے وصول ہو چکی ہے نیز سری نے ابن سراقہ کو حکم بھیجا کہ وہ ابن معاویہ کو رہا کر دے اور حسن بن معاویہ کو لکھا کہ تم میرے آنے تک ٹھہرو میں خود آ کر اس معاملہ کا تصفیہ کروں گا اسی اثنار میں محمد ظاہر ہو گیا اور حسن بن معاویہ مکہ کا عامل مقرر ہو کر مکے چلا لوگوں نے سری سے کہا کہ یہ ابن معاویہ ہے جو تمہارے مقابلہ پر آ رہا ہے سری کہنے لگا کہ یہ ہرگز میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا کیونکہ جو احسان میں نے اس پر کیا ہے وہ سب کو معلوم ہے اسی طرح اہل مدینہ بھی میرے خلاف کیوں خروج کرنے لگے مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو مگر جب اس سے کہا گیا کہ آپ کس ہوا میں ہیں وہ تو مکے پہنچ گیا ہے تو اب سری طائف سے مکے آیا۔

ابن جریج حسن بن معاویہ سے آگر ملا اور اس سے کہا کہ تم ہرگز مکہ نہیں پہنچ سکتے تمام اہل مکہ سری کے ساتھ ہیں کیا وہ اس بات کو گوارا کرینگے کہ تم قریش پر غلبہ پاکر بیت اللہ پر قبضہ کر لو حسن نے کہا اے جلا ہے کیا تو مجھے اہل مکے سے ڈراتا ہے بخدا میں آج رات مکے میں بسر کروں گا۔ یا اس سے پہلے اپنی جان دیدونگا۔

اب وہ اپنی جماعت کو لیکر لپکا سری اس کے مقابلہ کے لیے آیا مقام فخ پر مقابلہ شروع ہوا حسن کی فوج کے ایک شخص نے مسکین بن ہلال سری کے میر منشی کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی جس سے وہ چکر کھا کر گر پڑا سری اور اس کی فوج پسپا ہو کر مکے آئی خاندان عبدالدار کے ایک شخص ابو رزام نے اور پھر بنی شیبہ کے ایک شخص نے سری پر گر پڑے اور بھاگ کر اپنے گھر میں چھپا لیا اور حسن مکے میں داخل ہو گیا جس نے چند روز مکے میں

قیام کیا تھا کہ محمد کا خط اس کے پاس آیا جس میں اسے فوراً مدینہ آنے کی ہدایت لکھی تھی۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب حسن اور قاسم نے مکے پر قبضہ کرلیا تو انھوں نے تمام جنگی ضروریات کثیر مقدار میں مہیّا کیں اور ایک بڑی جماعت تیار کر کے دونوں محمد کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تاکہ عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف اس کی مدد کریں انھوں نے ایک انصاری کو مکے پر اپنا قائم مقام بنا دیا اور جب قدید پہنچے تو انھیں محمد کے قتل ہونے کی خبر معلوم ہوئی اس خبر کے مشہور ہوتے ہی تمام لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے راستے ہوئے حسن نے نبقہ کی راہ اختیار کی جو ریگستان عرب میں ایک نہایت ہی گرم مقام ہے اور لبقہ قدید کے نام سے مشہور رہے اور پھر وہ ابراہیم سے جا ملا اور ابراہیم کے قتل ہونے تک بصرہ میں مقیم رہا۔ قاسم بن اسحٰق بھی ابراہیم کے ارادے سے چلا علاقہ فدک کے مقام بدیع پہنچکر اسے ابراہیم کے قتل کی اطلاع مل گئی یہ مدینہ پلٹ آیا اور جب تک عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی پوتی نے جو عیسیٰ بن موسیٰ کی بیوی تھی اس کے اور اس کے بھائیوں کے لیے امان نہ لے لی وہ روپوش رہا بعد میں بنو معاویہ نے اس سے رشتۂ مناکحت قائم کیا اور اب قاسم ظاہر ہوگیا۔

عمر بن راشد عنج کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب حسن بن معاویہ نے سرّی پر فتح پائی تو یہ تھوڑے ہی دن مکے میں قیام کرنے پایا تھا کہ محمد کا خط اسکے نام آیا جس میں اسے ہدایت کی تھی کہ تم فوراً میرے پاس چلے آؤ اور لکھا تھا کہ چونکہ عیسیٰ مدینہ کے قریب پہنچ گیا ہے اس لیے تم حتی الامکان عجلت کیساتھ میرے پاس پہنچ جاؤ۔ یہ دوشنبہ کے دن شدید بارش میں مکے سے روانہ ہوا (ارباب سیر کا خیال ہے کہ اسی دن محمدؒ قتل ہوچکا تھا) اج میں جو بنی خزاعہ کا تالاب ہے اور عسفان اور قدید کے درمیان واقع ہے عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈاک کے ہر کاروں کے ذریعے اسے محمدؒ کے قتل

ہونے کی خبر ہو گئی اور یہ اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے۔
ابو سیار کہتا ہے کہ میں محمد بن عبداللہ کا حاجب تھا رات کے وقت ایک شتر سوار میرے پاس آیا اس نے کہا میں بصرہ سے آیا ہوں اور ابراہیم نے خروج کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے، میں قصر مروان آکر اس کمرے میں آیا جہاں محمد شب باش تھا میں نے دروازہ پر دستک دی اس نے بہت بلند آواز سے پوچھا کون ہے میں نے کہا ابو سیار ہوں اس نے لاحول پڑھا اور کہا اے خداوندا میں رات میں آنے والوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں البتہ اس صورت میں کہ وہ کوئی خیر کی خبر لائے ہوں اس نے پوچھا خیر ہے میں نے کہا جی ہاں خیر ہے اس نے پوچھا کیا بات ہے میں نے کہا ابراہیم نے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ محمدؒ کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح و مغرب کے بعد ان کا ایک نقیب تمام نمازیوں سے درخواست کرتا تھا کہ وہ اپنے بصرہ کے بھائیوں اور حسن بن معاویہ کی کامیابی کے لیئے دعا مانگیں۔
عیسیٰ کہتا ہے ایک شامی ہمارے گھر آکر مقیم ہوا ابو عمرو اس کی کنیت تھی میرے باپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمدؒ کو کیسا پایا اس نے کہا کہ میں ان سے ملوں تو معلوم ہو پھر تم سے بیان کروں گا اس کے کچھ روز کے بعد میرے باپ پھر اس سے ملے اور محمدؒ کو پوچھا اس نے کہا کہ ان میں تمام خوبیاں موجود ہیں مگر ان کا موٹا پا ان کی کمزوری ہے کیونکہ جنگجو آدمی اس قدر موٹا نہیں ہوتا اس کے بعد انھوں نے بھی اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ جنگ میں شریک رہے عبداللہ بن محمدؒ بن مسلم ابن البواب منصور کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ابو جعفر نے اعمش کے نام ایک خط محمدؒ کی طرف سے لکھ بھیجا جس میں اسے اپنی نصرت کی دعوت دی خط کو پڑھ کر اعمش نے کہا اے بنی ہاشم ہم نے تم کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ تم لذائذ دنیا کو محبوب رکھتے ہو، قاصد نے ابو جعفر سے آکر واقعہ سنایا اسی جملہ کو سنکر ابو جعفر کہنے لگے کہ بیشک یہ اعمش کا کلام ہے۔

محمد بن عمر بیان کرتا ہے کہ جب محمد بن عبد اللہ نے مدینہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیں اس کی اطلاع ہوئی تو ہم نے بھی خروج کیا میں اسوقت بالکل عنفوان شباب میں تھا پندرہ سال کا سن تھا ہم اس کے پاس آئے اور بہت سے لوگ وہاں جمع تھے کسی کو اس کے پاس آنے کی روک ٹوک نہ تھی میں نے قریب پہنچکر اسے غور سے دیکھا وہ گھوڑے پر سوار سفید چکن کی قمیص پہنے تھا سفید ہی عمامہ زیب سر تھا اس کا سینہ اندر گھسا ہوا تھا چہرہ پر چیچک کے داغ تھے۔ اس نے پھر اپنے سرداروں کو مکے بھیجا اور انھوں نے اس کے لیے مکے پر قبضہ کر لیا اور سفید جھنڈا بلند کر لیا۔ اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ کو بصرہ بھیجا اس نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور اہل بصرہ نے بھی اس کی تائید میں سفید جھنڈا بلند کیا۔

امیر المومنین ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد کے مقابلہ پر بھیجنے کا تصفیہ کر لیا اور کہنے لگے کہ مجھے اس کی پروا نہیں کہ ان میں سے کون اپنے حریف کو قتل کر دیتا ہے دونوں طرح میرا فائدہ ہے۔ چار ہزار باقاعدہ فوج اس کے ساتھ کی نیز محمد بن ابی العباس امیر المومنین کو اس کے ساتھ کر دیا۔

جب ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو اس نے ابو جعفر سے کہا کہ آپ اپنے چچاؤں سے بھی اس امر میں مشورہ لے لیجیے ابو جعفر نے کہا تم جانتے ہی ہو بخدا اس کے پیش نظر صرف میں ہوں یا تم ہو اب یا تم اس کے مقابلہ پر جاؤ یا میں جاؤں۔ اس واقعہ کا راوی زید مسمع کا مولی کہتا ہے کہ عیسیٰ عراق سے چل کر ہم پر آ گیا ہم اس وقت مدینہ میں تھے۔

عبد الملک بن شیبان راوی ہے ابو جعفر نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو جو مبروص، طویل القامت جنگی معاملات کا سب سے بڑھ کر عالم تھا اور مروان کے ہمراہ اس کی جنگوں میں شریک ہو چکا تھا بلایا اور پوچھا کہ محمد نے خروج کر دیا ہے تمھاری کیا رائے ہے اس نے پوچھا محمد نے

کس جگہ خروج کیا ہے ابو جعفر نے کہا مدینہ میں جعفر نے کہا تو اب تم اللہ کا شکر ادا کرو وہ تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی ہیں نہ ہتھیار اور سامان خوراک ہے تم اپنے کسی بھی مولیٰ کو بھیجدو کہ وہ وادی القریٰ پر جاکر مورچہ زن ہو جائے اور شام سے آنے والی رسد کو روک دے اس طرح وہ بغیر لڑائی کے اپنے مکان ہی میں بھوک سے ہلاک ہو جائے گا، ابو جعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو جعفر نے کثیر بن حصین العبدیؔ کو عیسیٰ کے آگے بھیجدیا تھا اس نے فید میں اپنی چھاونی ڈالدی اور اس کے گرد ایک خندق بنالی جب عیسیٰ یہاں آیا تو پھر یہ بھی اس کے ساتھ مدینہ ہو لیا، عبداللہ بن راشد اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس خندق کو دیکھا تھا یہ بہت مدت تک باقی تھی عرصہ کے بعد وہ پٹ گئی اور مٹ گئی۔

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تم ابو العسکر مسمع بن محمد بن شیبانی بن مالک بن مسمع کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ کیونکہ اس کے اثر کا یہ حال ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس نے سعید بن عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ کو مروان کے داعی اہل بصرہ سے بچالیا حالانکہ وہ رسالہ لیکر اس پر چڑھ آئے تھے۔

سعید اس وقت ابو العسکر کے پاس تھا جو ہڈی کا گودا مصری کیسا تھ ملاکر کھا رہا تھا۔ عیسیٰ نے اسے اپنے ساتھ لے لیا جب یہ بطن نخل پہنچا تو ابو العسکر اور مسعودی بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود عیسیٰ کا ساتھ چھوڑ کر وہیں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ محمد مارا گیا اور ابو جعفر کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے عیسیٰ سے کہا کہ تم نے وہیں اس کو قتل کر دیا ہوتا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو رخصت کرتے وقت ابو جعفر نے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں تم کو اس کی طرف بھیج رہا ہوں جو میرے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اگر تم محمد کو زندہ پکڑ سکو تو

اپنی تلوار نیام میں کرنا اور امان دیدینا۔ اگر وہ روپوش ہوجائے تو اہل مدینہ کو اس کی حاضری کا ضامن بتانا کیونکہ وہ اس کی آمد و رفت سے واقف ہیں چنانچہ مدینہ آکر عیسیٰ نے ایسا ہی کیا۔

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو جب محمد بن عبداللہ کے مقابلہ کے لیے مدینہ بھیجا تو اس کے ساتھ محمد بن ابی العباس امیر المومنین اور نیز بعض دوسرے خراسانی سرداروں کو بھی کردیا اور ان سرداروں کی فوجیں بھی ساتھ کیں، عیسیٰ بن موسیٰ کے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ سردار تھا اس فوج کے ساتھ گھوڑے خچر اسلحہ اور سامان خور اور رسد اتنی کافی مقدار میں تھا کہ انھیں اثنائے راہ میں کسی جگہ منزل کرنے کی ضرورت نہ پڑی نیز اس کے ہمراہ ابو جعفر نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بھیجدیا یہ ابو جعفر کے مصاحبین میں تھا یہ بنی العباس کی طرف مائل تھا ابو جعفر کو اس پر پورا بھروسہ تھا اسی وجہ سے انھوں نے اسے بھی عیسیٰ کے ساتھ کردیا تھا۔

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا کہ آل ابی طالب میں سے جو شخص تم سے ملنے آئے تم اس کا نام مجھے لکھ بھیجو اور جو نہ آئے اس کی املاک ضبط کرلو، چنانچہ ابو زیاد کا روپیہ ضبط کرلیا گیا اسی اثنا میں جعفر بن محمد اس سے ملنے نہیں آیا اور جب ابو جعفر مدینہ آئے تو اس نے ان سے گفتگو کی اور اپنا روپیہ طلب کیا ابو جعفر کہنے لگے تمھارے مہدی نے اس پر قبضہ کرلیا ہے۔

فید پہنچکر عیسیٰ نے حریر کے پارچوں پر کئی خط اہل مدینہ کے نام لکھے ان میں عبدالعزیز بن المطلب المخزومی اور عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بھی تھے جب عیسیٰ کے خط مدینہ آئے تو بہت سے عمائد محمد کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے انھیں میں عبدالعزیز بن المطلب بھی تھا اسے گرفتار کرکے پھر محمد کے پاس لایا گیا یہ چندے قیام کرکے پھر چلا گیا دوبارہ پکڑ بلوایا گیا چونکہ اس کا بھائی علی بن المطلب کا محمد پر بہت اثر تھا اس نے محمد سے

اس کی سفارش کی اور اب محمد نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔
عیسیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے زرد حریر کے پارچہ پر خط لکھ کر میرے باپ کے پاس بھیجا ایک اعرابی خط کو اپنے جوتے کے تلے میں چھپا کر ہمارے گھر لایا۔ میں نے اسے اپنے مکان میں میٹھا ہوا دیکھا تھا میں اس وقت کمسن تھا وہ خط اس نے میرے باپ کو دیا اس میں لکھا تھا محمد نے ایسی شئے کو لینا چاہا جو اللہ نے اسے نہیں دی اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:۔

قل اللھم مالك الملك توتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شئی قدیر۔

ترجمہ:۔ کہو اے بار الہ تو ملک کا مالک ہے جس کو تو چاہتا ہے
حکومت عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے
جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے
تیرے ہی ید قدرت میں بھلائی ہے کیونکہ تو ہر شئے پر قادر ہے

تم بغیر انتظار کیے فوراً اس مخمصے سے نکل جاؤ اور اپنی قوم والوں کو بھی مدینہ سے خروج کی دعوت دو اور ان کو لیکر چلے آؤ، چنانچہ وہ مع عمر بن محمد بن عمر اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مدینہ سے نکل گئے۔ انھوں نے افطس حسن بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا مگر اس نے نہ مانا اور وہ محمد کے ہمراہ مدینہ میں جما رہا محمد سے جب ان کے خروج کا ذکر کیا گیا اس نے ان کے تمام اونٹوں پر قبضہ کر لیا عمر بن محمد نے اس سے آکر کہا کہ تم تو عدل کی دعوت دیتے ہو اور ظلم و غضب کے مٹانے کے لیے اٹھے ہو میرے اونٹوں نے کیا قصور کیا ہے جو ان کو پکڑا جا رہا ہے میں نے تو ان کو اس غرض سے تیار کیا ہے کہ ان پر سوار ہو کر حج کروں یا عمرہ ادا کروں، محمد نے وہ اونٹ اسے واپس دیدیئے اور یہ اسی شب مدینہ سے نکل کر چار یا پانچ منزل پر عیسیٰ سے جا ملے۔
خود ابو جعفر نے متعدد خطوط قریش اور دوسرے عمائد کے نام لکھ کر

عیسیٰ کو دیدئے تھے اور ہدایت کردی تھی کہ مدینہ کے قریب پہنچکر یہ خطوط ان لوگوں کو پہنچا دینا۔ چنانچہ عیسیٰ نے اس ہدایت پر عمل کیا محمد کے پہرہ داروں نے قاصد اور خط گرفتار کیے ان میں ایک خط ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر اور قریش۔ کے دوسرے عمائد کے نام تھا محمد نے ابن عمر اور ابوبکر بن ابی سبرہ کے علاوہ ان سب لوگوں کو جن کے نام خط آئے تھے گرفتار کر کے ابن ہشام کے مکان واقعہ مصلّی میں قید کر دیا۔

اس بیان کا ناقل ایوب بن عمر اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ محمد نے مجھے اور میرے بھائی کو گرفتار کرا کے اپنے پاس بلایا اور ہمیں تین تین سو کوڑے مارے گئے جب وہ مجھے مار رہا تھا اور وہ کہتا جاتا تھا کہ تونے مجھے قتل کرنا چاہا تھا میں نے کہا میں نے اس وقت تم کو چھوڑ دیا تھا جبکہ تم پہاڑوں اور راہی خیموں میں چھپتے پھرتے تھے جب مدینہ پر تمہارا قبضہ ہوگیا اور تمہاری حکومت پائیدار ہوگئی تو میں تمہاری حمایت میں کھڑا ہوا اب میں کس کے بھروسہ پر کھڑا ہوں اپنی طاقت کے بھروسہ پر اپنی دولت کے بھروسہ پر یا اپنے خاندان کے بل پر۔

اس کے بعد اس نے ہم کو قید کر دینے کا حکم دیا اور ہمیں بھاری بھاری بیڑیاں او ہتھکڑیاں پہنائی گئیں جن کا وزن اسی رطل تھا۔ محمد بن عجلان نے محمد سے جا کر کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو نہایت شدید مار ماری ہے اوران کو اتنی بھاری بیڑیاں پہنادی ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتے، عیسیٰ کے مدینہ میں داخل ہونے تک یہ دونوں قید رہے۔

عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آگیا ان دنوں ایک رات میں محمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے مشورہ دو کہ آیا اس وقت خروج کروں یا یہیں ٹھہرا رہوں اس معاملہ پر اختلاف رائے ہونے لگا محمد نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھسے کہا اے ابوجعفر تم اپنی رائے بیان کرو میں نے کہا کیا آپ اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ آپ اس شہر میں ہیں جہاں گھوڑے،

سامان خوراک اور ہتھیار بہت ہی کم ہیں اور جہاں کے باشندے سب سے زیادہ کمزور واقع ہوئے ہیں محمد نے کہا بے شک میں اس حالت سے واقف ہوں میں نے کہا اور آپ اس بات سے واقف ہونگے کہ آپ اس ملک کے مقابل میں جہاں کے باشندے بڑے کڑے اور جہاں اسلحہ اور روپیہ کی افراط ہے، اس نے کہا ہاں میں اسے جانتا ہوں۔ میں نے کہا ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت کو لیکر مصر چلے جائیں وہاں کوئی آپ کے معاملہ میں مخالفت نہ کرے گا اور وہاں سے پھر آپ اپنے حریف کا اسی سازو سامان، اسلحہ اور آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کر سکیں گے جو وہ آپ کے مقابل میدان کارزار میں لائے گا۔ اس پر جہنین بن عبد اللہ نے بلند آواز سے کہا میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں، آپ مدینہ سے ہرگز باہر نہ جائیں پھر اس نے محمد سے رسول اللہ صلعم کی یہ حدیث بیان کی "میں نے اپنے تئیں ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے دیکھا اور اس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ وہ مضبوط زرہ مدینہ ہے۔

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد اہل مدینہ اور اس کے مضافات کے باشندے اس کے ساتھ ہو گئے قبائل عرب میں سے جہینہ۔ مزینہ۔ سلیم بنو بکر، اسلم اور غفار بھی اس کے ساتھ تھے مگر محمد نبی جہینہ کو سب سے مقدم رکھتا تھا اس وجہ سے قیسی قبائل برہم ہو گئے۔

عبد اللہ بن معروف جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ تمام بنو سلیم اپنے سرداروں کے ساتھ محمد کے پاس آئے ان کے وکیل خطیب جابر بن انس الریاحی نے محمد سے کہا آپ کے ننہالی رشتہ دار اور آپ کے ہمسایہ ہیں ہمارے پاس ہتھیار اور سواری کے جانور کثرت سے ہیں بدو اسلام میں تمام حجاز میں سب سے زیادہ رسالہ بنو سلیم ہی کا تھا اب بھی ہمارے پاس اس قدر سوار ہیں کہ اگر وہ کسی ایک عرب کے پاس ہوں تو تمام بدوی قبائل اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں آپ ہرگز خندق نہ بنائیں رسول اللہ صلعم نے صرف اس وقت خندق بنائی جب اللہ نے اس کا

انھیں حکم دیا اگر آپ خندق بنالیں گے تو یہ لوگ پوری طرح اپنی جنگی قابلیت کو بروئے کار نہ لاسکیں گے کیونکہ نہ پیدل سپاہ خندق میں بیٹھ کر اچھی طرح لڑسکتی ہے اور نہ رسالہ خندقوں کی درمیانی گلی کوچوں میں نقل وحرکت کرسکتا ہے۔ علاوہ بریں جس فوج کے مقابلہ پر خندق ہوگی اس میں وہ لوگ ہیں جو خندقوں کی آڑ میں اچھی طرح لڑتے ہیں اور جن کے لیے خندق بنائی جائے گی ان کی آزاد نقل وحرکت میں خود وہی خندق رکاوٹیں ڈالدے گی، اس پر بنی شجاع کے ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تو خندق بنائی تھی تم یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہ کی رائے کو چھوڑ کر تمھارا مشورہ اختیار کیا جائے اس نے جواب دیا اے شجاع کے بیٹے تم اور تمھاری جمعیت پر حریف کا مقابلہ سخت دوبھر ہے اس کے مقابلہ میں میری جمعیت اور خود میں ان سے لڑنے کو اس وقت سب سے زیادہ دل سے چاہتا ہوں اس لیے تمھاری رائے اس معاملہ میں کچھ موثر نہیں محمد نے کہا خندق کے معاملہ میں ہم نے رسول اللہ صلعم کی رائے پر عمل کیا ہے اور اس سے کوئی شخص مجھے ہٹا نہیں سکتا میں خندق کو ترک نہیں کرتا۔

جب محمد کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ مدینہ کے قریب آگیا ہے اس نے رسول اللہ صلعم کی اس خندق کو جو حضور نے جنگ احزاب میں بنائی تھی پھر کھودلیا۔ کھودنے کے وقت خود محمد سفید قبا پہنے اور کمر پیٹی لگائے اپنے تمام ساتھیوں کے جلوس کے ساتھ اس خندق پر آیا اس مقام پر پہنچکر وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور سب سے پہلے خود اسی نے کھودنا شروع کیا اور رسول اللہ صلعم کی بنائی ہوئی خندق کی ایک اینٹ اس سے برآمد کی اور نعرہ تکبیر بلند کیا اس کے ساتھ سب جماعت نے تکبیر کہی لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کو فتح کی بشارت مبارک ہو یہی آپ کے دادا رسول اللہ صلعم کی خندق ہے۔

جب عیسیٰ مقام اعوص آگیا تو مدینہ میں محمد نے منبر پر ایک تقریر کی اور اس میں حمد وثنا کے بعد کہا خدا کا اور تمھارا دشمن عیسیٰ بن موسیٰ اعوص

آگیا ہے حالانکہ دین کے قیام کا سب سے زیادہ حق مہاجرین اولین اور انصار کی اولاد کا ہے۔

عثمان بن محمد بن خالد الزبیری جسے ابوجعفر نے قتل کرا دیا تھا بیان کرتا ہے کہ محمد کے ساتھ پہلے تو ایسی زبردست جمعیت آمادۂ پیکار ہوگئی تھی کہ اس کی نظیر اس سے پہلے میری آنکھ سے نہیں گزری میرا خیال ہے کہ اس وقت ہماری تعداد ایک لاکھ ہوگی عیسیٰ کے قریب آجانے کے بعد محمد نے ہمارے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں کہا کہ عیسیٰ بڑی زبردست فوج اور تمام ساز و سامان و اسلحہ کے ساتھ قریب آگیا ہے میں اپنی بیعت کی ذمہ داری سے تم کو آزاد کرتا ہوں اب جس کا جی چاہے وہ میرے ساتھ رہے اور جس کا جی چاہے میرا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے اس اذن کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب لوگ کھسک گئے اور ایک چھوٹی سی حقیر جماعت اس کے ساتھ رہ گئی۔

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ایک بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ ہوگئی یہ ان سب کو لیکر ایک میدان میں آیا اور یہاں اس نے اس کا ساتھ دینے کے لیے ان سے سخت عہد و پیمان لئے مگر جب سنا کہ عیسیٰ اور حمید بن قحطبہ مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں اس نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ میں نے آپ سب کو لڑنے کے لیے اکٹھا کیا تھا اور صبر و ثبات کیلئے راسخ عہد و پیمان لئے تھے اب یہ دشمن زبردست فوج کے ساتھ آپ کے قریب پہنچگیا ہے۔ مدد صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر شئے کی باگ ہے اب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ آپ لوگوںکو اجازت دیدوں اور ان عہد و وعدوں سے بری الذمہ کردوں اب جو چاہے وہ میرا ساتھ دے اور ٹھہرے اور جو چاہے چلا جائے اس اجازت کے بعد ہزارہا آدمی مدینہ سے نکل گئے جب یہ عریض پہنچے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تو یہاں انھیں رحبہ کے سامنے عیسیٰ بن موسیٰ کا مقدمۃ الجیش ملا ان کی پیدل سپاہ ایک مڈی دل معلوم ہوتا تھا ہم بغیر تعرض ان کے

پہلو سے گزر گئے اور وہ ہمارے پہلو سے مدینہ کے رُخ چلے گئے۔

مدینہ کے بہت سے لوگ اپنے اہل وعیال کو لیکر پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں جا چھپے تھے محمد نے ابو القلمس کو حکم دیا کہ وہ ان سب کو مدینہ لوٹا لائے، جس پر اس کی دسترس ہو سکی ان کو وہ واپس لے آیا مگر اکثر پر اس کا قابو نہ چل سکا اور اس نے بھی ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔

فاخری کہتا ہے کہ محمد نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو ہتھیار دیتا ہوں اور تو میرے ساتھ ہو کر لڑنا میں نے کہا بہت اچھا اگر آپ مجھے نیزہ دینگے تو میں اعوص ہی میں ان پر نیزہ چلاوں گا اور اگر تلوار یا ندھیں گے تو جب وہ ہسفایں ہوں گے تب ان پر ضرب لگاؤں گا، تھوڑی دیر کے بعد محمد نے مجھ سے کہلا بھیجا کہ اب کیا انتظار ہے، میں نے جواب دیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نزدیک تو یہ بات بالکل معمولی ہے کہ میں اس ہنگامہ میں مارا جاؤں اور مزے دوسرے لوٹیں اور اس وقت کہا جائے کہ چونکہ اس نے جنگ کی ابتدا کی تھی اس لیئے اس کا خمیازہ بھی اسی کو بھگتنا پڑا۔ محمد نے کہا تم کو کیا ہوا ہے کیوں متردد ہو اہل شام عراق اور خراسان نے میری حمایت میں علم سفید بلند کر دیا ہے میں نے کہا جناب والا میں تو اس دنیا کو سفید مسکہ سمجھتا ہوں اور خود اپنے آپ کو دوات کی صوف میں پیچیدہ پاتا ہوں جبکہ عیسیٰ اعوص پہنچ چکا ہے مجھے ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

ابو جعفر نے عیسیٰ کے ہمراہ ابن الاصم کو بھیجا تھا اسی کے مشورہ سے فوج اپنی قیام گاہ اختیار کرتی تھی پہلے یہ آکر مسجد رسول اللہ سے ایک میل کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے مگر ابن الاصم نے کہا کہ یہاں پیدل سپاہ کے ساتھ رسالہ کوئی موثر کارروائی نہ کر سکے گا اور مجھے خوف ہے کہ وہ تمھاری صفوں میں شگاف پیدا کر کے تمھارے فرودگاہ میں گھس آئیگے اس خطرہ کا احساس کر کے وہ اس تمام فوج کو یہاں سے اُٹھا کر جرف لے گیا جو مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ان کو سلیمان بن

عبدالملک کے سقایہ کے پاس فروکش کیا اور کہنے لگا کہ پیدل سپاہ ایک دھلے میں دو تین میل سے زیادہ آگے نہ بڑھنے پائیگی کہ رسالہ اسے آلے گا۔

محمد بن ابی الکرام کہتا ہے کہ جب عیسیٰ طرف القدوم پر فروکش ہوا اس نے آدھی رات کو مجھے بلا بھیجا میں نے اس وقت اسے بیٹھا ہوا پایا پاس شمع روشن تھی اور روپیہ کا ڈھیر تھا۔ مجھ سے کہا کہ مخبروں نے مجھے آکر کہا ہے کہ محمد کی حالت سقیم ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہ راہ گریز اختیار کرے گا اور اب سوائے مکے کی سمت کے اور کوئی رخ اس کے لئے کھلا ہوا نہیں ہے تم اپنے ساتھ پانسو پیدل سپاہی لو اور شاہ راہ عام کو چھوڑ کر مکے کی سمت جاؤ شجرہ پہنچکر ٹھہرے رہو' پھر اس نے شمع کے سامنے ان کو عطا دی میں ان کو لیکر روانہ ہوا بطحا ابن ازہر کے مقام بصرہ سے جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے گزرا ہمیں دیکھ کر اس مقام کے باشندے سہم گئے میں نے ان کو اطمینان دلایا کہ تم ہرگز خوف مت کرو تم کو ہم سے کوئی گزند نہ پہنچے گا میں محمد بن عبداللہ ہوں کچھ ستو ہو تو لاؤ وہ لوگ ہمارے لیئے ستو لائے ہم نے اسے پی لیا اور محمد کے قتل ہونے تک ہم وہیں قیام پذیر رہے۔

مدینہ کے قریب پہنچکر عیسیٰ نے قاسم بن حسن بن زید کو محمد کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے سمجھا بجھا کر اس مقابلہ سے باز رکھے اور محمد کو اطلاع دے کہ امیرالمومنین ابو جعفر نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دیدی ہے محمد نے قاسم سے کہا کہ اگر سفرا کو قتل نہ کیا جاتا ہوتا تو میں تمہاری گردن ماردیتا۔ میں بچپن سے تجھے دیکھتا ہوں کہ جب دو فریق ایک صاحب خیر اور دوسرا شر پر ہوتا ہے تو ہمیشہ خیر کے مقابلہ میں شر کا ساتھ دیتا رہا نیز محمد نے عیسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تم کو رسول اللہ سے قرابت قریبہ حاصل ہے میں تم کو کتاب اللہ کی اطاعت اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اور اللہ کے انتقام سے اور اس کے عذاب

سے ڈراتا ہوں تم خود میرے مقابلہ سے باز رہو میں خود اس فرض سے جو اللہ نے عائد کیا ہے دست بردار نہیں ہو سکتا تم اس شخص کے ہاتھوں جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے قتل ہونے سے ڈرو اور بچو ورنہ تم بہت برُے مقتول ہوگے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اس کی ذمہ داری بھی تم پر بہت بڑی عائد ہوگی اور اس کا گناہ بھی بہت ہوگا۔ محمد نے یہ خط ابراہیم بن جعفر کے ہاتھ عیسیٰ کے پاس بھیجا ابراہیم نے اسے پہنچا دیا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم اپنے صاحب سے جا کر کہدو کہ اب ہمارے درمیان سوائے جنگ کے اور کوئی صورت باعث تصفیہ نہیں رہی۔

ابراہیم بن محمد ابی الکرام بن عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن جعفر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آگیا اس نے مجھے محمد کے لیے امان کا عہد دیکر اس کے پاس بھیجا محمد نے کہا یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھ سے کیوں لڑتے ہو اور کیوں میرے خون کو حلال کرتے ہو میں تو خود لڑائی سے بھاگتا ہوں میں نے کہا کہ ہماری جماعت اب تم کو امان دیتی ہے اگر تم اسے قبول نہ کروگے اور بغیر ان سے لڑنے باز نہ رہوگے تو پھر ان کو بھی مجبوراً تم سے اسی بنا پر لڑنا پڑے گا جس بنا پر تمھارے اشرف ترین دادا علی۔ طلحہ اور زبیر سے لڑے تھے کیونکہ انھوں نے ان کی بیعت سے انحراف کر کے ان کی حکومت لینا چاہی اور خود ان کی جان کے خلاف جد و جہد کی تھی۔ جب میں نے ابو جعفر سے اس گفتگو کو نقل کیا تو انھوں نے کہا کہ اگر اس کے علاوہ تم اور کوئی بات اس سے کہتے تو مجھے خوشی نہ ہوتی تم نے خوب کیا جو یہ کہدیا اب میں تم کو اس صلہ میں یہ انعام دیتا ہوں۔

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو ابراہیم بن جعفر بن مصعب بطور طلیعہ ہمارے ہاں آیا اس نے ہمارے پورے پڑاؤ کا چکر لگایا اور پھر واپس چلا گیا اس کی اس جرأت سے ہم لوگ سخت مرعوب ہوگئے یہاں تک کہ خود عیسیٰ اور حمید بھی اس کی اس دلیری پر تعجب کر کے کہنے لگے کہ صرف ایک شخص تن تنہا اپنی فوج کے لئے طلیعہ کی خدمت

انجام دینے چلا آیا۔ جب یہ ہماری حد نظر کے فاصلہ پر پہنچگیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ٹھہر گیا ہے حمید نے کہا ذرا دیکھو تو سہی کہ اس شخص پر کیا گزری مجھے اس کا گھوڑا وہیں کھڑا ہوا نظر آرہا ہے اور وہ جنبش ہی نہیں کرتا۔ خود حمید نے اپنے دو شخص دریافت واقعہ کے لیے روانہ کیئے انھوں نے جاکر دیکھا کہ گھوڑے کے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے سوار اوندھے منہ گر پڑا ہے اور ایک تنور سے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔ ان دونوں شخصوں نے اس کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کرلیا اور اس تنور کو بھی ہمارے پاس لے آئے معلوم ہوا کہ یہ تنور مصعب بن الزبیر کا تھا اس میں طلائی کام تھا کہ اس جیسا پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

۱۲ رمضان ۱۴۵ھ سینچر کے دن عیسیٰ مقام جرف میں قصر سلیمان میں آکر فروکش ہوا، یہ سینچر، اتوار اور پیر کی صبح کو وہیں مقیم رہا البتہ پیر کے دن اس نے کوہ سلع پر چڑھ کر مدینہ کو اور وہاں آنے جانے والوں پر نظر کی پھر اس کے تمام ناکے اپنے رسالہ اور پیدل سپاہ سے بند کردیئے البتہ مسجد ابی الجراح کی سمت جو بطحان پر واقع ہے بھاگنے والوں کے لیے خاص چھوڑ دی محمد اہل مدینہ کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوا۔

محمد بن زید راوی ہے کہ ہم عیسیٰ کے ہمراہ مدینہ آئے اس نے تین دن جمعہ، سینچر اور اتوار محمد کو جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔

زید مسمع کا مولیٰ راوی ہے کہ عیسیٰ نے جب پڑاؤ ڈالدیا وہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے گرد تقریباً پانسو سپاہی تھے اور اس کے آگے آگے ایک علم ساتھ چل رہا تھا مدینہ کی سمت بڑھا۔ گھاٹی پر پہنچکر وہ ٹھہر گیا اور اس نے اہل مدینہ کو خطاب کیا کہ اللہ نے ہمارا خون ایک دوسرے کیلئے حرام کردیا ہے میں تم کو امان دیتا ہوں اسے قبول کرلو جو ہمارے علم کے نیچے آجائے گا وہ مامون ہے جو اپنے گھر بیٹھ رہے گا مامون ہے جو مسجد نبوی میں جا رہے گا، مامون ہے جو اپنے ہتھیار رکھ دے گا، مامون ہے جو مدینہ سے نکل جائے مامون ہے تم ہمارے اور ہمارے مدمقابل کے درمیان

حائل مت ہو ہمیں اس سے نبٹ لینے دو اب چاہے ہمیں کامیابی ہو یا اسے اس کے جواب میں لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور کہنے لگے اے بکری کے بچے اے فلاں کے چنے وغیرہ وغیرہ۔ عیسیٰ اس دن واپس چلا گیا دوسرے دن اسی جگہ آکر اس نے پھر امان کی دعوت دی آج بھی لوگوں نے اسے گالیاں دیں تیسرے دن وہ رسالہ اور پیادل سپاہ کی اس قدر کثیر جماعت کے ساتھ مدینہ پر بڑھا کہ میں نے کبھی ایسی فوج نہیں دیکھی تھی ان کے پاس ہتھیار ساز و سامان کثرت سے بہت ہی عمدہ تھا تھوڑی ہی دیر میں وہ ہم پر چھا گیا اس نے پھر امان کی دعوت دی اور اپنی فرودگاہ کو واپس ہوگیا۔

عثمان بن محمد بن خالد راوی ہے کہ ہمارا مقابلہ ہوا تو خود عیسیٰ نے بلند آواز سے کہا کہ اے محمد امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک میں تم کو امان کی دعوت نہ دیدوں تمہارے خلاف تلوار نہ اوٹھاؤں لہذا تم کو تمہارے خاندان کو، تمہاری اولاد کو اور تمہارے تمام ساتھیوں کو میں امان پیش کرتا ہوں تم کو اس قدر رقم دی جائیگی، تمہارا قرضہ ہم ادا کردیں گے اور دوسرے اور مراعات تمہارے ساتھ کی جائیں گی، محمد نے کہا اس گفتگو کو ختم کرو اگر تم کو معلوم ہوتا کہ نہ کسی اندیشہ کی وجہ سے میں تمہارے مقابلہ سے منہ موڑوں گا اور نہ کسی طمع میں تمہارے پاس آؤں گا تو تم کبھی مجھ سے ایسی خواہش نہ کرتے، اب عام لڑائی شروع ہوگئی محمد گھوڑے سے اُتر پڑا اور میرا خیال ہے کہ اس دن اس نے ستر آدمی اپنے ہاتھ سے قتل کئے۔

محمد بن زید راوی ہے کہ دوشنبہ کے دن عیسیٰ کوہ ذباب پر کھڑا ہو گیا اس نے عبد اللہ بن معاویہ کے ایک مولیٰ کو جو اس کے ہمراہ زرہ پوش دستہ کا سردار تھا بلایا اور کہا کہ اپنے دس زرہ پوش سپاہی لیکر آؤ وہ ان کو لے آیا پھر عیسیٰ نے ہم کو یعنی آل ابی طالب کو یہ حکم دیا کہ ہم میں سے دس آدمی اوٹھ کھڑے ہوں چنانچہ ہمارے دس آدمی اس کے ساتھ

جا کر کھڑے ہوئے ہمارے ساتھ محمد بن عمر بن علی کے دونوں بیٹے عبد اللہ اور عمر تھے، محمد بن عبد اللہ بن عقیل قاسم بن الحسن بن زید بن الحسنؑ بن علیؑ اور عبد اللہ بن اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر تھے عیسیٰ نے اس جماعت کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے پاس جا کر اسے لڑائی سے باز رہنے کی دعوت دے اور اماں دے۔ چنانچہ ہم اس مقصد کے لیئے روانہ ہوئے اور سوق الحطابین آئے یہاں ہم نے ان کو دعوت دی انھوں نے ہم کو گالیاں دیں اور ہم پر تیر چلائے کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ کے فرزند ہمارے ساتھ ہیں اور ہم انکے ساتھ ہیں ہم تمھاری دعوت کی پروا نہیں کرتے، قاسم بن الحسن بن زید نے ان سے کہا کہ میں خود رسول اللہ کا فرزند ہوں اور جو لوگ تمھارے سامنے موجود ہیں ان میں بیشتر رسول اللہ صلعم کے پوتے ہیں ہم تم کو کتاب اللہ سنت رسول اللہ کی دعوت دیتے ہیں نیز وعدہ کرتے ہیں کہ تمھارا جان و مال محفوظ رہے گا۔ اس پر انھوں نے پھر ہمیں گالیاں دیں اور تیر چلائے قاسم نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ یہ تیر اٹھاؤ اس نے اٹھا کر قاسم کو دیا قاسم اسے اپنے ہاتھ میں لوٹاتے ہوئے عیسیٰ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اب کیا انتظار ہے یہ دیکھو انھوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے اب عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ کو سو آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلہ پر بھیجا۔

دوسرا بیان، قاسم بن حسن جس کے ہمراہ آل ابی طالب میں سے ایک اور شخص تھا ودلع کی چوٹی پر کھڑا ہوا اور اس نے محمد کے سامنے عہد امان پیش کیا محمد نے ان کو گالیاں دیں یہ دونوں پلٹ گئے، مدینہ پہنچکر عیسیٰ نے اپنے سپہ سالاروں کو مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا ہزار مرد کو ابن ابی الصعبہ کے حمام کے پاس متعین کیا تھا کثیر بن حصین کو ابن افلح کے اس مکان کے پاس مقرر کیا تھا جو بقیع الغرقد میں واقع تھا محمد بن ابی العباس کو بنی سلمہ کے دروازے پر متعین کیا اسی طرح اس نے اپنے تمام سرداروں کو مدینہ کے تمام ناکوں پر متعین کر دیا تھا خود عیسیٰ اپنی فوج کے ساتھ گھاٹی کی چوٹی پر آکر ٹھہر گیا اہل مدینہ نے یہاں اس پر تیر چلائے

اور گوپھنوں سے پتھر پھینکے۔ مسجد کے پردوں سے محمد نے اپنی فوج کے لیے زرہیں بنوائی تھیں، مسجد نبوی کے شامیانوں کو کاٹ کر محمد نے اپنی فوج کے لبادے بنوائے، جہینہ کے دو شخص لڑائی میں شریک ہونے اس کے پاس آئے ان میں سے ایک کو اس نے ایک لبادہ دیدیا اور دوسرے کو نہیں دیا جسے لبادہ ملا تھا وہ جنگ میں شریک ہوا اور دوسرا علیحدہ رہا معرکۂ جنگ میں ایک تیر آکر اس لبادہ پوش کو لگا جس سے وہ ہلاک ہوگیا اس کے دوسرے ساتھی نے اس پر یہ شعر پڑھا۔

یارب لا تجعلنی کمن حسمان ویاع باقی عیشہ بخشتان

ترجمہ:۔ اے میرے رب تو مجھے اس ایسا نہ کرنا جو ہلاک ہوگیا اور اس نے اپنی بقیہ زندگی ایک لبادہ کی خاطر بیچدی۔

اسمٰعیل بن ابی عمر راوی ہے کہ میں بنی غفار کی خندق پر کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص گھوڑے پر سوار جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آتی تھیں سامنے سے آیا اور کہا امان دو لوگوں نے اسے امان دی وہ ہمارے بالکل قریب آکر ہم میں مل گیا اور کہنے لگا کون شخص محمد کو میرا یہ پیام پہنچا دےگا میں نے کہا میں اس کے لیے موجود ہوں اب اس نے اپنا چہرہ نمایاں کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سن رسیدہ آدمی ہے جس نے داڑھی پر خضاب کررکھا ہے اس نے مجھ سے کہا کہ تم محمد کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ فلاں تمیمی نے جو کہ کوہ جہینہ میں چٹان کے نیچے تمہارا جلیس تھا یہ کہا ہے کہ رات ہونے تک تم صبر کرنا اور مقابلہ پر جمے رہنا اس کے بعد تم کو فتح ہوگی کیونکہ فوج کا اکثر حصہ تمہارے ساتھ ہے۔

صبح باہر نکلنے سے قبل دوشنبہ کے دن جس روز کہ وہ قتل ہوا میں محمد کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ سفید شہد کی ایک کپی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے ایک شخص اس شہد کو اپنے ہاتھ میں بھرتا ہے پھر اسے پانی میں ڈبو دیتا ہے اور اسے پلا رہا ہے اور ایک دوسرا آدمی اس کے پیٹھ پر گانٹ باندھ رہا ہے میں نے وہ پیام اسے پہنچا دیا

اس نے کہا تم اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے میں نے کہا میرے دونوں بھائی آپ کے قبضہ میں ہیں اس نے کہا جہاں وہ ہیں وہ جگہ ان کے لیے مناسب ہے۔

محمد بن عثمان بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ میرے باپ محمد کے علمبردار تھے مگران کے بجائے میں علمبرداری کرتا تھا۔

عیسیٰ کہتا ہے افطس حسن بن علی بن حسین کے پاس ایک زرد علم تھا جس میں سانپ کی تصویر تھی اسی طرح آل علیؓ میں سے جو جو شخص اس کیساتھ تھا اس کے پاس علیحدہ علیحدہ نشان تھے اور ہر ایک کا شعار جنگ بھی جدا جدا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ صلعم کا شعار جنگ بھی ایسا ہی تھا۔

عبدالحمید بن جعفر بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کے مقابلہ میں ہماری تعداد وہی تھی جو اہل بدر کی مشرکین کے مقابلہ میں تھی ہماری تعداد تین سو سے کچھ اوپر تھی۔

عیسیٰ بن موسیٰ ۱۰۲ھ میں پیدا ہوا تھا محمد اور ابراہیم کے مقابلہ میں جب وہ نبرد آزما ہوا اس وقت اس کی عمر تینتالیس سال تھی، اس کے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ، میمنہ پر محمد امیر المومنین ابو العباس کا لڑکا میسرہ پر داؤد بن کراز الخراسانی اور ساقہ لشکر پر ہیثم بن شعبہ متعین تھے۔

سوق حطابین میں ابو القلمس محمد بن عثمان کا مقابلہ اسد بن المرزبان کے بھائی سے ہو گیا دونوں تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے اور دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں پھر یہ اپنی اپنی جگہ پلٹ گئے اسد کے بھائی نے ایک اور تلوار لے لی اور ابو القلمس نے ایک پایہ اوٹھا لیا اسے اپنی زین کے ہرنے پر رکھ کر اسے اپنی زرہ سے چھپا لیا اب پھر دونوں لڑنے کے لیئے معرکہ میں آئے قریب ہوتے ہی ابو القلمس نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر اس پایہ سے اس کے سینہ پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اس نے اتر کر اس کا سر کاٹ دیا۔

محمد کے طرف داروں میں سے ایک شخص آل زبیر کا مولیٰ قاسم بن وائل میدان جنگ میں نکل کر مبارزت کا خواستگار ہوا اس کے مقابلہ کے لیئے فریق ثانی کی طرف سے ایک ایسا وجیہ اور شاندار آدمی جو اس قدر مسلح تھا کہ دیکھنے میں نہیں آیا مقابلہ کے لیئے برآمد ہوا ابن وائل اس کو دیکھ کر بغیر مقابلہ پلٹ گیا۔ اس واقعہ کا محمد کی فوج پر بہت بڑا اثر پڑا اور وہ مرعوب ہوگئی ابوالقلمس نے اس رنگ کو دیکھ کر کہا اللہ سفہا کے سردار کا برا کرے کہ اس ایسے شخص کو یوں ہی چھوڑ دیا جس سے وہ ہمارے مقابلہ میں اپنی دیدہ دلیری ظاہر کر رہا ہے اگر یہ شخص (ابن وائل) اس کا مقابلہ کے لیئے بڑھتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا ثابت نہ ہوتا جیسا کہ ظاہر میں نظر آرہا ہے پھر خود ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر بڑھا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

ازہر بن سعید بن نافع راوی ہے کہ اس روز قاسم بن وائل خندق سے نکل کر مبارزت کا خواہاں ہوا اس کے مقابلہ میں ہزار مرد نکل کر آیا قاسم اسے دیکھ کر ڈر گیا اور پلٹ آیا اب ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر نکلا اور کہنے لگا آج تلوار کی بہار دیکھنا ہے پھر اس نے ہزار مرد کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے قتل کر دیا ابوالقلمس کہنے لگا "یہ لے میں فاروق کا پوتا ہوں" اس پر عیسیٰ کی فوج کے ایک شخص نے کہا تو نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ہزار فاروقوں سے بڑھ کر ہے'

مسعود الرحال کہتا ہے محمد کے قتل کے دن میں مدینہ میں موجود تھا میں کوہ سلع پر چڑھ کر زیت کے پتھروں کے پاس ان کو دیکھ رہا تھا میں نے دیکھا کہ عیسیٰ کی فوج کا ایک شخص جو سر سے پاؤں تک فولاد میں ڈھکا ہوا تھا اور جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آرہی تھیں گھوڑے پر سوار اپنی صف سے علیحدہ ہو کر دونوں صفوں کے درمیان آکر کھڑا ہوا اور اس نے مبارزت طلب کی محمد کی فوج میں سے ایک شخص اس کے مقابلہ پر نکلا وہ سفید قبا پہنے تھا جس کی آستینیں بھی سفید تھیں اور وہ پیادہ تھا اس نے اس سوار سے تھوڑی دیر کچھ باتیں کیں میرا یہ خیال ہے کہ اس نے اسے بھی پیدل ہو جانے

کے لیے کہا ہوگا تاکہ دونوں برابر ہوسکیں وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اتر پڑا
اور اب دونوں لڑنے لگے محمدؐ کے طرفدار نے اس کے فولادی خود پر جو اسکے
سر پر تھا ایسی ضرب لگائی کہ وہ چکر کھا کر اپنے چوتڑ کے بل بجس وحرکت
بیٹھ گیا اس نے اس کا خود سر سے اتار کر اس کے سر پر ایک ہی وار ایسا
لگایا کہ وہ مرگیا اس کے بعد یہ شخص اپنی فوج میں واپس چلا گیا اس کے تھوڑی
ہی دیر کے بعد ایک دوسرا شخص عیسیٰ کی فوج میں سے ایسا قوی ہیکل وہیئت
نکل کر آیا جیسا کہ اس کا پیش رو تھا اس کے مقابلہ پر محمدؐ کی طرف سے وہی
شخص آیا جو پہلے لڑنے آچکا تھا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی کیا جو
پہلے کے ساتھ کرچکا تھا اور اسے قتل کر کے پھر اپنی صف میں چلا گیا اس کے
بعد تیسرا شخص مبارزت کے لیے نکلا محمدؐ کے آدمی نے اس کا کام بھی تمام
کیا اور جب یہ تیسرے کو قتل کر کے اپنی صف میں جانے لگا تو عیسیٰ کی فوج
کے بہت سے آدمی اس پر جھوم پڑے اس پر تیر چلائے جس سے وہ ذرا سا
ٹھٹکا مگر پھر تیزی سے وہ اپنے دوستوں کے پاس جانے لگا مگر ان تک
پہنچنے نہ پایا کہ زخمی ہوکر گرا اور بہت سے حملہ آوروں نے اسے اس کے
ساتھیوں کے سامنے قتل کردیا۔

محمد بن زید راوی ہے کہ جب ہم نے عیسیٰ سے جاکر بیان کیا کہ
اہل مدینہ نے ہم پر تیر چلائے اس نے حمید بن قحطبہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا
حمید سو آدمیوں کے ہمراہ جو سب پیدل تھے اور جن کے ساتھ تیر اور
ڈھالیں تھیں آگے بڑھا یہ دھاوا کر کے اس دیوار تک پہنچ گئے جو محمدؐ کی
خندق کے سامنے قائم تھی اور جس پر اس کے کچھ آدمی متعین تھے حملہ آوروں
نے مدافعین کو اس دیوار سے بے دخل کردیا اور خود اس کے پاس ٹھہر گئے
حمید نے عیسیٰ سے اس دیوار کو گرادینے کا مطالبہ کیا اس نے مزدور بھیجدیے
اور انھوں نے اسے منہدم کردیا اور اب حملہ آور خندق تک پہنچ گئے عیسیٰ
نے خندق کے عرض کے برابر پھاٹک بھیجدیئے جن کو اس پر رکھ کر عبور کیا گیا
اور اس طرح حملہ آور مدافعین کے عقب میں جا پہنچے اور یہاں صبح تڑکے سے

عصر کے وقت تک نہایت ہی خونریز جنگ ہوتی رہی ۔

محمد بن عمر بیان کرتا ہے عیسیٰ نے آکر اپنی فوجوں سے مدینہ کا محاصرہ کر لیا، محمد بن عبداللہ اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا کئی روز شدید لڑائی ہوئی جھنیہ کے بعض لوگ جن میں بنی شجاع تھے نہایت صبر و ثبات کے ساتھ محمد کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور سب کے سب مارے گئے حالانکہ ان کو مقابلہ سے ہٹ جانے کی اجازت حاصل تھی۔

پہلا سلسلہ بیان ۔ عیسیٰ کے حکم سے اونٹوں کی لادیاں خندق میں ڈالیں گئیں پھر اس نے سعد بن مسعود کے اس مکان کے جو ثنیہ میں واقع تھا دو پھاٹک خندق پر رکھوا دیئے ان پر سے رسالہ گزر کر آگے بڑھا پھر خشرم کے گوداموں کے پاس فریقین عصر تک لڑتے رہے ۔

ظہر سے پہلے محمد میدان جنگ سے قصر مروان میں واپس آیا اس نے غسل کیا خوشبو لگائی اور اب پھر مقابلہ کے لیے نکلا ۔

عبداللہ بن جعفر راوی ہے کہ میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں آپ میں ان کے مقابلہ کی اب طاقت نہیں ہے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی ایسا نہیں جو صداقت کے ساتھ آپ کی حمایت میں نبرد آزما ہو مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت مدینہ سے چلے جائیں اور حسن بن معاویہ سے مکے میں جا ملیں کیونکہ آپ کے طرف داروں کا بیشتر حصہ اس کے ساتھ مکے میں موجود ہے' اس نے کہا اے ابو جعفر اگر میں اس وقت یہاں سے نکل جاؤں تو تمام مدینہ والے قتل کر دیئے جائیں گے اب میں جب تک کہ دشمن کو قتل نہ کر دوں گا یا خود قتل نہ ہو جاؤں گا واپس نہیں آؤں گا البتہ تم کو میری طرف سے بخوشی اجازت ہے کہ جہاں چاہو چلے جاؤ میں ان کے ساتھ نکلا جب وہ ابن مسعود کے اس مکان پر آئے جو بازار میں واقع تھا تو میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور زبا تین کا راستہ لیا وہ ثنیہ چلا گیا اس کے ساتھی تیروں سے ہلاک کر دیئے گئے اب عصر کا وقت آ گیا اس نے نماز پڑھی ۔

ابراہیم بن محمد کہتا ہے کہ میں نے محمد کو بنی سعد کے مکانات کے درمیان دیکھا وہ ایک بوسیدہ جبہ پہنے گھوڑے پر سوار تھا ابن خضیر اس کے پہلو میں موجود تھا وہ محمد کو خدا کا واسطہ دے رہا تھا کہ وہ بصرہ یا کسی اور جگہ چلا جائے محمد اس کے جواب میں کہہ رہا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگوں کو دو مرتبہ ہلاک ہونا پڑے تم کو کامل آزادی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ ابن خضیر نے کہا کہ بھلا تم کو چھوڑ کر اب میں کہاں جاؤں اس گفتگو کے بعد ابن خضیر نے جا کر دفتر جلا دیا ریاح کو قتل کر دیا اور پھر ثنیہ میں محمد کے پاس آگیا لڑا اور مارا گیا۔

محمد بن عمر راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ مصعب بن الزبیر کے بیٹوں میں سے ایک شخص ابن خضیر بھی تھا جس دن کہ محمد مارا گیا اس نے یہ محسوس کیا کہ اس کے ساتھیوں میں خلل واقع ہو گیا ہے اور تلوار نے ان کا صفایا کر دیا ہے اس نے محمد سے مدینہ جانے کی اجازت لی محمد نے اسے اجازت دیدی مگر اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ کیوں جا رہا ہے اس نے ریاح بن عثمان بن حیان المری اور اس کے بھائی کو زبردستی جیل میں گھس کر ذبح کر دیا واپس آکر محمد کو اس کی اطلاع دی پھر آگے بڑھ کر حریف سے لڑا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

(روایت سابقہ کے سلسلہ میں) ابن خضیر نے واپس جا کر ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کر دیا۔ حارث بن اسحٰق کہتا ہے ابن خضیر نے ریاح کو ذبح کر ڈالا مگر اس کا سر تن سے جدا نہیں کیا بلکہ دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر اسے مار ڈالا۔ نیز اس نے ریاح کے بھائی عباس کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ یہ ایک نہایت شریف اور نیک چلن شخص تھا اس وجہ سے اس کے قتل کو لوگوں نے اچھا نہیں سمجھا ان سے فارغ ہو کر ابن خضیر ابن القسری کی طرف چلا جو ابن ہشام کے مکان میں مقید تھا مگر اسے ابن خضیر کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اس نے گھر کے دونوں دروازے مسدود کر لیے ابن خضیر نے ان کے کھولنے کی بہت کوشش کی مگر چونکہ تمام قیدی ان کی مدافعت میں لگ گئے اسے جدی

ابن خضیر کا ان لوگوں پر قابو نہ چل سکا اب وہ محمدؒ کے پاس واپس گیا اس کے سامنے لڑا اور مارا گیا۔

جب عصر کا وقت آیا محمدؒ نے نماز عصر بنی الدیل کی مسجد میں جو ثنیہ میں واقع تھی پڑھی سلام کے بعد پانی مانگا ربیحہ بنت ابی الشاکر القرشیہ نے اسے پانی پلایا اور عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ اپنی جان بچا کر چلے جائیں اس نے جواب دیا اگر میں ایسا کروں تو سارا مدینہ بے چراغ ہو جائے گا ایک مرغ کی آواز بھی سنائی نہ دیگی، محمد اس مسجد سے پھر میدان جنگ چلا گیا جب یہ کوہ سلع کے نالے کے بطن میں پہنچا اس نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں بنو شجاع نے بھی اپنے اپنے جانوروں کی کونچیں کاٹ دیں نیز سب نے اپنے نیام توڑ ڈالے۔ (اس بیان کا ناقل مسکین کہتا ہے کہ میں اس زمانے میں تو عمر لڑکا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ اُن نیاموں میں جو قیمتی دھاتیں لگی ہوئی تھیں تقریباً تین سو درہم کی مالیت کی میں نے جمع کر کے اٹھالیں)۔ اب محمدؒ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بیشک تم نے میری بیعت کی ہے میں قتل ہوئے بغیر یہاں سے نہیں ہٹوں گا میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں جس کا جی چاہے میدان کارزار سے چلا جائے پھر ابن خضیر سے پوچھا کیا تم نے دفتر جلا دیا ہے اس نے کہا جی ہاں اس خوف سے کہ مبادا ہمارے دشمن کا اس پر قبضہ ہو جائے محمدؒ نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا۔

ازہر اپنے دو بھائیوں کا بیان نقل کرتا ہے، ہم نے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین مرتبہ پسپا کر دیا اور ہم ایک مرتبہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹے جب ایک مرتبہ ہم نے اپنے حریف کو پسپا کر دیا تو ہم نے یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یہ کہتے سنا افسوس ہے کہ محمد کے پاس فوج نہ ہوئی ورنہ اسے ضرور فتح ہو جاتی۔

عیسیٰ ناقل ہے جو لوگ محمد کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے ان میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عمرؓ بھی تھا محمدؒ نے اپنے آدمی بھیجکر اسے پکڑ بلوایا

اس پر شہر کے لڑکے اس پر آوازے کسنے لگے اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کہا کرتا تھا کہ مجھے تمام عمر میں ایسی اذیت کبھی نہیں ہوئی جیسا کہ ان لڑکوں کے میرا مذاق اُڑانے سے ہوئی۔

ہشام بن عمارہ بن الولید بن عدی بن الجبار کا ایک موالی ناقل ہے ہم محمد کے ہمراہ تھے ہشام نے آگے بڑھ کر جب کہ میں اس کے ساتھ تھا محمد سے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کے ساتھی آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تم گواہ رہو میرا یہ غلام آزاد ہے اگر میں کبھی بھاگوں مگر یہ کہ تم قتل ہو جاؤ یا خود میں مارا جاؤں یا یہ کہ ہمیں ہر طرف سے بے بس کر دیا جائے۔ میں اسوقت اس کے ساتھ تھا ایک تیر اس کی ڈھال کے دو ٹکڑے کر کے اس کی زرہ میں پیوست ہو گیا اس نے مجھے مڑ کر دیکھا اور آواز دی میں نے کہا حاضر ہوں اس نے کہا بھلا کبھی تیر کی یہ توڑ تم نے دیکھی ہے اب بتاؤ تم کو میری جان عزیز ہے یا خود تم میں نے کہا آپ کی جان زیادہ عزیز ہے اس نے کہا تو اچھا تم خدا کے لیے آزاد کئے جاتے ہو یہ کہہ کر اس نے راہ فرار اختیار کی۔

محمد بن عبدالواحد بن عبداللہ بن ابی فروہ ناقل ہے میں کوہ سلع پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا اس پہاڑ پر جہنیہ کے بدو بھی تھے اتنے میں ایک شخص ایک نیزہ لئے ہوئے جس پر کسی کا سر آویزاں تھا پہاڑ پر چڑھ کر ہماری طرف آیا اس سر کے ساتھ حلقوم، کلیجی اور آنتیں بھی لپٹی ہوئی تھیں اس منظر کو دیکھ کر مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی بدوی اسے شگون بد سمجھ کر خوفزدہ ہو کر بھاگے اور پہاڑ سے اتر کر میدان میں چلے گئے وہ شخص اس نیزے کو لیے ہوئے پہاڑ پر چڑھا اور اپنے ساتھیوں کو سنانے کے لیے اس نے پہاڑ پر سے فارسی میں کہا "کوھباں" یہ سنتے ہی اس کی جمعیت والے چڑھ کر اس کے پاس آ گئے سلع کی چوٹی پر چڑھ کر انھوں نے اسی نیزہ پر ایک سیاہ علم لگا کر اسے بلند کیا اور اب وہ سب مدینہ کی طرف اتر کر اس میں در آئے، دوسری طرف سے اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ

بن عباس بن عبدالمطلب نے جو عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباسؓ کی بیوی تھی ایک سیاہ اوڑھنی مسجد نبوی کے منارہ پر بطور علم کے بلند کرادی اسے دیکھ کر محمد کے ساتھیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دشمن مدینہ میں گھس گیا یہ کہتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے جب محمد کو معلوم ہوا کہ دشمن کوہ سلع کی سمت سے مدینہ میں داخل ہو گیا ہے اس نے کہا ہر قوم کا پہاڑ اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہمارا پہاڑ ایسا ہے کہ ہمیشہ اس سمت سے دشمن نے ہم پر یلغار کیا ہے۔

بعض معتبر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ غفاریوں کے خاندان ابو عمرو نے بنی غفار میں سے مسوّدہ جماعت کے لیے راستہ کھول دیا اسی راستے سے یہ لوگ محمد کے طرفداروں کے عقب میں پہنچ گئے۔

عبدالعزیز بن عمران ناقل ہے اس روز محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا اگر ایسے ہی بہادر ہو اور اپنی بہادری خراسانیوں پر جتاتے ہو تو میرے مقابلہ پہ آؤ میں محمد بن عبداللہ ہوں حمید نے کہا میں نے آپ کو پہچانا آپ کریم ابن کریم شریف ابن شریف ہیں اے ابو عبداللہ بخدا میں ہرگز اس وقت تک تمہارے مقابلہ پر نہ آؤں گا جب تک کہ ان اراذل و انفار کا صفایا نہ کرلوں گا جو میرے سامنے موجود ہیں اور جن میں صرف ایک ہی انسان ہے ان کے بعد میں ضرور آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔

جس روز محمد قتل ہوا ابن خضیر اس کے ہمراہ تھا ابن قحطبہ نے اسے امان کی دعوت دی اور بہت کچھ موت سے ڈرا کر سلامتی جان کی ترغیب دی مگر اس نے ایک نہ سنی رجز پڑھتا ہوا پیادہ حریف پر حملے کرتا رہا۔ بڑھتے ہوئے یہ دشمن کی بڑی فوج میں گھس پڑا وہاں کسی نے اس کے سرین پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ جوڑ سے کھل گیا یہ اپنی فوج میں پلٹ آیا ایک کپڑا پھاڑ کر اس کی پٹیاں اس کٹے ہوئے حصہ کو سنبھالنے کے لیے اپنی پشت پر باندھیں اور پھر لڑنے آیا اس مرتبہ کسی نے اس کی بھوں پر تلوار ماری جو اس کی آنکھ میں پیوست ہو گئی اس صدمہ سے وہ گر پڑا اب بہت سے

لوگوں نے نرغہ کر کے اس کا سر کاٹ لیا اس کے قتل کے بعد محمدؐ گھوڑے سے اتر پڑا اور اسی کی لاش پر کھڑے ہو کر لڑتا رہا اور مارا گیا۔

خراسانیوں کا یہ حال تھا کہ جب وہ ابن خضیر کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو سنانے کے لیے پکارتے خضیر آمد خضیر آمد اور سب کے سب اس کے سنتے ہی مقابلہ سے ہٹ جاتے۔

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولی کہتا ہے ابن خضیر کا سر ہمارے پاس لایا گیا اس پر اتنے زخم تھے کہ ان کی وجہ سے وہ اٹھایا نہیں جاتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ بیگن ہے جو بیچ میں سے شق ہو گیا ہے سنبھالنے کے لیے سر کی ہڈیاں جوڑنا پڑتی تھیں۔

مسجد کے منارہ پر علم سیاہ دیکھ کر محمدؐ کی فوج کے چھکے چھوٹ گئے ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے حمید نے اشجع کی گلی سے نکل کر بے خبری میں اچانک محمدؐ کو قتل کر دیا اس کا سر کاٹ کر عیسیٰ کے پاس لایا حمید نے محمد کے ساتھ اور سب لوگوں کو قتل کر دیا۔

مسعود الرحال بیان کرتا ہے کہ اس دن میں نے خود محمدؐ کو نہایت ہی شدید لڑائی لڑتے ہوئے دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اس کے بائیں کان کی لو لکی کے نیچے تلوار ماری جسکی وجہ سے وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اسی وقت بہت سے آدمیوں نے ایک دم اس پر حملہ کر دیا مگر حمید نے ڈانٹ بتائی کہ اسے قتل مت کرو اس پر وہ لوگ رک گئے پھر خود حمید نے آکر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

حارث بن اسحٰق ناقل ہے کہ جب محمدؐ اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا تو اس وقت بھی اس نے اپنی مدافعت جاری رکھی وہ کہتا جاتا تھا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تمھارے نبی کا مظلوم اور مجروح فرزند ہوں۔

عبداللہ بن جعفر بیان کرتا ہے ابن قحطبہ نے اس کے سینہ پر نیزہ مارا محمدؐ گر پڑا ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ کے پاس لے آیا۔

ابوالحجاج المنقری بیان کرتا ہے میں نے اس روز محمدؒ کو دیکھا تھا حمزہ بن عبدالمطلب کی جو حالت بیان کی گئی ہے اس وقت محمدؒ کی وہی حالت تھی وہ گاجر مولی کی طرح انسانوں کو کاٹ رہا تھا جو شخص اس کے قریب پہنچا محمدؒ نے اسے قتل کر دیا اس کے پاس صرف ایک تلوار تھی مگر اس کی کاٹ اس بلا کی تھی کہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی ایک سرخ رنگ کنجی آنکھ والے شخص نے اسکے تیر مارا اس کے بعد رسالہ کی زبردست جمعیت ہم پر آ پڑی محمدؒ دیوار کے پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ اس سے دور ہٹ گئے جب اس نے محسوس کیا کہ اب موت سے مفر نہیں رہا اس نے اپنی تلوار پر زور ڈال کر اسے توڑ ڈالا۔

اس بیان کا آخری راوی محمدؒ بن اسمٰعیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا سے یہ سنا کہ محمدؒ کے پاس رسول اللہ صلعم کی تلوار ذوالفقار تھی۔

عمرو بن المتوکل جس کی ماں فاطمہ بنت حسین کی خادمہ تھی بیان کرتا ہے کہ اس دن محمدؒ کے پاس رسول اللہ صلعم کی تلوار ذوالفقار تھی جب اس نے دیکھا کہ اب موت سر پر آ گئی ہے اس نے وہ تلوار ایک تاجر کو جو اس کے ہمراہ تھا اور جس کے چار سو دینار محمدؒ پر قرض تھے دیدی اور کہا کہ یہ تلوار اس رقم کے عوض میں قبول کرو آل ابی طالب کے جس شخص کے پاس تم اس تلوار کو لیجاؤ گے وہ اسے لے لیگا اور تمھاری رقم ادا کر دے گا چنانچہ جعفر بن سلیمان کے مدینہ کا والی مقرر ہونے تک وہ تلوار اسی تاجر کے پاس تھی جب جعفر کو اس کی خبر ملی اس نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس تلوار کو لیکر چار سو دینار اسے دیدئے مہدی کے برسر اقتدار آنے اور جعفر کے مدینہ کا والی ہونے تک وہ تلوار جعفر بن سلیمان کے پاس رہی۔ جب جعفر کو اس کا پتہ چلا اس نے اسے لے لیا پھر وہ موسیٰ کے پاس پہنچی موسیٰ نے اسے ایک شے پر آزمایا اور وہ تلوار ٹوٹ گئی۔

عبدالملک بن قریب الاصمعی کہتا ہے ایک مرتبہ طوس میں میں نے امیرالمومنین رشید کو ایک تلوار باندھے دیکھا انھوں نے مجھ سے کہا اصمعی میں

تم کو ذوالفقار دکھاتا ہوں میں نے کہا اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے ضرور مجھے اس کی زیارت کرائیے انھوں نے کہا یہ میری تلوار نیام سے نکالو جب میں نے اسے نکالا تو اس میں اٹھارہ دندانے پڑے دیکھے۔

فضل بن سلیمان النمیری کا بھائی کہتا ہے ہم محمدؐ کے ساتھ تھے چالیس ہزار فوج نے ہم کو آکر گھیر لیا ان کی تعداد اور اسلحہ سے ہمارے گرد کی زمین سیاہ نظر آتی تھی میں نے محمدؐ سے کہا اگر آپ ان پر حملہ کریں تو ان کی ترتیب درہم برہم ہو جائے گی اور ان میں رخنہ پڑ جائے گا محمدؐ نے کہا امیر المومنین خود حملہ آور نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر وہ خود حملہ کر دے تو پھر کیا رہ جائے، ہم نے بار بار اسی بات کا اصرار کیا چنانچہ اس نے حملہ کیا وہ ساری فوج اس پر لپیٹ پڑی اور اس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن عامر ناقل ہے کہ میں محمدؐ کے ساتھ عیسیٰ کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا اتنے میں ایک بادل ہم پر محیط ہوا محمدؐ نے مجھ سے کہا اگر یہ بادل برسا تو ہمیں فتح ہو گی اور اگر یہ بے برسے نکل گیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا اور زیت کے چٹانوں پر تم میرا خون پڑا ہوا دیکھو گے دیکھتے دیکھتے وہ بادل ہم پر ایسا چھا گیا کہ میں نے خیال کیا کہ یہ ضرور برسے گا مگر وہ بغیر برسے گزر گیا اور عیسیٰ اور اسکی فوج پر جا برسا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے محمد کو زیت کی چٹانوں کے پاس مقتول دیکھا

عصر کے وقت عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شخص کے معاملہ میں دیدہ و دانستہ دیر لگا رہے ہو حمزہ بن مالک کو اس سے لڑنے پر مقرر کر دو حمید نے برہم ہو کر کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں بخدا اگر آپ نے یہ بغاوت کی ہوتی تو میں آپ کو بھی نہ چھوڑتا اب جبکہ میں نے سینکڑوں آدمیوں کا قلع قمع کر دیا ہے اور فتح سامنے ہے آپ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں یہ کہہ کر اس نے جنگ میں بہت زیادہ جدوجہد شروع کر دی یہاں تک کہ محمدؐ قتل کر دیا گیا۔

اس جنگ میں حمید رسالہ کا سپہ سالار تھا عیسیٰ کو اس کی کارروائی پر

شبہ ہوا اور اس نے تاخیر کا الزام اس پر لگایا اور کہا کہ حمید میں سمجھتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں پوری سرگرمی نہیں دکھا رہے ہے حمید نے کہا کیا آپ مجھ پر اتہام لگاتے ہیں بخدا اب جہاں کہیں میں نے محمدؐ کو دیکھ پایا یا میں اسے قتل کر دوں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب حمید محمدؐ کے پاس آیا جو مقتول پڑا تھا اس نے اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے تلوار کا ایک ہاتھ اور اس کے مار دیا۔

۱۴ رمضان بروز دوشنبہ بعد عصر محمدؐ مارا گیا۔

ایوب بن عمر اپنے باپ کا بیان نقل کرتا ہے، عیسیٰ نے اپنے آدمی جیل خانہ بھیجے انھوں نے دروازہ توڑ دیا ہم سب عیسیٰ کے پاس لائے گئے اس وقت تک فریقین میں جنگ ہو رہی تھی اور ہم عیسیٰ کے سامنے مقید پڑے تھے اتنے میں محمدؐ کا سر اس کے پاس لایا گیا میں نے اپنے بھائی یوسف سے کہا کہ عیسیٰ ضرور ہمیں اس کی شناخت کے لیے بلائے گا مگر ہمیں شناخت نہ کرنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ ہم غلطی کر جائیں چنانچہ جب اس کا سر آیا اس نے ہم دونوں سے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا اچھا دیکھو کیا یہ اسی کا سر ہے۔ میں نے یوسف کے زبان کھولنے سے پہلے کہدیا کہ اس پر اس قدر خون اور زخم ہیں کہ میں صحیح طور پر نہیں کہہ سکتا کہ یہ اسی کا سر ہے اس کے بعد عیسیٰ نے ہماری بیڑیاں کٹوا دیں ہم نے تمام رات اسی کے پاس بسر کی پھر اس نے مجھے مکے اور مدینہ کے درمیانی علاقہ کا عامل مقرر کر دیا میں جعفر بن سلیمان کے آنے تک اسی خدمت پر مامور تھا اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور وہیں متعین کر لیا۔

ابو کعب بیان کرتا ہے جب محمدؐ کا سر عیسیٰ کے سامنے لایا گیا میں اس وقت عیسیٰ کے پاس موجود تھا اسے دیکھ کر اس نے اپنے مصاحبین سے محمدؐ کے متعلق رائے دریافت کی سب نے اس کی برائی کی اس کے ایک فوجی سپہ سالار نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سب جھوٹے ہو

اور تم نے سراسر غلط بیانی کی ہے ہم اس کی کسی ذاتی بری عادت کی وجہ سے اس سے نہیں لڑے تھے بلکہ محض اس لیے کہ اس نے امیر المومنین سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے شیرازۂ اتحاد کو توڑ دیا وہ نہایت ہی عابد و زاہد اور صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا یہ سنکر وہ سب مصاحبین دم بخود ہو گئے اور کسی نے جواب نہیں دیا۔

اسلمی ناقل ہے ایک شخص نے مدینہ سے آکر ابو جعفر سے کہا کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا اونھوں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے ہم اہلبیت بھاگا نہیں کرتے۔

ابو الحجاج الجمال کہتا ہے میں ابو جعفر کے سرہانے کھڑا تھا اور وہ مجھسے محمدؐ کے خروج کا حال پوچھ رہے تھے اتنے میں ان کو خبر پہنچی کہ عیسیٰ کو شکست ہوئی وہ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئے اور ایک عصا سے جو ان کے پاس تھا اپنی جانماز پر ضرب لگائی اور کہا اب ہماری اولاد بھلا کہاں اس عصا سے منبر پر کھیلا کرے گی اور عورتوں سے باتوں کا لطف اوٹھائے گی اب میں اس کا اہل نہیں رہا۔

ایک تیر ابو القلمس کے گھٹنے میں لگا اور اس کا پھل اسی میں رہ گیا اس نے اس کا بہت علاج کیا مگر کامیابی نہ ہوئی آخر کو لوگوں نے کہا کہ اسے یوں ہی چھوڑ دو چند روز میں یہ خود بخود اچھا ہو کر نکل آئے گا محمدؐ کی شکست کے بعد جب اس کی تلاش ہوئی تو یہ حرہ چلا گیا اور اب تک اس کے گھٹنے کا زخم مندمل نہ ہوا تھا اور وہ تیر کا پھل بدستور اس میں پیوست تھا آخر اس نے اسے نکلوایا اور پھر گھٹنے کے بل بیٹھکر اپنا ترکش اوندھا کر دیا اور دشمن پر تیر برسانے لگا تعاقب کرنے والوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور یہ اپنے ساتھیوں میں جا ملا اور بچکر نکل گیا۔

عبداللہ بن عمر بن القاسم کہتا ہے جب اسدن ہم نے شکست کھائی تو میں اس جماعت میں تھا جس میں کہ ابو القلمس تھا میں نے اس کی طرف مڑکر دیکھا تو دیکھا کہ وہ ہنسی کے مارے لوٹا جا رہا ہے میں نے کہا بھلا یہ کیا

ہنسی کا موقع ہے اتنے میں میری نظر ایک اور مفرور شخص پر پڑی جس کا کرتہ اس طرح پھٹ گیا تھا کہ اس کا صرف گریبان اور اتنا حصہ باقی تھا جس سے اس کا صرف سینہ پستانوں تک مستور تھا باقی اس کا تمام ستر ننگا تھا اور اسے جان کے خوف سے اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہ تماشہ دیکھ کر ابوالقلمس کے ہنسنے کی وجہ سے مجھے بھی ہنسی آگئی۔

ابوالقلمس عرصہ تک فرع میں روپوش رہا پھر ایک زمانہ کے بعد اس کے ایک غلام نے عداوت کی وجہ سے ایک بڑے پتھر سے اس کا سر کچل کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ پھر اس کی ام ولد سے جا کر کہا کہ میں نے تمہارے آقا کا کام تمام کر دیا ہے آؤ میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں اس نے کہا اچھی بات ہے ذرا ٹھہرو میں تیرے لیے بناؤ سنگھار کر لوں اس غلام نے اسے مہلت دیدی اس نے سرکار میں جا کر اس کی خبر کر دی سرکار نے اس غلام کو گرفتار کر کے اس کا سر پتھر سے کچلوا دیا۔

جب بنی فزارہ کے درّہ سے عیسیٰ کا رسالہ مدینہ میں داخل ہوا اور محمد مارا گیا تو کچھ لوگوں نے ابوالشدائد کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر دیا اور سر کاٹ لیا اس کی بیٹی ناعمہ بنت ابی الشدائد اسے دیکھ کر چلائی اے میرے لوگو! فوج کے ایک سپاہی نے پوچھا تیرے کون لوگ ہیں جن کو مدد کے لئے پکارتی ہے اس نے کہا بنی فزارہ اس سپاہی نے کہا بخدا اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی تو میں کبھی تیرے گھر میں نہ گھستا اب تم خوف زدہ مت ہو میں تمہارے ہی خاندان کے بنی باہلہ کا ایک فرد ہوں اس سپاہی نے اپنے عمامہ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے دیا اس عورت نے اسے اپنے دروازہ پر لٹکا دیا۔

جب اس کا سر عیسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت ابن ابی الکرام اور محمد بن لوط بن مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب اس کے پاس بیٹھے تھے سر دیکھ کر ان دونوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگے اب مدینہ میں کوئی شخص باقی نہیں رہا۔ ابوالشدائد فالح بن

معمر الفزاری کا سر ہے جو پٹیوں سے بندھا ہوا ہے اس کے بعد عیسیٰ نے اعلان کردیا جو شخص ہمارے پاس اب کسی کا سر لیکر آئے گا ہم اس کا سر کاٹ دینگے۔

عبداللہ بن برقی بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کا ایک قائد اپنی جماعت کیساتھ ابن ہرمز کا پتہ پوچھتا ہوا آیا ہم اس کے گھر تک اسے پہنچا آئے ابن ہرمز باریک ململ کا کرتہ پہنے باہر آیا، سپاہیوں نے اپنے قائد کو گھوڑے سے اتار کر اوسپر ابن ہرمز کو سوار کیا اور تیز بھگاتے ہوئے اسے عیسیٰ کے پاس لے آئے مگر اب بھی اس پر کوئی پریشانی کا اثر ظاہر نہ ہوا۔

قدامہ بن محمدؒ کہتا ہے عبداللہ بن یزید بن ہرمز اور محمد بن عجلان نے بھی محمد بن عبداللہ کے ہمراہ خروج کیا تھا ان دونوں نے کمان بھی حمائل کی ہم کو یہ خیال ہوا کہ اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کو معلوم ہو کہ وہ اس کے لیے تیار ہو کر آئے ہیں۔

حسین بن یزید کہتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد جب ابن ہرمز عیسیٰ کے پاس پیش ہوا تو عیسیٰ نے اس سے کہا کہیے جناب آپ کی تمام فقہ بیکار ہوگئی اور اس نے باغیوں کی شرکت سے آپ کو باز نہیں رکھا اس نے کہا ایک عام فتنہ رونما ہوا جس میں سب ہی کو شریک ہونا پڑا مجبوراً ہم نے بھی اس میں شرکت کی عیسیٰ نے کہا اچھا آپ بخیر اپنے گھر جائیے، اور اسے چھوڑ دیا۔

امام مالک کہتے ہیں میں ابن ہرمز سے ملنے جاتا تھا وہ اپنی چھوکری سے گھر کا دروازہ بند کرادیتے اور پردہ ڈلوادیتے پھر امت اسلام کی ابتدائی زمانہ کا ذکر کرکے اسقدر روتے کہ ان کی ڈاڑھی اشکوں سے تر ہو جاتی۔ انھوں نے جب محمد کے ساتھ خروج کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ میں اب کیا باقی رہا ہے کہنے لگے ہاں میں اسے جانتا ہوں مگر محض اس لیے کہ جہلا مجھے دیکھ کر میری اقتدا کریں۔

محمد بن زید کہتا ہے کہ محمد بن عبداللہ کے قتل کے بعد اسقدر موسلادھار بارش ہوئی کہ اس سے پہلے اس کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی تھی، عیسیٰ نے اعلان کردیا کہ کثیر بن حصین اور اس کی جمعیت کے علاوہ اور کوئی فوج مدینہ میں

رات کو قیام نہ کرے جنگ کے بعد عیسیٰ مدینہ سے اپنے پڑاؤ کو جو جرف میں تھا واپس چلا گیا، ساری رات اس نے جرف میں بسر کی دوسرے دن صبح کو قاسم بن حسن بن زید کو بشارت فتح پہنچانے کے لیے عراق روانہ کیا اور محمد کا سر ابن ابی الکرام کے ہاتھ عراق بھیجدیا۔

محمدؐ کے قتل کے دوسرے دن اس کی بہن زینب بنت عبد اللہ اور اس کی بیٹی فاطمہ نے عیسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ محمدؐ کو قتل کر کے تمہاری غرض پوری ہوگئی اگر تم اجازت دو تو ہم اسے دفن کر دیں عیسیٰ نے جواب میں کہلا بھیجا اے میری چچازاد بہنو! تم نے اپنے پیام میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس کا قتل کرنا میرا مقصود تھا تمھارا یہ خیال غلط ہے نہ میں نے اس کے قتل کا حکم دیا اور نہ مجھے علم ہوا تم بڑی خوشی سے اسے دفن کردو، چنانچہ انھوں نے آدمی بھیجکر اس کے لاشہ کو اٹھا منگایا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی گردن میں جہاں سے سر کاٹا گیا تھا اسی قدر روئی بھر کر بقیع میں دفن کر دیا۔ اس کی قبر علیؑ بن ابی طالب کی گلی کے سامنے جہاں وہ گلی بڑی سڑک سے آکر ملجاتی ہے یا اسی کے کہیں قریب واقع ہے۔

عیسیٰ نے چند جھنڈیاں مدینہ بھیجدیں ان میں سے ایک اسماء بنت حسن بن عبد اللہ کے دروازہ پر ایک عباس بن عبد اللہ بن الحارث کے دروازے ایک محمدؐ بن عبد العزیز الزہری کے دروازے ایک عبید اللہ بن محمد بن صفوان کے دروازے ایک ابو عمرو الغفاری کے دروازے پر نصب کردی گئی اور اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان جھنڈوں کے پاس آجائیگا یا مذکور الصدر کی مکان میں داخل ہوجائے گا وہ مامون ہے۔

بارش خوب ہوئی صبح ہوتے ہی تمام لوگ بازاروں میں اپنے کاروبار میں مصروف ہوگئے عیسیٰ روزانہ جرف سے مسجد نبوی آتا تھا یہ چند روز مدینہ میں قیام کر کے ۱۹ رمضان کی صبح کو مکے کے ارادے سے روانہ ہوگیا۔

محمدؐ کے قتل کے دوسرے دن عیسیٰ نے اس کے دفن کی اجازت دیدی اور

دوسرے مقتولین کو ثنیۃ الوداع سے لیکر عمر بن عبد العزیز کے مکان تک سولی پر لٹکا دیا۔ ان لاشوں کی دو قطاریں تھیں جس تنے پر ابن خضیر کی لاش مصلوب تھی اس کے پاس پہرہ بٹھا دیا گیا تھا مگر رات کے وقت کچھ لوگ اسکے لاشہ کو اتار لے گئے اور انھوں نے اسے دفن کر دیا لیجانے والوں کا پتہ نہ چل سکا اس کے علاوہ اور لاشیں تین دن تک لٹکی رہیں جب ان کی بدبو سے لوگوں کو ایذا ہونے لگی تو عیسیٰ نے ان کو کوہ سلع پر سے المفرح پر جو یہود یوں کا قبرستان تھا پھکوا دیا کچھ روز یہ لاشیں یہاں پڑی رہیں پھر کوہ ذباب کی جڑ میں ایک خندق کھود کر اس میں ڈال دیا گیا۔

ام حسین بنت عبد اللہ بن محمد بن علی حسین رضؓ کہتی ہے کہ میں نے اپنے چچا جعفر بن محمدؒ سے پوچھا کہ آپ محمدؒ بن عبد اللہ کے معاملہ کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اونھوں نے کہا یہ ایک فتنہ ہے جس میں محمد ایک رومی کے گھر کے پاس قتل ہو جائے گا اور اس کا حقیقی بھائی عراق میں اس حالت میں قتل ہوگا جبکہ اس کے گھوڑے کے سم پانی میں ہوں گے۔

محمد کے ہمراہ حمزہ بن عبد اللہ بن محمد بن علی نے بھی باوجود اپنے چچا جعفر کے منع کرنے کے خروج کیا تھا اور اس کی حمایت میں اس کا جوش وخروش بہت بڑھا ہوا تھا جعفر اس سے کہا کرتے کہ محمدؒ ضرور اس فتنہ میں قتل ہوگا اس بناء پر حمزہ نے خود جعفر سے کنارہ کشی کرلی۔

ابن ابی الکرام کہتا ہے کہ عیسیٰ نے مجھے محمدؒ کے سر کے ساتھ عراق بھیجا اور سو سپاہی میرے ساتھ کر دئے جب ہم نجف کے سامنے آئے ہم نے تکبیر کہی، عامر بن اسمعیل نے ان دنوں ہارون بن سعد العجلی کا واسط میں محاصرہ کر رکھا تھا۔ ابو جعفر نے ربیع سے پوچھا یہ تکبیر کیسی ہے اس نے کہا ابن ابی الکرام محمدؒ بن عبد اللہ کا سر لیکر حاضر ہوا ہے ابو جعفر نے کہا اسے اور اس کے دس ہمراہیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ میں نے اندر جاکر ایک ڈھال میں سر کو رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا ابو جعفر نے پوچھا اسکے گھر والوں میں سے اور کون کون اس کے ساتھ قتل ہوئے میں نے کہا

اور کوئی شخص نہیں ابو جعفر کہنے لگے بیشک ایسا ہی ہوگا پھر ربیع کی طرف دیکھ کر پوچھا کہو ربیع اس سے پہلے جو شخص آیا تھا اس نے کیا اطلاع دی تھی ربیع نے کہا اس نے تو یہ بیان کیا تھا کہ اس کے خاندان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ میں نے عرض کیا یہ بالکل غلط ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کام نہیں آیا۔

علی بن اسمٰعیل بن صالح بن میثم راوی ہے جب محمدؐ کا سر ابو جعفر کے پاس کوفے لایا گیا تو انھوں نے ایک سفید طباق میں رکھ کر اسے تمام شہر میں گشت کرایا میں نے بھی اسے دیکھا تھا اس کا رنگ سانولا اور چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اسی دن شام کے وقت وہ تمام اطراف واکناف سلطنت میں گشت کے لیے بھیجدیا گیا۔

جب بنو شجاع کے سر ابو جعفر کے سامنے پیش ہوئے تو وہ کہنے لگے لوگوں کو ان ایسا ہونا چاہئیے میں نے محمدؐ کی سخت تلاش شروع کی انھوں نے اسے چھپائے رکھا پھر یہ خود اسے لیکر نکلے اور اس کے ساتھ برابر نقل مقام کرتے رہے جب وہ لڑا تو یہ بھی لڑے اور ایسی پامردی سے لڑے کہ قابل مثال ہے آخرکار اسی طرح سب کے سب مارے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ بن حسن راوی ہے محمدؐ کے خروج سے قبل میں رات کو اپنے مکانوں سے سویقہ کے راستے سے نکلا وہاں مجھے کچھ عورتیں دکھائی دیں جن کے متعلق مجھے خیال ہوا کہ یہ ہماری گھروں سے نکلی ہیں ان کو دیکھ کر مجھے غیرت آئی میں یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کہاں جاتی ہیں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا جب وہ غرس کے پہلو میں حمیرا کے کنارے پہنچیں تو ان میں سے ایک نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔

سویقتہ بعد ساکنھا یباب لقد امست اجذھا الخراب

ترجمہ:- جب سویقہ کے ساکن نہ رہیں گے تو یہ ویران بن جائے گا اور ابھی سے اس پر ویرانی کا عمل شروع ہوگیا ہے۔

یہ سُن کر مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ باہروالیاں ہیں میں واپس آگیا۔

محمد کے قتل کے بعد عیسیٰ نے بنی حسن کی تمام املاک پر قبضہ کر لیا نیز ابوجعفر نے بھی عیسیٰ کے اس فعل کی توثیق کی۔

(۲۵۷) ایوب بن عمر بیان کرتا ہے جعفر بن محمد ابوجعفر سے ملے اور کہا امیر المومنین آپ میری جاگیر عین ابی زیاد مجھے واپس دیدیجئے کیونکہ اس کا ستاجر اسے کھائے جاتا ہے ابوجعفر نے کہا تم اور مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتے ہو بخدا میں تمہاری جان نکال لونگا۔ جعفر نے کہا مہربانی فرماکر ذرا جلدی نہ کیجئے گا میں تریسٹھ سال کا ہو گیا ہوں اسی عمر میں میرے باپ اور دادا اور علی بن ابی طالب نے انتقال کیا ہے اگر میں نے اپنی مدت العمر تمہارے خلاف کوئی سازش کی ہو یا بشرط زندگی تمہارے بعد تمہارے جانشین کے خلاف کروں تو مجھ پر یہ اور یہ لعنت و عذاب نازل ہو اسے سنکر ابوجعفر کو ان پر رحم آگیا اور معاف کر دیا۔

اپنی زندگی میں تو ابوجعفر نے یہ جاگیر جعفر کو نہیں دی البتہ ان کے بعد مہدی نے وہ جعفر کی اولاد پر بحال کر دی۔

محمد کے قتل کے بعد اہل مدینہ کو سزا دینے کے لیے ابوجعفر نے بحری راستہ اہل مدینہ کے لیے بند کرا دیا چنانچہ سمندر کی راہ سے کوئی چیز ادھر نہیں پہنچ سکتی تھی مہدی نے اپنے عہد میں یہ ممانعت اوٹھا دی اور اب سمندر کے ذریعہ ضروریات زندگی مدینے آنے لگیں۔

موسیٰ بن عبداللہ کی بیوی ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکرؓ ناقل ہے کہ مخزومیہ کے بیٹوں عیسیٰ، سلیمان اور ادریس عبداللہ بن حسن کے بیٹوں نے محمد بن عبداللہ بن حسن کے بیٹوں سے وراثت کے متعلق تنازع کیا اور کہا کہ چونکہ تمہارے باپ محمد قتل ہو چکے اس وجہ سے اس کے وارث اب عبداللہ ہوئے انھوں نے اس مقدمہ کو حسن بن زید کے سامنے پیش کیا اس نے امیر المومنین ابوجعفر کو لکھ بھیجا ابوجعفر نے حسن بن زید کو جواب لکھا کہ جب تم کو میرا یہ خط ملے تم محمد کے بیٹوں کو ان کے دادا کا ورثہ دلادو کیونکہ میں نے انکی قریبی رشتہ اور تعلق کی وجہ سے ان کی املاک انہیں

واپس دیدی ہیں ۔

(۲۵۸) بنی ہاشم کے حسب ذیل لوگ محمدؒ کے ہمراہ شریک جنگ تھے ۔

معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے بیٹے حسن، یزید اور صالح زید بن حسین بن علی بن ابی طالب کے بیٹے حسین اور عیسیٰ ان آخر الذکر دو کو کے خروج پر ابو جعفر کہا کرتے تھے کہ ان پر مجھے سخت تعجب ہے کہ انھوں نے میرے خلاف کیوں خروج کیا حالانکہ میں نے ان کے باپ کے قاتل کو اسی طرح قتل کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا اسی طرح سولی دی جس طرح اُسنے ان کو سولی دی تھی اور اسی طرح جلا دیا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا ۔

حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے علی اور زید ۔ ابو جعفر نے حسن بن زید سے ایک مرتبہ کہا گویا میں تمہارے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تلواریں لیے قبائیں پہنے محمد کے سامنے کھڑے ہیں حسن بن زید نے جواب دیا امیر المومنین میں تو ان کی سرتابی اور سرکشی کی ہمیشہ آپ سے شکایت کیا ہی کرتا تھا اس میں میرا کیا قصور ہے انھوں نے کہا ہاں ٹھیک کہتے ہو اسی وجہ سے انھوں نے تمہاری مرضی کے خلاف اس کا ساتھ دیا ہے ۔

قاسم بن اسحٰق بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور المرجی علی بن جعفر بن اسحٰق بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، ابو جعفر نے جعفر بن اسحٰق سے پوچھا یہ مرجی کون ہے اللہ اسے برباد کرے اس نے کہا امیر المومنین یہ میرا ہی بیٹا ہے حکم ہو تو خدا کی قسم میں اسے اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کروں بنی عبد شمس میں سے یہ لوگ محمدؒ کے ساتھ ہو کر شریک جنگ تھے ۔

محمدؒ بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس،

(۲۵۹) عباد بن کثیر بیان کرتا ہے ابن عجلان نے بھی محمدؒ کے ساتھ خروج کیا یہ ایک مادہ خچر پر سوار تھا، جب جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا

اس نے اسے قید کر دیا میں نے اس سے جا کر کہا فرمائیے کہ اس شخص کے متعلق اہل بصرہ کی کیا رائے تھی جس نے حسن کو قید کر دیا تھا اس نے کہا بخدا بری رائے تھی میں نے کہا تو بس ابن عجلان کی حالت یہاں بعینہ وہ ہے جو بصرہ میں حسن کی تھی، یہ سنکر جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ یہ محمد بن عجلان فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کا مولیٰ تھا۔

عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم نے بھی اس کے ہمراہ خروج کیا تھا محمد کے قتل کے بعد جب یہ ابو جعفر کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے اس سے سوال کیا کیا تم نے بھی محمدؐ کے ساتھ میرے خلاف خروج کیا تھا اس نے کہا میں ایسا کرنے پر مجبور تھا ورنہ جو اللہ نے محمد صلعم پر نازل فرمایا اس کا انکار لازم آتا۔ عمر کہتے ہیں کہ یہ محض وہم ہے۔

مگر عبد العزیز بن ابی سلمہ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ بیان کیا ہے کہ عبید اللہ نے خروج کے لیے محمدؐ سے وعدہ کیا تھا مگر اس کے خروج سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

محمد کے ہمراہ ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی سبرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ۔ بن ابی قیس بن عبدود بن نصرہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی نے بھی خروج کیا تھا، نیز عبد الواحد بن ابی عون ازد کا مولیٰ بھی تھا عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمان بن المسور بن مخرمہ، عبد العزیز بن محمد الدراوردی عبد الحمید بن جعفر، عبد اللہ بن عطاء بن یعقوب بنی سباع کا مولیٰ۔ خزاعہ کا ابن سباع (۲۶۰) جو بنی زہرہ کا حلیف تھا اور اس کے بیٹوں میں سے ابراہیم، اسحٰق، ربیعہ جعفر، عبد اللہ۔ عطا۔ یعقوب۔ عثمان اور عبد العزیز عبد اللہ بن عطا کے بیٹے تھے۔

زبیر بن خبیب بن ثابت بن عبد اللہؓ بن الزبیرؓ بیان کرتا ہے کہ میں فُرَ میں جو کوہ اضم کے بطن میں واقع ہے مقیم تھا میرے ساتھ میری بیوی امینہ بنت خضیر بھی تھی ایک شخص مدینہ سے عراق جاتا ہوا ہمارے پاس سے گزرا میری بیوی نے اس سے پوچھا محمدؐ کیسے ہیں اس نے کہا

وہ مارا گیا میری بیوی نے پوچھا ابن خضیر کیسے ہیں اس راہ گیر نے کہا کہ وہ بھی مارا گیا یہ سنتے ہی وہ سجدہ میں گر پڑی مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ اپنے بھائی کے قتل پر سجدہ شکر ادا کرتی ہو کہنے لگی بیشک یہ شکر کے قابل ہے کہ وہ میدان جنگ سے نہ فرار ہوا اور نہ پکڑا گیا۔

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے پوچھا کن خاندانوں نے محمدؒ کا ساتھ دیا تھا اس نے کہا آل زبیر نے انھوں نے پوچھا اور کس نے اس نے کہا آل عمرؓ نے ابو جعفر کہنے لگے بخدا ان لوگوں نے محمد کا ساتھ کسی محبت یا خلوص کی بنا پر نہیں دیا۔

ابو جعفر کہا کرتے تھے اگر آل زبیرؓ کے ہزار آدمی مجھے ایسے ملیں جو سب کے سب نیک و متقی ہوں اور ان میں صرف ایک بد معاش ہو تو میں سب کو قتل کر دوں اور اگر آل عمرؓ کے ایک ہزار آدمیوں میں ایک کے سوا سب برے ہوں تو میں سب کو معاف کر دوں

محمدؒ بن عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ محمدؒ کے قتل کے بعد میرے باپ اور موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بھاگ گئے میں ان کے ہمراہ تھا اور ابو ھبیار المزنی بھی ہمارے ساتھ فرار ہوا ہم مکے آئے اور پھر وہاں سے (۲۶۱) بصرہ ہو لیے ہم نے حکیم نام ایک شخص کے اونٹ کرایہ پر لیے رات کا ایک تھائی حصہ گزرنے کے بعد ہم جب بصرہ پہنچے تو اس وقت شہر کے تمام ناکے بند ہو چکے تھے صبح تک ہم شہر کے باہر ہی بیٹھے رہے علی الصباح شہر میں داخل ہو کر مرید کے مکان میں فروکش ہوئے صبح ہونے کے بعد ہم نے حکیم کو اپنے لیے کھانا خرید کر لانے کے لیے بھیجا یہ ایک حبشی کے سر پر جس کے پاؤں میں لوہے کا کڑا پڑا ہوا تھا کھانا لیکر آیا وہ کھانا لیئے ہوئے ہمارے پاس اندر چلا آیا حکیم نے اسے اجرت دی اس پر وہ برہم ہوا کہ یہ بہت کم ہے ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے اور دو اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے دوگنی اجرت دیدو مگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا اور ہمارے متعلق اسے اب شبہ پیدا ہوا وہ ہمارے چہروں کو غور سے

دیکھنے لگا اور پھر چلا گیا اسکے تھوڑی دیر کے بعد سواروں نے ہمارے مکان کو آگھیرا ہم نے مالک مکان سے پوچھا کہ یہ رسالہ کیوں آیا ہے اس نے کہا کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے یہ سوار بنی سعد کے ایک شخص نمیلہ بن مرہ کی تلاش میں جس نے ابراہیم کیساتھ خروج کیا تھا آئے ہیں تھوڑی دیر میں وہی حبشی اپنا سر اور چہرہ ڈھانکے ہوئے ہمارے پاس آیا جب سواروں کو اس نے اندر بلا لیا تو اب اس نے اپنا منہ کھولا انھوں نے پوچھا کیا یہی لوگ ہیں اس نے کہا یہی ہیں یہ دیکھو یہ موسیٰ بن عبداللہ ہے یہ عثمان بن محمدؒ ہے یہ اس کا بیٹا ہے اور اس چوتھے کو اگرچہ میں نہیں پہچانتا ہوں مگر یہ بھی ضرور انھیں کے ساتھ کا ہے اب ہم سب کو گرفتار کرکے محمد بن سلیمان کے سامنے پیش کیا گیا اس نے ہمیں دیکھکر موسیٰ کو مخاطب کرکے کہا اللہ تجھ سے میرا رشتہ قائم نہ رکھے کیا تمام اور شہروں کو چھوڑ کر تجھے یہیں آنا تھا اب اگر میں تجھ کو چھوڑ دوں تو امیرالمومنین مجھ سے ناراض ہوجائینگے اور اگر گرفتار رکھوں تو اسکے یہ معنی ہیں کہ میں نے تیری قرابت کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ اسکے بعد اس نے ہمارا معاملہ امیرالمومنین کو لکھ بھیجا اور ہمیں بیڑیاں پہنا دیں، امیرالمومنین نے اسکے خط کے جواب میں حکم بھیجا کہ ہم سب کو انکے پاس بھیجدیا جائے۔ سلیمان نے ہم سب کو فوج کی نگرانی میں بغداد روانہ کردیا جب ہم بطیحہ پہنچے تو وہاں ہمیں ایک دوسرا فوج کا دستہ ہمارا منتظر ملا اسکے بعد ہم اپنے راستے پر فوجی چوکیوں سے گزرتے گئے بغداد آئے ہمیں ابوجعفر کے سامنے پیش کیا گیا میرے باپ کو دیکھکر پوچھا تو نے بھی محمدؒ کے ہمراہ میرے خلاف خروج کیا تھا انھوں نے کہا جی ہاں ہوا تو ایسا ہی ہے ابوجعفر نے انکو گالیاں دیں اور تھوڑی دیر کے بعد پھر اپنے سامنے بلایا اور قتل کا حکم دیدیا چنانچہ انھیں قتل کردیا گیا، پھر انھوں نے موسیٰ کے متعلق حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں اسکے کوڑے مارے گئے اس کے بعد میرے متعلق قتل کا حکم دیا میں ان کے قریب کیا گیا (۲۶۲) حکم دیا کہ اسے لیجاؤ اسکے باپ کے سرہانے اسے کھڑا کرو جب یہ اسے دیکھے اسی وقت اسکی گردن ماردو عیسیٰ بن علی نے میرے متعلق عرض کیا کہ میرا خیال ہے کہ یہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوا ہے میں نے عرض کیا امیرالمومنین میں بالکل ناسمجھ لڑکا تھا میرے باپ نے جیسا مجھے حکم دیا میں نے اس کی اطاعت کی، اب ان کے حکم سے پچاس کوڑے

میرے لڑکے پھر مجھے جیل میں قید کر دیا گیا وہاں ان دنوں یعقوب بن داؤد بھی تھا، یہ میرا بہت اچھا رفیق ثابت ہوا میں اس کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور اس کے ساتھ بہت انکسار و عاجزی سے پیش آتا تھا اس وجہ سے وہ مجھے اپنے کھانے میں کھلاتا اور اپنی شراب پلاتا۔ ابوجعفر کی وفات تک میں اسی طرح قید رہا انکے انتقال کے بعد جب مہدی خلیفہ ہوئے تو انھوں نے یعقوب کو نظر بندی سے رہا کیا یعقوب نے اون سے میری سفارش کی اور انھوں نے مجھے رہا کر دیا۔

عروہ بن ہشام بن عروہ بیان کرتا ہے جب عثمان ابوجعفر کے سامنے پیش کیا گیا میں انکے پاس تھا لوگوں نے عثمان کو انکے سامنے کر کے کہا کہ یہ عثمان بن محمد بن خالد ہے ابوجعفر نے اس سے پوچھا وہ سرکاری روپیہ جو تمھارے پاس تھا کہاں ہے اس نے کہا وہ میں نے امیر المومنین رحمۃ اللہ کو دیدیا ابوجعفر نے پوچھا امیر المومنین کون؟ اسنے کہا محمد بن عبداللہ ابوجعفر نے کہا تو نے اس کی بیعت کی تھی عثمان نے کہا ہاں میں نے اسکی بیعت کی تھی جسطرح تو نے بیعت کی تھی، ابوجعفر نے اسے فاحشہ زادہ کہا اس نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جس کی مائیں کنیزیں ہوتی ہیں اس پر ابوجعفر برافروختہ ہو گئے اور انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیا لوگ اسے پیچھے ہٹالے گیے اور اس کی گردن ماردی۔

محمد بن عثمان بن خالد الزبیری ایک دوسرے سلسلہ سے روایت بیان کرتا ہے جب محمد نے خروج کیا اس کے ساتھ خاندان کثیر بن الصلت کا ایک شخص بھی شریک جنگ ہوا تھا محمد کے قتل اور اسکی فوج کی ہزیمت کے بعد بقیہ لوگ روپوش ہو گئے تھے انھیں لوگوں میں میرا باپ اور یہ کثیری بھی تھے، ایک عرصہ تک یہ دونوں روپوش رہے، جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا اس نے محمد کے طرفداروں کی تلاش اور گرفتاری میں بڑی سختی شروع کی، میرے باپ نے کثیری سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور اب ہم (۲۶۴۳) گرفتاری کے خوف سے بصرہ چلے جعفر کو اسکی اطلاع ہو گئی اس نے اپنے بھائی محمد کو ہمارے بصرہ جانے کا حال لکھدیا اور مشورہ دیا کہ وہ ہماری تاک رکھے ہمارے معاملہ اور بصرہ آنے سے ہوشیار رہے چنانچہ جب ہم بصرہ آئے محمد کو ہمارے آنے اور ٹھہرنے کا علم ہو گیا اس نے اپنے آدمی بھیجکر ہم سب کو گرفتار کر لیا، ہم سب اسکے سامنے پیش ہوئے میرے والد نے اس سے کہا کہ آپ کم از کم اس اونٹ والے کے معاملہ میں تو اللہ سے

خوف کیجئے اس بچارے کا کیا قصور ہے یہ ایک اعرابی ہے جسکو ہمارا حال بالکل معلوم نہیں محض پیٹ
بھرنے کیلئے اسنے اپنا اونٹ ہمکو کرایہ پر دیدیا اگر اوسے ہمارے جرم کا علم ہوجاتا تو وہ کبھی ہمکو
اونٹ نہ دیتا آپ اسے بھی ابوجعفر کے سامنے پیش کررہے ہیں حالانکہ ابوجعفر کی طینت سے
آپ خوب واقف ہیں اسلیئے اسکے خون کا گناہ آپکے سر ہوگا محمد بہت دیر تک سرنیچا کیے سوچتا رہا
پھر کہنے لگا بخدا یہ ابوجعفر کا معاملہ ہے میں اسمیں قطعًا دخل نہ دونگا اب ہم سب کو اسنے ابوجعفر
کے پاس بھیجدیا ہم اسکے سامنے پیش کیے گئے اسوقت ابوجعفر کے پاس سوائے حسن بن زید کے
دوسرا کوئی شخص کثیری کا شناسا نہ تھا ابوجعفر نے اسے مخاطب کرکے کہا اے دشمن خدا تو اپنے
اونٹ امیر المومنین کے دشمن کو کرایہ پر دیتا رہا ہے ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرتا رہا ہے
کبھی تو نے اسے چھپایا اور کبھی ظاہر کیا اسنے کہا امیر المومنین مجھے اسکا حال کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے
یا اسکا کیا قصور ہے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ آپکا دشمن ہے میں نے بالکل لاعلمی میں اسے ایک سخی خوش
اخلاق مسلمان سمجھکر اپنا اونٹ کرایہ پر دیدیا اگر اسکا حال مجھے معلوم ہوتا تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا اس
تمام دوران میں حسن بن زید نیچی نظر کیے بیٹھا رہا اب ابوجعفر نے کثیری کو خوب ڈرایا دھمکایا پھر (۲۶۴)
چھوڑدیا یہ وہاں سے نکلکر غائب ہوگیا اب وہ میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہو عثمان
تو نے امیر المومنین کے خلاف خروج کیا اور ان کے دشمن کی مدد کی اسنے کہا سنیے میں نے اور آپنے
مکہ میں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی میں نے اسے پورا کیا اور آپنے اسکی خلاف ورزی کی
ابوجعفر نے اس کے قتل کا حکم دیا جس کی بجاآوری ہوگئی۔

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضؓ
بن الخطاب ابوجعفر کے سامنے پیش کیا گیا اسے دیکھکر وہ کہنے لگے اگر میں تم ایسے قرشی کو قتل
کردوں تو پھر دوسرا کون ہے جسے میں معافی دیسکتا ہوں یہ کہکر ابوجعفر نے اسے رہا کردیا۔ اسکے
بعد عثمان بن محمد بن خالد پیش ہوا ابوجعفر نے اسے قتل کردیا مگر بہت سے قریشیوں کو چھوڑ دیا
اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوجعفر سے کہا جناب والا یہ کچھ اون لوگوں سے زیادہ خطاوار نہ تھا
ابوجعفر کہنے لگے ہاں مگر یہ میرے گھرانے والے ہیں۔

عیسیٰ کہتا ہے میں نے حسن بن زید کو یہ کہتے سنا کہ ایک دن صبح کو میں ابوجعفر سے
ملنے گیا انھوں نے ایک چبوترہ بنوایا اور اس پر خالد کو کھڑا کیا اب علی بن المطلب بن
عبداللہ بن حنطب انکے سامنے پیش کیا گیا انکے حکم سے پانسو کوڑے اسے مارے گئے

اسکے بعد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع پیش ہوا اسے بھی انھوں نے پانسو کوڑے لگوائے ان دونوں میں سے ایک نے بھی جنبش نہیں کی مجھ سے کہنے لگے دیکھتے ہو انسے زیادہ جوانمرد اور صابر تم نے کبھی دیکھے ہیں بخدا میرے سامنے ایسے شخص پیش ہوئے کہ جنکی ساری زندگی سخت محنت وجفاکشی میں بسر ہوئی تھی پھر بھی وہ مار کے مقابلہ میں ایسے صابر نہیں رہ سکے حالانکہ یہ لوگ وہ ہیں جنکی ساری عمر عیش و آرام اور ناز و نعم میں بسر ہوئی مگر پھر بھی یہ اسقدر مستقل مزاج ثابت ہوئے میں نے کہا کیوں نہ ہوں یہ آپ کی قوم کے جلیل القدر ذی عزت و شرف اصحاب ہیں ان میں یہ خوبیاں کیوں نہ ہونگی، یہ سنکر انھوں نے منہ پھیر لیا اور پھر کہنے لگے تم میں خاندانی عصبیت اب بھی باقی ہے اس کے کچھ عرصہ کے بعد انھوں نے عبدالعزیز بن ابراہیم کو مارنے کے لیے پھر اپنے سامنے طلب کیا اس نے کہا امیرالمومنین ہم اپنے معاملہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں میں چالیس روز سے اوندھا پڑا ہوں اس اثنا میں اللہ کی نماز بھی ایک وقت کی نہیں پڑھ سکا، کہنے لگے یہ تمھارے کیے کی سزا ہے تم خود اس کے ذمہ دار ہو عبدالعزیز نے کہا تو عفو کہاں گیا کہنے لگے اچھا تو ہم نے معاف کردیا نیز ابوجعفر نے اسے رہا کردیا۔

محمد بن عمر ناقل ہے کہ کثیر التعداد فوج محمد پر ٹوٹ پڑی اور اس نے جنگ میں پوری جد و جہد صرف کردی نصف ماہ رمضان ۱۴۵ھ ہجری کو محمد مارا گیا اسکا سر عیسی بن موسی کے پاس بھیجدیا گیا اس نے ابن ابی الکرام کو بلا کر وہ سر دکھایا اس نے شناخت کیا عیسی نے اس پر سجدہ شکر ادا کیا اور اب مدینہ میں داخل ہوگیا۔ اور عام امان کا اعلان کردیا۔ محمد بن عبداللہ کے ظاہر ہونے سے قتل تک دو ماہ سترہ روز گزرے۔ اس سنہ میں عیسی بن موسی نے محمد کے قتل کے بعد مدینہ چھوڑتے وقت کثیر بن حصین کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کردیا۔ یہ ایک ماہ تک اسی خدمت پر رہا اس کے بعد ابوجعفر منصور نے عبداللہ بن الربیع الحارثی کو مدینہ کا والی مقرر کرکے بھیجا۔

اس سال مدینہ کے حبشی عبداللہ بن الربیع الحارثی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عبداللہ ان سے ڈر کر بھاگ نکلا۔

مدینہ میں حبشیوں کی شورش

رباح بن عثمان نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کو بنی اسد اور بنی طے کے صدقات کا تحصیلدار مقرر کیا، محمد کے خروج کے وقت ابوبکر صدقات کی وصول شدہ رقم کو لیکر اس کے پاس آگیا اور اس کے ہمراہ جنگ کے لیے مستعد ہوگیا، جب عیسیٰ نے کثیر بن حصین کو مدینہ کا عارضی والی مقرر کیا تو اس نے ابوبکر کو پکڑ کے ستر کوڑے اوس کے لگوائے اور بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔ عبداللہ بن ربیع ابوجعفر کی طرف سے مدینہ کا والی مقرر ہو کر بروز سینیچر ماہ شوال ۱۴۵ھ ہجری کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ مدینہ آیا اوس کے فوج کے سپاہیوں کی بعض خرید کردہ اشیاء کے متعلق اون کے تاجروں سے تکرار ہوگئی انھوں نے قصر مروان آکر جہاں ابن ربیع فروکش تھا سپاہیوں کی شکایت کی ابن ربیع نے تاجروں کو ڈانٹ ڈپٹ کرکے نکلوا دیا اس واقعہ سے سپاہی تاجروں پر اور چیرہ دست ہو گئے جس سے تمام تاجروں میں اون کی بدنامی بڑھ گئی اور ہر شخص اونکو بری نظر سے دیکھنے لگا،

(۲۶۶)

بعض سپاہیوں نے بغیر قیمت ادا کئے بازار سے کچھ سامان لے لیا اور ایک صبح کو وہ عثمان بن زید نام صراف کے پاس آئے اور اوس کی تھیلی چھین لی عثمان نے فریاد رسی کے لیے دہائی دی اور بڑی مشکل سے اوس کا مال اُن سے ملا۔ مدینہ کے عمائد نے جمع ہو کر ابن ربیع سے اوس کی شکایت کی مگر نہ اوس نے ان حرکات کو ناروا تسلیم کیا اور نہ اون کی روک تھام ہی کی، اس کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ ایک سپاہی نے جمعہ کے دن ایک قصاب سے گوشت خریدا اوس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کیا اور قصاب پر تلوار نکال لی اوس نے کندے کے نیچے سے ایک چھری نکالکر اوس سے سپاہی کی چھنگلیا قطع کر دی سپاہی اپنے گھوڑے سے گر پڑا بہت سے قصاب اوس پہ جھپٹ پڑے اور اوسے قتل کر دیا نیز اونھوں نے حبشیوں کو جو نماز جمعہ کے لیے جا رہے تھے سپاہیوں پر للکارا حبشیوں نے اون کو ہر طرف جہاں وہ ملے ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنا شروع کیا شام تک یہ ہنگامہ برپا رہا۔

دوسرے دن صبح ابن ربیع مدینہ سے بھاگ گیا۔

حارث بن اسحق راوی ہے حبشیوں نے اپنا ایک بگل بجایا اوس پر تمام شہر کے حبشیوں کی یہ حالت تھی کہ جہاں کسی نے وہ آواز سنی جا ہے وہ کسی شغل میں ہو اوسے چھوڑ کر کان لگا کر اوسے غور سے سنتا اور جب اوسے یقین آجاتا کہ یہ بگل ہمارے ہی بج رہا ہے وہ فوراً اوس چیز کو جو اوس کے ہاتھ میں ہوتی پھینک کر اوس آواز کی سمت چلتا اور جہاں بگل بج رہا تھا وہاں آجاتا۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور ۱۴۵ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی سات راتیں باقی تھیں یہ تین شخص وثیق، یعقل اور رمقہ حبشیوں کے سرگروہ تھے یہ سیدھے ابن الربیع پر بڑھے لوگ جمعہ کی نماز میں مشغول تھے مگر ان حبشیوں نے اون کو نماز بھی نہ پڑھنے دی اور جا لیا۔ ابن الربیع اون کے مقابلہ پر نکلا پہلے تو یہ اوس کے سامنے سے ہٹ گئے یہاں تک کہ وہ بازار میں آگیا یہاں پانچ مسکین مسجد کے راستے میں بیٹھے بھیک مانگ رہے تھے ابن الربیع نے اپنی جمعیت کے ساتھ ان غریبوں پر حملہ کر کے اون سب کو قتل کر دیا پھر اوسے چند چھوٹے بچے ایک مکان کے چھجہ پر نظر آئے اس نے خیال کیا کہ یہ باغیوں کے بچے ہیں اس نے اون بچوں کو پھسلا کر نیچے اتروایا اون کو امان کا وعدہ دیا جب وہ نیچے اوتر آئے اوس نے اون سب کو قتل کر دیا، پھر یہاں سے آگے بڑھکر گندمیوں کے پاس کھڑا ہوا اب حبشیوں نے اوس پر حملہ کیا مگر بھاگتے ہوئے اس نے اون کی صف میں رخنہ پیدا کر دیا اور نکل گیا، اونھوں نے تعاقب کیا ابن الربیع بقیع آیا یہاں حبشیوں نے اوسے ہر طرف سے آگھیرا جب اوس نے دیکھا کہ اب مفر نہیں اوس نے اون کے لیے درہم بکھیر دیئے حبشی اونکے لوٹنے میں پڑ گئے اس طرح وہ اون سے بچکر نکل گیا اوس نے بطن نخل میں جو مدینہ سے دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے آکر منزل کی۔

(۲۶۷)

عیسٰی راوی ہے حبشیوں نے ابن الربیع پر خروج کیا، وثیق، حدیا، عنقود اور ابو قیس اون کے سرگروہ تھے اگرچہ ابن الربیع نے اون کا مقابلہ کیا مگر حبشیوں نے اوسے مار بھگایا وہ بطن نخل چلا آیا اور یہیں فروکش ہو گیا۔

عمر بن راشد راوی ہے ابن الربیع کے بھاگ جانے کے بعد حبشیوں نے

سرکاری بھنڈار خانہ کو لوٹ لیا جتنا ستو آٹا، زیتون کا تیل اور چھوہارے وہاں تھے سب پر قبضہ کر لیا چنانچہ نرخ اشیا اتنا ارزاں ہوا کہ ایک بوجھ آٹا دو درہموں میں اور زیتوں کا ایک کپہ چار درہم میں ملنے لگا۔

حارث بن اسحق راوی ہے کہ حبشیوں نے قصر مروان پر اور یزید کے محل پر غارت گری کی ان دونوں مکانوں میں ذخائر خوراک کثیر تعداد میں جمع تھے جو بحری راستے سے لاکر فوج کی سربراہی کے لیے جمع کیے گئے تھے حبشیوں نے ان میں کچھ نہ چھوڑا سب پر قبضہ کر لیا اور سعید بن سلیمان بن خلیج بن سلیمان مدینہ سے روانہ ہوکر ابو جعفر کے پاس آیا وہ اور اوس نے اس ہنگامہ کی اطلاع ابو جعفر کو دی۔

(۲۶۸) ان حبشیوں نے کئی سپاہیوں کو قتل کر دیا اوس کی وجہ سے تمام سپاہی اون سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ اگر کسی شہ سوار کی حبشی سے مٹ بھیڑ ہو جاتی جو ستر پوشی کے لیے صرف تہمد لانبا کرتا اور اوس پر چھوٹا کوٹ پہنے ہوتا تو وہ حبشی حقارت کی نیت سے اپنا منہ اوس شہ سوار کی طرف سے موڑ لیتا اور فوراً ہی بازار میں سے کوئی ڈنڈا لیکر اوس پر حملہ کرکے اوسے قتل کر دیتا اون کی اس جرأت کی وجہ سے سپاہی کہتے تھے کہ ہوں نہ ہوں یہ حبشی ضرور یا جادوگر ہیں یا بھوت۔

مسور بن عبدالملک راوی ہے کہ جب ابن الربیع نے ابو بکر بن ابی سبرہ کو جس نے بنی طے اور اسد کے صدقات کی رقم وصول کرکے محمد کو لاکر دیدی تھی قید کر دیا تو قریشیوں کو اوس کی جان کا خوف ہوا کہ مبادا یہ قتل کر دیا جائے اسی زمانے میں حبشیوں نے ابن الربیع کے خلاف یورش کی ابن ابی سبرہ نے جیل سے نکل کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور اونھیں حکومت کی اطاعت کی ترغیب و تحریص کی اور ابن الربیع کے مدینہ واپس آنے تک نماز پڑھائی،

حارث بن اسحق راوی ہے ابن ابی سبرہ بیڑیاں پہنے جیل سے نکل کر مسجد آیا اوس نے محمد بن عمران، محمد بن عبدالعزیز اور دوسرے عمائد کو بلا بھیجا یہ سب لوگ اوس کے پاس جمع ہوئے اس نے خدا کا واسطہ دیکر اون سے کہا کہ یہ شورش بڑی مصیبت ہے اگر پہلی شورش کے ساتھ اس شورش کا برا اثر امیر المومنین کے دل میں پوری طرح جاگزیں ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ یہ ہمارا شہر اور اہل شہر تباہ

ہو جائیں گے تمام غلام حبشی اس وقت بازار میں موجود ہیں میں آپ سے خدا کا واسطہ دیکر درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضرات اون سے جاکر ملیے اور حکومت کی اطاعت میں واپس آنے کے لیئے گفتگو کیجیئے اور اپنی رائے کے مطابق اون کے طرز عمل کو بدل دیجئے اون میں نہ کوئی نظام ہے اور نہ اون کی شورش کسی تحریک خاص پر مبنی ہے یہ لوگ تو محض جوش حمیت میں اوٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہ سب حضرات غلاموں سے جاکر ملے اور اون سے گفتگو کی اونہوں نے کہا آپ ہمارے سردار اور آقا ہیں ہم آپ کی نصیحت پر بخوشی لبیک کہتے ہیں کیونکہ ہم نے تو محض اوس نازیبا طرز عمل کے خلاف جو اونھوں نے آپ حضرات کے ساتھ برتا تھا خروج کیا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اپنے معاملہ کو آپ کے سپرد کیے دیتے ہیں اس کے بعد عمائد مدینہ اون کو مسجد لے آئے

(۲۶) حسین بن مصعب راوی ہے حبشیوں کے خروج کے بعد ابن الربیع مدینہ سے بھاگ گیا میں کچھ لوگوں کے ساتھ حبشیوں کے پاس آیا جو اوس وقت بازار میں مورچہ زن تھے ہم نے اون سے کہا کہ تم لوگ متفرق ہو جاؤ کیونکہ اس ہنگامہ سے نہ تو تمکو کوئی فائدہ ہو گا اور نہ ہمیں وثیق نے کہا کہ اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ابن الربیع ہمیں معاف نہ کرے گا اور نہ آپ لوگوں کو آپ ہمیں اوس سے اب نبٹ لینے دیجیئے تاکہ کم از کم ہم اپنا دل تو ٹھنڈا کر لیں مگر ہم نے اوس کی بات نہ مانی اور برابر اصرار کرتے رہے کہ اس ہنگامہ سے باز آجاؤ یہاں تک کہ وہ سب حبشی متفرق ہو کر اپنی اپنی راہ چلدیئے

عمر بن راشد کہتا ہے کہ وثیق حبشیوں کا سرغنہ تھا اور یعقل قصائی اوس کا خلیفہ تھا۔ ابن عمران نے اوس سے جاکر پوچھا کہو وثیق کسے حکمران بنانا چاہتے ہو اوس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ بنی ہاشم کے چار شخص قریش کے چار انصار کے چار اور موالیوں میں سے چار آدمی باہمی مشورہ سے حکومت کریں، ابن عمران نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر اللہ ہماری حکومت میں تمکو شریک کرے تو وہ تمہارے عدل سے ہمیں بہرہ اندوز کرتا رہے وثیق نے کہا کہ اللہ نے پہلے ہی حکومت میرے سپرد کر دی ہے۔

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے ابن ابی سبرہ کے ہمراہ حبشی مسجد نبوی میں جمع ہوئے وہ بیڑیاں پہنے منبر پر چڑھ کر رسول اللہ صلعم کی جگہ پر متمکن ہوا اوس کے بعد محمد بن عمران منبر پر چڑھا اور یہ ابن ابی سبرہ سے ایک درجہ نیچے بیٹھا اوسکے بعد محمد بن عبدالعزیز اون دونوں سے ایک درجہ نیچے بیٹھا اوس کے بعد سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ اون سب سے نیچے منبر پر جا بیٹھا اب گفتگو شروع ہوئی جتنے منہ اوتنی باتیں بڑی سخت سخت تقریریں ہوتی رہیں مگر ابن ابی سبرہ اس تمام دوران گفتگو میں بالکل خاموش بیٹھا رہا ابن عمران نے کہا میں بازار جاتا ہوں یہ کہتے ہی وہ منبر پر سے اوتر آیا جو لوگ اوس سے نیچے بیٹھے تھے وہ بھی اوتر آئے مگر ابن ابی سبرہ اپنی جگہ بیٹھا رہا اب اوس نے تقریر شروع کی اور اوس میں لوگوں کو امیر المومنین کی اطاعت اختیار کرنے کی ترغیب وتحریص کی اور محمد بن عبداللہ کی شورش کا مفصل ذکر کیا محمد بن عمران بازار آیا یہاں اوس نے گیہوں کے ایک ٹاٹ پر کھڑے ہوکر عوام کو خطاب کیا اوس کی تقریر سنکر تمام لوگ مسجد سے چلے آئے اوس روز صرف موذن کی امامت میں نماز ادا ہوئی عشا کی نماز کے وقت تک بہت سے لوگ مسجد آگئے، قریشی مقام مقصورہ میں جمع ہوگئے تھے اب جماعت کھڑی ہوئی محمد بن عمار موذن نے جس کا لقب کساکس تھا قریشیوں سے پوچھا کون نماز پڑھائے گا کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اوس نے پھر کہا کیا آپ کو سنائی نہیں دیتا اس پر بھی کسی نے اوسے جواب نہیں دیا اب اوس نے ہر شخص کا نام لیکر کہ اے ابن فلاں کون نماز پڑھاتا ہے جب اس کا بھی کسی نے جواب نہیں دیا تو اب وہ خود کھڑا ہوا اوس کے بعد اصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان کھڑا ہوا اور اوس نے کہا کہ میں نماز پڑھاتا ہوں، اوس نے امام کے مقام پر کھڑے ہوکر لوگوں سے کہا کہ صفیں برابر کرو جب صفیں برابر ہو چکیں تو اب اوس نے بلند آواز سے سارے نمازیوں کو مخاطب کرکے کہا سن لیجئے میں الاصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان ہوں اور میں ابوجعفر کی اطاعت کے ساتھ تم سب کو نماز پڑھاتا ہوں اس جملہ کو اوس نے دو یا تین مرتبہ کہا پھر تکبیر کہکر نماز شروع کردی - دوسرے دن صبح کو ابن ابی سبرہ سے لوگوں نے

(۲۷۰)

کہا کہ کل شام تم نے جو حرکت کی وہ سب کو معلوم ہے تم نے اپنے عامل کے قصر کی ہر شے کو لوٹ لیا نیز تم نے امیر المومنین کی فوج کے آذوقہ کو بھی لوٹ لیا میں سب سے بہ تاکید کہتا ہوں کہ جس کے پاس جو شئے ہو وہ لاکر واپس کر دے اور اس کے لیے میں نے حکم بن عبداللہ بن المغیرہ بن موہب کو متعین کیا ہے کہ وہ لوٹ کا سامان وصول کریں چنانچہ اب لوگوں نے لوٹ کا سامان لاکر اوس کے سپرد کیا اور اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار مالیت کا سامان اوس کے پاس واپس آگیا۔

مسور بن عبدالملک ناقل ہے کہ قریش کی یہ صلاح ہوئی کہ وہ ابن الربیع سے کہیں کہ تم مدینہ سے چلے جاؤ اور جب وہ اسے منظور کرلے تو پھر وہ اوس سے یہ خواہش کریں کہ وہ ابن ابی سبرہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر جائے تاکہ امیر المومنین کے دل میں اوس کی طرف سے جو بدگمانی جاگزیں ہے وہ اس طرح دور ہوسکے چنانچہ جب حبشیوں نے ابن الربیع کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو ابن عبدالعزیز نے اوس سے کہا تم یہ کیا غضب کرتے ہو کہ بغیر کسی کو نائب بنائے مدینہ سے جاتے ہو یہ بات مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کسی کو اپنا نائب بناتے جاؤ اوس نے پوچھا کسے بناؤں اوس نے قدامہ بن موسیٰ کا نام لیا چنانچہ اوسے بلایا گیا۔ قدامہ اوس کے پاس آیا وہ ابن الربیع اور ابن عبدالعزیز کے درمیان بیٹھ گیا۔ ابن الربیع نے اوس سے کہا قدامہ تم جاؤ میں نے تمکو مدینہ اور اوس کے توابع کا والی مقرر کیا قدامہ نے کہا جس شخص نے تم کو میری ولایت کے لیے رائے دی ہے وہ تمہارا خیرخواہ اور بدور اندیش نہیں میرے تقرر سے اوس کا مقصد فساد پیدا کرانا ہے اس وقت مدینہ کی امارت کا ہم سب سے زیادہ مستحق اور اہل وہ شخص ہے جو گھر بیٹھے سب پر پہلو کر رہا ہے یعنی ابن ابی سبرہ بہتر ہے کہ تم مدینہ واپس جاؤ کیونکہ مدینہ چھوڑنے کی کوئی معقول وجہ اب تک تمہارے پاس نہیں ہے ابن الربیع مدینہ چلا گیا،

(۱۷۱)

حارث بن اسحٰق کہتا ہے ابن عبدالعزیز چند قریشیوں کے ہمراہ ابن الربیع کے پاس بطن نخل میں جہاں وہ اوس وقت مقیم تھا آیا اور ان سب لوگوں نے اوسے مدینہ واپس آنے کا مشورہ دیا اور اس پر سخت اصرار بھی کیا مگر اوس نے نہ مانا آخرکار ابن عبدالعزیز نے خلوت میں کچھ دیر اوس سے باتیں کیں اس

سرگوشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابن الربیع مدینہ چلا آیا اب سب طرف امن و امان ہوگیا اور لوگ بھی امان و سکون کی زندگی بسر کرنے میں مصروف ہوگئے۔

عمر بن راشد راوی ہے کہ ابن عمران وغیرہ ابن الربیع سے جاکر اعوص میں ملے جہاں وہ مقیم تھا یہ اوسے سمجھا بجھاکر مدینہ واپس لے آئے اس نے مدینہ آکر وثیق، البالنار، ایعقل اور مسعر کا ایک ایک ہاتھ کٹوا دیا۔

اس سال شہر بغداد کی بنیاد ڈالی گئی اسے مدینۃ المنصور بھی کہتے ہیں

بغداد کی تعمیر

حکمراں ہونے کے بعد منصور نے مدینہ ابن ھبیرہ کے سامنے اپنا ہاشمیہ بنایا ان دونوں کے درمیان فقط شاہراہ کا عرض حائل تھا۔ یہ مدینہ ابن ھبیرہ کوفہ کے ایک پہلو میں واقع ہے۔ اس کے علاوہ منصور نے خود وسط کوفہ میں ایک شہر رصافہ نام بنایا۔ جب راوندیہ جماعت ہاشمیہ میں منصور پر چڑھ آئی تو اس ہنگامہ اور نیز کوفہ کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے منصور کو یہاں قیام کرنا اچھا معلوم نہ ہوا نیز وہاں کے باشندوں سے بھی اب خطرہ پیدا ہوگیا تھا ان حالات کی وجہ سے اوس نے اونکی ہمسائیگی کو خیرباد کر دینا چاہا - وہ خود کسی مناسب اور ایسے خوش آب و ہوا مقام کی تلاش میں نکلا جسے وہ اپنا اور اپنی فوج کا مسکن بنا سکے اور وہاں ایک شہر بسائے پہلے وہ جرجرایا آیا یہاں سے بغداد گیا وہاں سے موصل جاکر پھر بغداد واپس آیا بغداد کو دیکھ کر کہنے لگا یہ فوجی چھاؤنی کے لیے بہت اچھا مقام ہے اس کے ایک پہلو میں دجلہ رواں ہے یہاں سے لیکر چین تک ہمارے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہمیں ہر قسم کا سامان معیشت بحری راستے سے وصول ہوسکتا ہے اسی طرح تمام سامان خوراک جزیرہ اور ارمینیا اور اوس کے گرد کے علاقوں سے ہمیں پہونچ سکتا ہے، دریائے فرات بھی ہمارے قریب ہی واقع ہے اوس کے ذریعہ شام رقہ اور اوس کے گرد کے علاقوں کی ہر قسم کی پیداوار ہمیں وصول ہوسکتی ہے، ان تمام فوائد و مصالح کو پیش نظر رکھ کر منصور اوسی مقام پر فروکش ہوگیا اور صراۃ پر اوس نے اپنی چھاؤنی ڈالدی، شہر کی داغ بیل ڈالی

(۲۷۲)

اوسے چار حصوں پر تقسیم کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک مہتمم تعمیرات کی نگرانی میں دیا یہ
سلیمان بن مجالد راوی ہے کوفے والوں سے اپنی دراندازیوں سے منصور
کی فوج کی اطاعت و فرماں برداری ناقابل اعتماد کر دی، نقل مکان کے لیے منصور
پہاڑی علاقہ کی طرف گیا تاکہ وہاں کوئی مناسب جگہ اپنے مقام کے لیے انتخاب
کرے اوس زمانہ میں راستہ مدائن سے ہو کر تھا چنانچہ ہم ساباط کی راہ ہوئے میرا
ایک رفیق آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اور اپنی آنکھوں کا علاج کرانے لگا طبیب
نے اوس سے امیرالمومنین کے دورہ کی غایت دریافت کی اوس نے کہا کہ وہ اپنی
سکونت کے لیے خوش منظر مقام کی تلاش میں ہیں اوس نے کہا کہ ہمارے یہاں
کتب میں مذکور ہے کہ ایک شخص مقلاص نام دجلہ اور صراۃ کے درمیان زورا نام
آباد کرے گا۔ اور جب وہ اس شہر کی بنیاد ڈالے گا اور ایک بنیاد بھر جائے گی
اوس وقت اوسے حجاز میں فتنہ پیدا ہونے کی خبر ملے گی وہ اس کی تعمیر چھوڑ کر
اوس کے فرو کرنے میں مصروف ہو جائے گا اور جب حجاز کے فتنہ سے اوسے
اطمینان ہو جائے گا اوسے بصرہ میں بغاوت برپا ہونے کی اطلاع ملے گی اس واقعہ کا
اوس پر پہلے سے زیادہ اثر ہو گا مگر تھوڑی ہی مدت میں یہ دونوں فتنے دب جائینگے
وہ اوس کی پھر تعمیر شروع کرے گا اوسے مکمل کر کے ایک عرصہ تک زندہ رہے گا
اور حکومت اوس کے ورثا میں باقی چلی جائے گی۔

سلیمان کہتا ہے کہ امیرالمومنین مقام کی تلاش میں اطراف جبل میں پھر رہے
تھے کہ میرا رفیق مجھ سے آملا اوس نے یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا میں نے اوس کی
اطلاع امیرالمومنین کو دی اونھوں نے میرے رفیق کو بلایا اوس نے اون کے سامنے
پورا واقعہ نقل کیا کہنے لگے بخدا وہ شخص میں ہوں بچپن میں سب مجھے مقلاص پکارتے تھے (۲۷۳)
بعد میں یہ عرف جاتا رہا۔

ابن عیاش راوی ہے جب ابوجعفر نے ہاشمیہ سے نقل مکان کرنا چاہا اونھوں
نے معماروں کو ایک ایسے عمدہ مقام کے انتخاب کے لیے بھیجا جس کی جائے وقوع
مرکزی بھی ہو اور اوس میں عوام اور فوج کو کوئی تکلیف نہ اوٹھانا پڑے، بالآخر ان کے
قریب ایک جگہ کی اون سے نشاندہی کی گئی جس کے منظر اور آب و ہوا کی خوبی کی

تعریف کی گئی، منصور خود اوس کے ملاحظہ کے لیے روانہ ہوئے، وہیں شب باش ہوئے صبح کو پھر اوسی مقام کو اچھی طرح دیکھا بھالا یہ مقام اون کو پسند آگیا اونھوں نے اپنے مصاحبوں سلیمان بن مجالد، ابوایوب الخوزی اور میر منشی عبدالملک بن حمید وغیرہ سے بھی اوس مقام کے متعلق رائے دریافت کی سب نے باتفاق اوس کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے بہتر جگہ دیکھنے میں نہیں آئی یہ مقام خوش فضا ہے اور یہاں کی آب و ہوا بہت معتدل و سزاوار معلوم ہوتی ہے منصور نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو مگر مشکل یہ ہے کہ یہاں اتنی بڑی آبادی، فوجیں اور دوسری جماعتیں آباد نہیں ہوسکتیں کیونکہ یہ اون کی ضروریات معیشت کو کافی نہیں ہوسکتی میں ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہتا ہوں جو خوبی آب و ہوا کے علاوہ لوگوں کی ضروریات کی کفیل ہوسکے اور میرے مزاج کے بھی موافق ہو جہاں نرخ اشیائے محتاج گراں نہ ہوں اور زندگی گراں بار نہ ہو کیونکہ اگر میں نے اس جگہ قیام کیا جہاں خشکی و تری کے راستے سامان معیشت بہم نہ ہوسکے گا تو ضروری بات ہے کہ یہاں نرخ اشیاء بہت چڑھ جائے گا۔ ضروریات زندگی کم ہونگی اور اس وجہ سے معیشت گراں ہو جائے گی اور اس سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی، اثنائے سفر میں مجھے ایک ایسا مقام نظر پڑا ہے جہاں یہ تمام خوبیاں جمع ہیں، میں آج رات وہاں بسر کرکے دیکھتا ہوں اگر آب و ہوا بھی اچھی ثابت ہوئی اور اسی کے ساتھ یہ بھی اندازہ ہوگیا کہ وہ مقام فوج اور عوام کی ضروریات کے لیے مکتفی ہوگا تو میں وہیں شہر آباد کردوں گا۔

ہیثم بن عدی راوی ہے کہ منصور پل کی سمت آکر وہاں ٹھہرے جہاں اب قصر السلام واقع ہے یہاں انھوں نے عصر کی نماز پڑھی گرمی کا زمانہ تھا موضع قصر میں ایک راہب کی خانقاہ تھی، انھوں نے یہیں رات بسر کی رات اون کو نہایت خوشگوار معلوم ہوئی میٹھی نیند سوئے اور اس قدر لطف اندوز ہوئے کہ یہاں سے باہر روئے زمین میں ایسی سہانی رات بسر کرنے کا اونکو پہلے اتفاق نہیں ہوا تھا، دوسرے دن سارے دن وہاں ٹھہرے ہر شے خیال کے مطابق نظر آئی کہنے لگے یہ جگہ ہے یہیں میں نیا شہر آباد کرتا ہوں یہاں فرات، دجلہ اور دوسرے دریاؤں کے ذریعہ دور دور کی پیداوار ہمیں پہنچتی رہے گی نیز فوج اور عوام کے لیے

بھی یہ جگہ ہر حیثیت سے بالکل کافی وافی ہوگی اب اُنھوں نے اوس کی داغ بیل ڈالی اوس کی تعمیر کا اندازہ قائم کیا، پہلی اینٹ خود اپنے ہاتھ سے رکھی، بنیاد رکھتے وقت یہ کہا بسم اللہ والحمد للہ والارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین، پھر کہنے لگے ابنوا علی برکۃ اللہ (اب بناؤ اللہ اس میں برکت دے)

تبشر بن میمون الشروی اور سلیمان بن مجالد سے روایت ہے، جب منصور جبال کی سمت سے پلٹے تو انھوں نے اوس فوجی افسر کی اطلاع کا جس نے ایک طبیب کی روایت بیان کی تھی کہ اون کی کتابوں میں مقلاس کا ذکر آیا ہے ذکر کیا اور اوس گرجا میں جو اون کے قصر خلد نام کے مقابل واقع ہے فروکش ہوئے منصور نے گرجا کے مہتمم کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی، نیز اوس نے اوس بطریق کو جو رحاء البطریق کا مالک تھا، بغداد اور مخرم کے دیسکرہ کو اور بستان القس کے مشہور گرجا کے مہتمم کو اور عتیقہ کے دیسکرہ کو اپنے پاس بلایا اور ہر شخص سے اون کے موضعوں کا حال پوچھا کہ سردی اور گرمی میں اور بارش میں اُن مقامات کی آب و ہوا کیسی رہتی ہے، کیچڑ کتنا ہوتا ہے، مچھر، کھٹمل پسوؤں کا کیا حال ہے خشک سالی میں کیا کیفیت رہتی ہے، ہر شخص نے اپنے علم کے مطابق جواب دیا منصور نے اپنے کئی آدمی اون کے ہمراہ کئے اور حکم دیا کہ ہر ایک ان کے موضع میں رات بسر کرے چنانچہ ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ موضع میں رات گزاری اور پھر منصور کو آکر اوس کی کیفیت بیان کی، اب منصور نے اون سب سے جنکو اونھوں نے بلایا تھا مشورہ لیا ہر شخص کی اطلاع کی تنقیح و تنقید کر کے سب نے بالاتفاق بغداد کے زمیندار کو اختیار کیا، منصور نے اوسے بلا کر اوس سے مشورہ لیا اور اوس کے گاؤں کا حال پوچھا یہ وہی زمیندار ہے جس کا گاؤں اب تک اوس مربعہ میں جو ابو العباس الفضل بن سلیمان الطوسی کے نام سے مشہور ہے قائم ہے گاؤں کے کچے مکانات کی صرف بنیادیں اور اس زمیندار کا پورا مکان بدستور اب تک قائم ہیں،

اوس نے منصور سے کہا کہ جناب والا نے ان مقامات کی آب و ہوا اور فضا کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ کونسا مقام آپ کے لیے اختیار کیا جائے میری یہ رائے ہے کہ آپ ان چار پرگنوں کے درمیان سکونت پذیر ہوں

مغرب میں دو پرگنے قطربل اور بادوریا اور مشرق میں نہر بوق اور کلواذی ہوں گے اس طرح آپ ایک ایسی وسطی مقام میں سکونت پذیر ہو جائیں گے جہاں کثرت سے نخلستان ہیں اور پانی بالکل قریب ہے اگر کبھی ایک پرگنہ میں خشک سالی ہو گئی اور اوس کی وجہ سے اوس کی فصل پچھڑ گئی تو دوسرے پرگنوں میں کافی پیداوار ہو جائے گی اور اس طرح آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، آپ صراۃ پر قیام کریں گے دریائے فرات کے ذریعہ شام سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچتا رہے گا نیز مصر و شام کے میوے آپ کو ہمدست ہوتے رہیں گے دوسری طرف سے دجلہ کے ذریعہ چین، ہند، بصرہ اور واسط سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچے گا آرمینیا اور اوس کے ملحقہ علاقہ کا سامان خوراک دریائے تامرا کی راہ دریائے زاب سے ہو کر آپ کے پاس پہنچا کرے گا، اسی طرح روم آمد، جزیرہ اور موصل کی پیداوار دجلہ کے راستے آپ کو پہنچا کرے گی، چونکہ آپ بہت سے دریاؤں کے بیچ میں متوطن ہونگے اس وجہ سے کوئی دشمن دریا کو کشتیوں کے پل یا پختہ پل کے ذریعہ عبور کئے بغیر آپ تک نہیں پہنچ سکے گا اور اگر آپ دشمن کے عبور کے لیے ان پلوں کو قطع یا برباد کر دیں گے تو کسی اور ذریعہ سے دشمن آپ تک پہنچ ہی نہ سکے گا آپ دجلہ اور فرات کے درمیان ہونگے جو کوئی بھی مشرق یا مغرب سے آپ کے خلاف پیشقدمی کرے گا۔ اوسے بہرحال دریا کا عبور کرنا لازمی ہوگا۔ نیز یہاں سکونت پذیر ہونے سے آپ ایک طرف بصرہ، واسط اور کوفہ اور دوسری طرف موصل اور تمام علاقہ سواد کے درمیان رہیں گے، نیز آپ صحرا، سمندر، اور کوہستان سے قریب رہیں گے تاکہ جیسی ضرورت واقع ہو اوس سے کام لیا جا سکے یہ گفتگو سن کر منصور کا ارادہ اوسی مقام پر فروکش ہونے کا جو اوس نے منصور کے لیے اختیار کی اور بڑھ گیا، اتنے میں اوس نے منصور سے یہ بھی کہا کہ ان تمام فوائد کے ہوتے ہوئے یہ بات بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اللہ کے فضل و احسان سے امیر المومنین کی فوج اور عہدہ دار بہت کثیر ہیں اس وجہ سے آپ کے کسی دشمن کو آپ پر آنکھ اٹھانے کی جرات نہیں ہو سکتی، شہروں کی تعمیر میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ اوس کی فصیلیں ہوں، خندق ہوں، اور قلعے ہوں یہاں یہ فائدہ ہے کہ قدرتی طور پر

دجلہ اور فرات آپ کے شہر کے لیے خندق کا کام دیں گے،

حمّاد الترکی کہتا ہے ۱۴۵ھ ہجری میں منصور نے کئی آدمیوں کو مضافات میں ایک ایسے مقام کے انتخاب کے لیئے متعین کیا جہاں وہ اپنا شہر بسائیں ان اصحاب نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں گو پوری جد و جہد کی مگر منصور کو کوئی جگہ پسند نہ آئی اور اس لیئے وہ خود معائنہ کے لیے نکلے اور اوسی گرجا میں جو صراۃ پر واقع ہے آکر شب باش ہوئے، کہنے لگے کہ بس میں اسی مقام کو پسند کرتا ہوں یہاں فرات، دجلہ، اور صراۃ کے ذریعہ تمام ضروریات زندگی بہم پہنچیں گی،

محمد بن جابر کا باپ راوی ہے جب ابو جعفر منصور نے بغداد میں اپنا شہر بسانا چاہا تو اون کی نظر ایک راہب پر پڑی انھوں نے اوسے آواز دیکر بلایا وہ حاضر ہوا انھوں نے اوس سے پوچھا کیا تمھاری کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شخص ایک شہر بسائے گا اوس نے کہا جی ہاں مقلاص نام ایک شخص یہاں شہر بسائے گا منصور کہنے لگے بچپن میں مجھی کو مقلاص عرف سے پکارتے تھے راہب کہنے لگا تو بس آپ ہی اس کی تعمیر کریں گے، اسی طرح جب انھوں نے روم کے علاقہ میں شہر رافقہ بسانا چاہا تو اہل رقہ نے اوس کی سخت مخالفت کی بلکہ لڑنے مرنے کے لیئے آمادہ ہو گئے کہنے لگے کہ اس طرح آپ ہمارے ہاٹ بند کرادیں گے ہماری روزی جاتی رہے گی اور ہمیں اپنے گھروں میں رہنا مشکل پڑ جائے گا اون کی اس معاندانہ روش کے مقابلہ میں خود منصور بھی اون سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور انھوں نے وہاں کے کلیسا کے راہب کو بلا بھیجا اور اوس سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شہر آباد کیا جائے گا اوس نے کہا جی ہاں مجھے روایتاً یہ بات پہنچی ہے کہ مقلاص ایک شخص اس مقام پر شہر بسائے گا منصور نے کہا تو میں مقلاص ہوں، چنانچہ انھوں نے یہاں بھی بالکل بغداد کے نمونہ پر شہر بسایا، شہر کی تقسیم اور ترتیب بغداد جیسی تھی البتہ فصیل اور شہر کے دروازوں میں فرق تھا اور صرف ایک خندق تھی،-

سلیمان بن مجالد راوی ہے اب منصور نے معماروں اور مزدوروں کے جمع کرنے کے لیے شام، موصل، جبال، کوفہ، واسط اور بصرہ میں اپنے عمال

پھیلا دیئے اور ان تمام مقامات سے معمار اور مزدور آ گئے نیز ان کے حکم سے ایسے قابل ہوشیار و سمجھدار اور فن تعمیر سے واقف لوگوں کی ایک جماعت منتخب کی گئی ان میں حجاج بن ارطاۃ اور ابو حنیفہ النعمان بن ثابت بھی تھے، اس کے بعد انھوں نے شہر کی داغ بیل ڈالنے، بنیاد کھودنے، کچی اینٹوں کی ساخت اور ان کی بزکا حکم دیا، اب یہ کام شروع ہوا سب سے پہلے ۱۴۵ ہجری میں اس کی ابتدا ہوئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب بغداد کی تعمیر کا منصور نے مصمم ارادہ کر لیا تو اطمینان قلب کے لیے ان کی خواہش ہوئی کہ شہر کی ترتیب و تقسیم کو وہ عیاناً مشاہدہ کریں اس غرض کے لیے انھوں نے حکم دیا کہ تمام شہر کی داغ بیل راکھ سے بنا دی جائے اب انھوں نے معائنہ شروع کیا ایک دروازہ سے داخل ہو کر شہر کی تمام شاہراہوں گلی کوچوں، اور چوکوں سے ہوتے ہوئے گزرے اور چاروں طرف پھر کر خوب غور سے اوسے اور خندقوں کی داغ بیل کو دیکھا اس طرح معائنہ کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ ان خطوط پر بنولے جمائے جائیں اور ان پر مٹی کا تیل ڈال دیا جائے چنانچہ اس طرح کر کے جب ان کو آگ لگائی گئی اور وہ اچھی طرح روشن ہو گئی تو منصور نے پھر بغور شہر کی ترتیب و تقسیم کا معائنہ کیا اس کو اچھی طرح سمجھ گیا اور وہی داغ بیل تعمیر کے لیئے منظور کر کے اسی پر بنیاد کھودنے کا حکم دیدیا اور کام شروع ہوا،

حماد الترکی بیان کرتا ہے منصور نے کئی شخصوں کو شہر بسانے کے لیے ایک عمدہ موقع کی تلاش میں روانہ کیا محمد بن عبداللہ کے خروج سے ایک سال یا تقریباً ایک سال قبل ۱۴۴ ہجری میں اس جماعت نے موضع بغداد کو جو صراۃ کے کنارے خلد سے متصل واقع تھا اس کام کے لیے اختیار کیا جس جگہ خلد واقع ہے وہاں پہلے ایک گرجا تھا نیز صراۃ کی کھاڑی میں خلد سے متصل جانب مشرق ایک اور قریہ اور بڑا گرجا تھا جسے سوق البقر کہتے تھے اور وہ قریہ عتیقہ کہلاتا تھا یہ وہی قریہ ہے جسے مثنٰی بن حارثۃ الشیبانی نے فتح کیا ہے۔

منصور اوس گرجا میں آکر فروکش ہوئے جو موقع خلد پر صراۃ کے کنارے واقع تھا، یہاں اون کو مچھر، پسو، کھٹمل اور بھنگے، مکھیاں بہت ہی کم معلوم ہوئیں کہنے

لگے میں ایسے ہی مقام کو پسند کرتا ہوں، یہاں تمام ضروریات زندگی فرات اور دجلہ کے ذریعہ ہم پہنچتی رہینگی اور یہ جگہ ایک بڑے شہر کے بسانے کے لیے مناسب معلوم ہوتی ہے، منصور نے اوس گرجا کے راہب سے بلاکر کہا کہ میں یہاں ایک شہر بسانا چاہتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے کہنے لگا آپ ایسا نہیں کرسکتے کیونکہ یہاں وہ بادشاہ شہر بسائے گا جس کا لقب ابوالدوانیق ہوگا۔ یہ سن کر منصور اپنے دل ہی دل میں ہنسے، کہنے لگے کہ میں ہی ابوالدوانیق ہوں اب اون کے حکم سے شہر کی داغ بیل قائم کی گئی اوس کے چار حصے کرکے ایک ایک حصہ ایک ایک مہتمم تعمیر کے سپرد کردیا گیا،

سلیمان بن مجالد راوی ہے منصور نے ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کو قاضی بنانا چاہا انھوں نے اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کردیا منصور نے قسم کھائی کہ میں ضرور اونکو سرکاری عہدہ دونگا اوس کے مقابلہ میں ابوحنیفہ نے بھی قسم کھائی کہ میں کبھی قبول نہ کرونگا۔ چنانچہ جب قضا کے عہدے سے انھوں نے انکار کردیا تو اب منصور نے راوی کے خیال کے مطابق اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے ابوحنیفہ کو شہر کی تعمیر خشت سازی اونکا شمار اور مزدوروں سے کام لینے کی نگرانی پر متعین کردیا۔ چنانچہ شہر کی خندق سے متصل دیوار کی تکمیل تک انھوں نے اس خدمت کو انجام دیا اس دیوار کی تکمیل ۱۴۹ہجری میں ہوئی۔

ہیثم بن عدی بیان کرتا ہے منصور نے قضا اور تصفیہ مظالم کا عہدہ ابوحنیفہ کو دینا چاہا اونھوں نے اوس کے قبول کرنے سے انکار کردیا منصور نے قسم کھائی کہ وہ اونکو سرکاری عہدہ دیے بغیر نہیں چھوڑینگے ابوحنیفہ کو بھی اس کی خبر ہوگئی اونھوں نے ایک بانس لیا اور جو شخص جتنی اینٹیں بناتا یہ اوس بانس سے اوس کا شمار کرلیتے اس طریقہ سے اینٹ کا شمار سب سے پہلے انھوں نے کیا ہے اس طرح انھوں نے ابوجعفر کی قسم بھی پوری کردی اس کے بعد وہ بیمار ہوئے اور بغداد ہی میں انتقال کرگئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب منصور نے خندق کے کھودنے اور بنیاد کے قائم کرنے اور خوب مضبوط بنانے کا حکم دیا تو یہ کہا کہ فصیل کا عرض نیچے سے پچاس گز

اور او پربیس گز ہو، اور بنیاد کی ہر چوکھٹ میں لکڑی کے بجائے مضبوطی کے لیے بانس کی کھپچیاں رکھوائیں جب فصیل قد آدم بلند ہوگئی یہ ۱۴۵ھ ہجری میں ہوا تو اوسے محمد کے خروج کی اطلاع ملی یہ سنکر اونھوں نے شہر کی تعمیر رکھوا دی۔
احمد بن حمید بن جبلہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ مدینہ ابو جعفر اپنی تعمیر سے پہلے بغدادیوں کا ایک مزرع تھا اس کو مبارک کہتے تھے اس کے ساٹھ مالک تھے ابو جعفر نے اوس کے عوض اونکو دوسری زمینیں دیدیں اور قیمت بھی دیکر اون کو راضی کرلیا میرے دادا کو بھی اوس میں سے ایک حصہ ملا تھا۔
حماد الترکی کہتا ہے بنا سے پہلے مدینہ ابو جعفر کے گرد کئی گاؤں تھے باب الشام کی طرف خطا بیہ واقع تھا یہ باب درب النورہ سے لیکر درب الاقفاص تک آباد تھا اس کے بعض نخل خلیفہ مخلوع کے عہد تک باب الشام کی سڑک پر راستہ میں قائم تھے پھر یہ فتنہ کے زمانہ میں کاٹ دیئے گئے، اس قریہ خطابیہ کے مالک بعض زمیندار تھے جو بنو فروہ اور بنو قنورا کے نام سے مشہور تھے اسماعیل بن دینار یعقوب بن سلیمان اور اون کے متعلقین انہی میں سے ہیں۔
محمد بن موسیٰ بن الفرات راوی ہے کہ جو قریہ مسریعۂ ابو العباس میں واقع تھا وہ میرے نانا کا تھا اور یہ لوگ زمیندار تھے ان کو بنو زرارہ کہتے تھے وردانیہ اس کا نام تھا اس کے علاوہ ایک اور قریہ مربعۂ ابو فروہ کے متصل تھا یہ اب تک قائم ہے،
ابراہیم بن عیسیٰ راوی ہے جو مقام سعید خطیب کے گھر کے نام سے مشہور ہے یہاں شرفانیہ نام قریہ تھا ابو الجون کے پل کے متصل اس قریہ کے نخل اب تک قائم ہیں یہ ابو الجون اسی قریہ کا رہنے والا بغداد کے زمینداروں میں سے تھا۔
بیان کیا گیا ہے کہ ربیع کے مقطعہ میں پرگنہ بادوریا کے فرد سیبج نام ہاٹ کے قریہ بیاوری کے باشندوں کے بہت سے مزرعے تھے،
محمد بن موسیٰ بن الفرات اپنے باپ یا دادا کی روایت بیان کرتا ہے (راوی کو اس معاملہ میں شبہ ہے) بادوریا کا ایک کسان میرے پاس آیا جس کا جُبہ پھٹا ہوا تھا میں نے اوس کے پھٹنے کی وجہ دریافت کی اوس نے کہا لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے اور یہ بھیڑ ایسے موقع پر ہے جہاں میں نے مدت تک ہرنوں اور خرگوشوں کو

ہنکایا ہے اس مقام سے اوس کی مراد باب الکرخ تھی۔
بیان کیا جاتا ہے کہ خارجہ نام ربیع کا مقطع اون مقطعوں میں کا ایک ہے جو اوسے مہدی نے عطا کئے منصور نے اوسے داخلہ دیا تھا۔
بیان کیا جاتا ہے کہ نہر طابق کروی اصل میں بابک بن بہرام بن بابک کی نہر ہے بابک ہی نے وہ جائداد آباد کی تھی جس پر اب عیسٰی بن علی کا قصر واقع ہے اور یہ نہر بھی اوسی نے بنوائی تھی۔
قرضۃ جعفر وہ جاگیر ہیں جو ابوجعفر نے اپنے بیٹے کو دی تھیں اور پرانا پل ایرانیوں کا ساختہ ہے۔
حماد الترکی کہتا ہے منصور دریائے دجلہ کے کنارے والے گرجا میں فروکش تھے یہ جگہ اب خلد کے نام سے مشہور ہے، اوس دن گرمی شدید تھی یہ ۱۴۵ ہجری کا واقعہ ہے میں اپنے جائے قیام سے نکل کر ربیع اور اوس کے مصاحبوں کے ساتھ جا بیٹھا اتنے میں ایک شخص آیا جو پہرہ دار سے گذر کر مقصورہ تک چلا آیا اور اب اوس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ہم نے منصور سے اوس کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگی اوس وقت سلم بن ابی سلم اوس کے پاس تھا منصور نے اجازت دیدی اوس شخص نے محمدؐ کے خروج کی اطلاع اوسے پہنچائی منصور کہنے لگے ہم ابھی مصر کو حکم بھیجتے ہیں کہ وہاں سے حرمین کو کسی قسم کا سامان خوراک نہ بھیجا جائے پھر کہنے لگے کہ اگر مصر سے غلہ کی بہم رسانی مسدود رکھی جائے تو حجازیوں کی زندگی دوبھر ہو جائے گی اور قحط پڑ جائے گا، نیز اونھوں نے حکم دیا کہ عباس بن محمد والی جزیرہ کو ایک خط لکھدیا جائے اوس میں محمد کے خروج کی اطلاع دیجائے اور یہ بھی لکھدیا جائے کہ اس خط کو لکھنے کے بعد ہی میں یہاں سے کوفہ جا رہا ہوں تم سے جسقدر ہو سکے اہل جزیرہ کی فوج روزانہ مجھے بھیجتے رہو امراء شام کو بھی اونھوں نے اسی مضمون کے خط لکھدئے اور کہا کہ چاہے ایک ہی آدمی روزانہ بھیج سکو مگر بھیجو تاکہ جو آدمی آئیں اون سے میری خراسانی فوجوں کی کمک ہو سکے جب اس کی اطلاع اوس کذاب کو ہوگی اوس کے حوصلے پست ہو جائینگے۔
اس کے بعد ہی انھوں نے کوچ کا حکم دیدیا ہم سب نہایت شدید گرمی میں

روانہ ہوئے اور کوفے آ گئے اوس کے بعد جب تک محمد اور ابراہیم کی بغاوت
فرو نہ ہو گئی منصور نے کوفہ نہ چھوڑا اوس کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے ۔
ابو جعفر کو بغداد میں یہ خبر ملی کہ محمد بن عبد اللہ نے مدینہ میں خروج کیا ہے وہ
بغداد سے کوفہ روانہ ہوئے ، اثنائے راہ میں عثمان بن عمارہ بن حریم ، اسحٰق بن
مسلم العقیلی اور عبد اللہ بن الربیع المدانی نے اون کی طرف نظر کی یہ لوگ
ان کے مصاحبین خاص تھے منصور اوس وقت اپنے گھوڑے پر سوار سفر
کر رہے تھے ان کے اعزا اور اقربا ان کے گرد تھے اون کو دیکھ کر عثمان
نے کہا چونکہ اس عباسی نے چالبازی ، ہوشیاری ، موقع شناسی کو اپنی زینت لباس
بنا لیا ہے اس وجہ سے میرا خیال ہے کہ محمد اور اوس کے خاندان کو اس معاملہ میں
ناکامی ہوگی علاوہ بریں جنگ و جدل میں بھی جس کے لیے محمد تیار ہوا ہے منصور
ابن جندل الطعان کے ان شعروں کا مصداق ہے ۔

فکم من غارۃ ورعیل خیل   تدارکھا وقد حمی اللقاء
فرد خیلھا حتی ثناھا   باسمر ما یری فیہ التواء

شدید جنگ میں بہت سے حملوں اور رسالوں کے دستوں کا اوس نے تدارک
کیا ہے اور اوس کے سپہ سالار کو اوس نے گندم گوں سیدھے نیزے کی ضرب
سے مار بھگایا ہے ،
اسحٰق بن مسلم کہنے لگا میں نے منصور کو اچھی طرح جانچا اور پرکھا ہے وہ سخت تر
شرو اور کڑوا ہے مضبوط و طاقتور ہے اوس کے گرد جو اوس کے اعزا ہیں وہ ربیعہ
بن مکدم کے ان شعروں کے مصداق ہیں ۔

سما لی فرسان کان وجوھھم   مصابیح تبدو فی الظلام زواھر
یقودھم کبش اخو مصمئلۃ   عبوس السری قد لوحتہ الھواجر

ایسے شہسوار میرے سامنے آئے جن کے چہرے اس طرح درخشاں تھے جس طرح
شب تار میں ستارے اون کی قیادت ایک ایسا جفاکش اور مضبوط بہادر سردار کر رہا
تھا جس کا چہرہ دوپہر کی لؤوں میں مجلس کر پرشکن ہو رہا تھا
عبد اللہ بن الربیع کہنے لگا جناب وہ نہایت کراہ اختم اگیں شیر نیستان ہے

جو اپنے مقابل کو آناً فاناً پچھاڑ ڈالتا ہے اور اوس کی جان نکال لیتا ہے اور جنگ کے وقت تو اوس کی حالت ابوسفیان بن الحارث کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے،

وان لنا شیخا اذا الحرب شمرت　　بدیهة الا قدام قبل التوافر

ہمارا ایسا سردار ہے کہ شدید جنگ میں وہ سب سے آگے نظر آتا ہے،

چلتے چلتے منصور قصر ابن ہبیرہ آئے کوفہ میں اقامت اختیار کی اور یہاں سے اپنی فوجیں معاندین کے مقابل بھیجیں جنگ کے ختم کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے اور اب اوس کی تعمیر مکمل کی۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بغاوت

اس سال ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے جو محمد بن عبداللہ بن حسن کا بھائی تھا منصور کے خلاف بصرہ میں علم بغاوت نصب کیا منصور سے لڑا اور مارا گیا۔

جب ابوجعفر نے عبداللہ بن حسن کو گرفتار کر لیا تو اس واقعہ سے محمد اور ابراہیم دونوں چوکنے ہو گئے اور عدن چلے گئے یہاں بھی اون کو اپنے متعلق خوف دامنگیر ہوا وہ سمندر کی راہ سندھ آ گئے یہاں کسی نے عمرو بن حفص کو اونکا پتہ دیدیا انھوں نے سندھ بھی چھوڑا اور کوفے آ گئے اوس وقت ابوجعفر کوفہ میں موجود تھے،

ہنہ بنت ابی المنہال کہتی ہے کہ ابراہیم بنی ضبیعہ کے ایک خاندان میں حارث بن عیسیٰ کے مکان میں فروکش ہوا وہ اون کو باہر نہیں نکلتا تھا اوسکے ہمراہ اوسکی ایک ام ولد بھی تھی میں جا کر اوس سے باتیں کیا کرتی تھی جب تک وہ ظاہر نہیں ہوا ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اوس کے ظاہر ہونے کے بعد میں اوس کی ام ولد کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ آپ ہی سے میں روز آ کر باتیں کرتی تھی اوس نے کہا ہاں میں وہی ہوں مسلسل پانچ سال سے ہم کو کہیں قرار نصیب نہیں ہوا ہے کبھی فارس، کبھی کرمان، کبھی جبال، کبھی حجاز اور کبھی یمن میں قیام ہوا

مطہر بن الحارث کہتا ہے بصرہ آنے کے ارادے سے ہم مکہ سے ابراہیم

کے ہمراہ چلے ہم دس آدمی تھے راستے کے کسی مقام سے ایک اعرابی ہمارے ساتھ ہولیا ہم نے اوس سے نام پوچھا اوس نے فلاں بن ابی معصاد الکلبی بتایا یہ بصرہ کے قریب پہنچنے تک برابر ہمارے ساتھ رہا، ایک دن اوس نے مجھ سے کہا سچ کہو کیا یہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نہیں ہے میں نے کہا نہیں یہ تو ایک شام کا باشندہ ہے، جب ہم بصرہ سے ایک رات کی مسافت پر رہ گئے تو ابراہیم ہمیں چھوڑکر آگے بڑھگیا اور اوس کی دوسری صبح کو ہم لوگ بصرہ میں داخل ہوئے۔

ابو صفوان نصر بن قدید بن نصر بن سیار راوی ہے کہ ابتدائے ۱۴۳ھ ہجری میں ابراہیم اوس وقت بصرہ آیا جب کہ حجاج حج سے فارغ ہوکر اپنے اپنے وطن لوٹے یحیٰی بن زیاد بن حسان النبطی اسے لیکر آیا تھا اوسی نے اوس کا کرایا دیا اور اوسے ساتھ دوسری جانب محل میں بنی لیف کے ایک مکان میں اوسے اوتارا ایک عجمی سندھی جاریہ خرید کر اوس کو دی یحیٰی بن زیاد کے گھر میں اس جاریہ کے بطن سے ابراہیم کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ میں خود اس بچے کے جنازے میں شریک تھا یحیٰی بن زیاد نے اوس کی نماز پڑھی تھی۔

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے قبل کا یہ واقعہ ہے کہ ابراہیم حیار واقع شام میں قعقاع بن خلید العبسی کی اولاد کے پاس فروکش ہوا، فضل بن صالح بن علی حاکم قنسرین نے ابو جعفر کو اس کی اطلاع ایک چھوٹے سے پرچہ پر جو اوس نے اپنے مراسلہ کے پیچھے شامل کردیا تھا لکھ بھیجی اوس اطلاع میں لکھا کہ ابراہیم یہاں آیا تھا میں نے اوسے تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرہ چلدیا ہے، جب یہ خط ابو جعفر کو موصول ہوا انھوں نے اوس کا ابتدائی حصہ خود پڑھا مگر چونکہ اوس میں کوئی پریشان کن خبر اون کو نہ ملی انھوں نے وہ خط ابوایوب الموریانی کے حوالے کردیا اوس نے بھی اوسے بغیر پورے طور پر پڑھے داخل دفتر کردیا البتہ جب دفتر پیشی والے صوبہ داروں کے خطوط کا جواب دینے کے لیئے آمادہ ہوئے تو ابان بن صدقہ نے جو اوس وقت ابوایوب کا پیشکار تھا فضل کے خط کو تاریخ دیکھنے کے لیے کھولا پڑھتے پڑھتے اوس کی نظر اوس پرچہ پر بھی پڑی جب اوس نے اوس کا ابتدائی حصہ پڑھا جس میں تحریر تھا "میں امیر المومنین کو

اطلاع دیتا ہوں،، اوس نے اس خط کو جدید موصول شدہ مراسلات میں رکھ لیا خود ابو جعفر کے پاس گیا ابو جعفر نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ ابراہیم کی خبر کے لیے مخبر متعین کر دیے جائیں اور پہرے چوکیاں بٹھا دی جائیں۔

خود ابراہیم سے روایت ہے، مجھے موصل میں سرکاری طلب نے اس قدر مضطر کر دیا کہ ایک مرتبہ مجھے ابو جعفر کے دستر خوان پر بیٹھکر پناہ لینا پڑی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں موصل پہنچا اتنی سختی سے میری تلاش شروع کی گئی کہ میں پریشان ہو گیا زمین میرے قدموں کے نیچے سے نکلی جاتی تھی میرے لیے کوئی مفر کی صورت باقی نہ رہی تھی ہر طرف میری گرفتاری کے لیے پہرے اور چوکیاں متعین تھیں، عام لوگوں کو اب صبح سے کھانے کی دعوت دی گئی تھی میں بھی اون کے ساتھ سرکاری دستر خوان پر جا بیٹھا دوسروں کے ساتھ کھانا کھا کر نکل آیا اس اثنا میں تلاش ملتوی ہو چکی تھی۔

ابو نعیم الفضل بن دکین کہتا ہے کہ ایک شخص نے مطہر بن الحارث سے کہا کہ ابراہیم کوفہ سے گذرا تھا اور میں کوفہ میں اوس وقت اوس سے ملا بھی تھا۔ یہ سنکر اوس نے کہا کہ نہیں وہ کبھی کوفہ نہیں آیا البتہ وہ پہلے موصل میں تھا وہاں سے انبار آیا پھر بغداد پھر مداین اور نیل اور واسط آیا۔

نصر بن قدید بن نصر بیان کرتا ہے، ابراہیم نے بہت سے شیعہ اہلبیت فوجی عہدہ داروں کے نام خط لکھے تھے انھوں نے جواب میں لکھا کہ آپ خروج کریں ہم ابو جعفر پر دھاوا کریں گے اس وعدہ کی بنا پر ابراہیم نے خروج کیا، بڑھتا ہوا وہ ابو جعفر کے پڑاؤ تک پہنچ گیا جو اون دنوں بغداد کے ایک گرجا میں فروکش تھے انھوں نے بغداد کی داغ بیل ڈالدی تھی اور اوس کی تعمیر کا عزم کر لیا تھا ابو جعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کر لیتے تھے۔ اس کے متعلق ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حسب دستور ایک دن ابو جعفر نے آئینہ میں دیکھا کہنے لگے اے مسیب بخدا میں ابراہیم کو اپنے پڑاؤ میں دیکھ رہا ہوں، روئے زمین پر اوس سے زیادہ میرا دشمن اور کوئی نہیں ہے اب تم کیا کرتے ہو۔

عبداللہ بن محمد بن البواب کہتا ہے کہ ابو جعفر نے صراۃ کے پرانے پل کے بنانے کا حکم دیا یہ اوس کے دیکھنے کے لیے گئے وہاں اون کی نظر ابراہیم پر پڑی ابراہیم پچھلے پاؤں ہٹ گیا ازدحام میں مل کر ایک غلہ فروش کے پاس آیا اوس کے پاس پناہ لی اوس نے ابراہیم کو اپنے ایک بالا خانہ پر چڑھادیا اور وہاں چھپادیا۔ ابو جعفر نے اوس کی تلاش میں بڑی جد و جہد کی اور ہر مکان پر پہرہ بٹھادیا مگر ابراہیم چپ چاپ اپنے مکمن میں چھپا بیٹھا رہا اگرچہ ابو جعفر نے اوس کی تلاش میں اپنی انتہائی کوشش صرف کر دی مگر اوسے اوس کا پتہ نہ چلا۔ اوس وقت سفیان العمی اوس کے پاس تھا اوس نے ابراہیم سے کہا کہ کب تک اس طرح چھپ کر بیٹھو گے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے چاہے اوس میں خطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ ابراہیم نے کہا کہ جو تمھاری سمجھ میں آئے کرو۔

سفیان ربیع کے پاس آیا اور امیر المومنین سے ملنے کی اجازت چاہی اوس نے پوچھا تم کون ہو سفیان نے اپنا نام بتادیا ربیع نے اوسے ابو جعفر کے سامنے پیش کردیا اوس پر نظر پڑتے ہی اُنھوں نے اوسے خوب گالیاں دیں سفیان نے کہا بیں آپ کے اس عتاب کا مستحق ہوں مگر اب تو میں آپ کی خدمت میں معافی کا خواستگار ہوکر آیا ہوں اور اپنے کیے پر نادم اور تائب ہوں اگر آپ میری درخواست قبول کرلیں تو میں آپ کو ایسی بات بتاؤں جسے آپ دل سے چاہتے ہیں، ابو جعفر نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اوس نے کہا میں ابراہیم بن عبداللہ کو آپ کے پاس لیے آتا ہوں میں نے اوسے اور اوس کے خاندان والوں کو اچھی طرح پرکھ لیا ہے وہ کامیاب نہیں ہوسکتے اگر میں ایسا کروں تو اس کا آپ مجھے کیا صلہ دیں گے۔ ابو جعفر نے پوچھا ابراہیم کہاں ہے اوس نے کہا غالباً اب وہ بغداد پہنچ گیا ہوگا یا عنقریب پہنچ جائے گا میں اوسے عبدسی میں خالد بن تہیک کے مکان میں چھوڑ کر آیا ہوں، آپ میرے لیے، میرے ایک غلام کے لیے اور ایک فوجی افسر کے لیے پروانہ راہداری لکھدیجیے اور میرے لیے ڈاک کے گھوڑوں پر سفر کرنے کا حکم دیدیجیے۔ بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ سفیان نے منصور سے کہا کہ ایک دستہ فوج اب میرے ساتھ کردیجیے میرے اور میرے

ایک غلام کے لیے پروانہ راہداری لکھ دیجئے میں اوسے آپ کے پاس لیے آتا ہوں،
ابو جعفر نے پروانۂ راہداری لکھا۔ اوسے دیدیا فوج اوس کے ساتھ کردی نیز ایک ہزار
دینار بھی دیے کہا کہ اسے اپنی ضروریات زندگی میں صرف کرو، سفیان نے کہا
کہ مجھے اس ساری رقم کی ضرورت نہیں ہے اوس نے اوس میں سے صرف تین سو
دینار لے لیے وہ اوس رقم کو لیکر ابراہیم کے پاس آیا جو ایک کوٹھری میں مقیم
تھا اوس نے پشمینہ کا ایک کرتہ پہن رکھا تھا اور ایک عمامہ باندھے تھا۔ یہ بھی بیان
کیا گیا ہے کہ وہ اوس وقت تک غلاموں کی قبا پہنے تھا سفیان نے اوسے
آواز دی کہ کھڑا ہو وہ کانپتا ہوا کھڑا ہوا اب یہ اوس پر حکومت جتانے لگا اسی طرح
وہ مدائن آیا پل کے افسر نے اون کو عبور سے روکا سفیان نے پروانۂ راہداری
اوس کے حوالے کردیا اوس نے پوچھا کہ تمھارا غلام کہاں ہے سفیان نے کہا
یہ ہے جب پل کے افسر نے غور سے اوس غلام کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگا
بخدا یہ غلام نہیں ہے یہ ضرور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن ہے اچھا جاؤ میں تم کو
نہیں روکتا، اوس نے اون دونوں کو چھوڑ دیا۔ ابراہیم بھاگ گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر
عبدسی آئے وہاں سے کشتی میں سوار ہو کر بصرہ آ گئے اور روپوش ہو گئے۔ یہ بھی
بیان کیا گیا ہے کہ وہ ابو جعفر کے پاس سے نکلکر بصرہ آ گیا اور ایک ایسے مکان
میں جس کے دو دروازے تھے سپاہیوں سے آکر ملتا دس کو ایک دروازے پر
بٹھاتا اور کہتا کہ جب تک میں اندر سے نہ آؤں تم یہاں سے نہ جانا اور خود دوسرے
دروازے سے نکل جاتا اسی طرح اوس نے اوس فوج کو جو ابو جعفر نے اوس کے
ساتھ کردی تھی متفرق کردیا اور جب تنہا رہ گیا تو اب وہ روپوش ہو گیا، سفیان
بن معاویہ کو اس کی خبر پہنچی اوس نے اون سرکاری سپاہیوں کو اپنے پاس
بلا لیا اب اوس نے عمّی کو تلاش کرایا مگر اوس کا پتہ نہ لگ سکا

ابن عائشہ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ اصل میں عمرو بن شداد
نے ابراہیم کے لیے یہ چال نکالی تھی اور اس طرح اوس نے ان دونوں کو ابو جعفر
سے بچا دیا۔

عمرو بن شداد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے روپوشی کی حالت میں ابراہیم میرے پاس مدائن آیا میں نے اوسے اپنے ایک مکان میں جو دجلہ کے کنارے واقع تھا اوتار دیا، کسی شخص نے عامل مدائن سے اس واقعہ کی بنا پر میری شکایت کردی اوس نے سو کوڑے میرے لگوائے مگر میں نے ابراہیم کے متعلق قطعی اقرار نہیں کیا، جب اوس نے مجھے چھوڑا میں نے ابراہیم سے آکر سارا ماجرا بیان کیا اوسے سن کر ابراہیم بصرہ کی سمت چلدیا۔ جب وہ شام سے بصرہ جارہا تھا تو عبدالرحیم بن صفوان اوس کے پاس گیا اور ہمرکاب ہوگیا، تا قصر گذار گردواپس آیا ایک دیکھنے والے نے آکر بیان کیا کہ میں نے عبدالرحیم کو ایسے شخص کے ساتھ جاتے دیکھا ہے جو بانکا معلوم ہوتا تھا مشجر کی ازار پہنے تھا ہاتھ میں جلاہق کی کمان تھی جس سے وہ تیر اندازی کررہا تھا۔ جب عبدالرحیم واپس آیا تو اوس سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون شخص تھا اوس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی، روپوشی کی حالت میں ابراہیم اسی قسم کا لباس پہنکر بھیس بدلتا رہتا تھا،

نصر بن قدید کہتا ہے کہ بغداد سے پلٹ کر ابراہیم بنی کندہ میں ابو فروہ کے پاس فروکش ہوا، خود چھپا رہا یہاں اوس نے خروج کے لیے لوگوں کو اپنے سفرائے کے ذریعہ دعوت شروع کی۔

عبداللہ بن الحسن بن حبیب اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ شہر اہواز کی ایک سمت میں ابراہیم دریائے دجیل کے کنارے میرے پاس مقیم تھا اور محمد بن الحصین اوس کی تلاش کررہا تھا ایک دن اوس نے کہا کہ امیرالمومنین نے مجھے لکھا ہے کہ نجومیوں نے اونکو بتایا ہے کہ ابراہیم اہواز میں دو دریاؤں کے درمیان ایک جزیرہ میں مقیم ہے،

میں نے اوس جزیرہ کو یعنی وہ جزیرہ جو شاہ جرد اور دجیل کے درمیان واقع ہے چھان مارا مگر وہاں تو اوس کا پتہ نہ لگا اب میرا ارادہ ہے کہ میں کل شہر میں اوسے تلاش کروں کیونکہ ممکن ہے کہ جزیرہ سے امیرالمومنین کی مراد وہ جگہ ہو جو دجیل اور مرقان کے درمیان ہے، میں نے ابراہیم سے جاکر کہدیا کہ کل اس مقام میں تم کو تلاش کیا جائے گا میں نے بقیہ دن اوس کے ساتھ گذارا رات ہوتے ہی

میں اوسے لیکر نکلا اور کشتی کے دریے دشت ارنک کے ابتدائی حصہ میں ایک جگہ اوسے ٹھہرا آیا پھر اوسی رات میں اہواز واپس آگیا اور انتظار کرنے لگا کہ اب صبح ہوتے ہی محمد اوس کی تلاش میں آتا ہوگا مگر وہ نہ آیا یہاں تک کہ دن ڈھل کر غروب کے قریب پہنچا مگر میں اہواز سے چل کر ابراہیم کے پاس آیا اور اوسے عشائے کے وقت تک شہر لے آیا ہم دونوں دو گدھوں پر سوار تھے جب ہم شہر کے اندر آئے اور جبل مقطوع کے قریب پہنچے ہمیں ابن حصین کے رسالہ کا اگلا دستہ ملا، اوسے دیکھتے ہی ابراہیم گدھے سے کود کر دور چلا گیا اور وہاں پیشاب کرنے بیٹھ گیا استنے میں رسالہ نے مجھے آلیا مگر کسی نے مجھ سے تعارض نہیں کیا جب میں ابن حصین کے پاس آیا تو اوس نے مجھ سے پوچھا اے ابو محمد اس وقت تم کہاں سے آرہے ہو میں نے کہا سرشام اپنے بعض عزیزوں سے ملنے چلا گیا تھا اب گھر واپس جا رہا ہوں کہنے لگا کہو تو کچھ سپاہی ساتھ کردوں کہ وہ تمہارے گھر تک تمکو پہنچا آئیں میں نے کہا جی نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے اب یہاں سے گھر قریب رہ گیا ہے میں چلا جاؤنگا۔ یہ چپ چاپ اوسی طرح اپنے راستے ہولیا جب رسالہ کے آخری سوار مجھ سے گذر گئے میں مڑکر پھر ابراہیم کے پاس آیا اوس کا گدھا ڈھونڈا بارے اوسے پالیا، ابراہیم اوس پر سوار ہولیا ہم دونوں چلے رات ہم نے اپنے گھر آکر بسر کی، صبح کو ابراہیم نے کہا بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات کو میں نے خون کا پیشاب کیا ہے کسی شخص کو بھیجکر دکھاؤ، میں خود اوس جگہ آیا جہاں بیٹھکر اوس نے پیشاب کیا تھا دیکھا کہ واقعی خون کا پیشاب ہے،

فضل بن عبدالرحیم بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ ابو جعفر کہنے لگے کہ بصرہ کے بیابانوں کی وجہ سے جہاں ابراہیم نے پناہ لی ہے اوس پر قابو پانا میرے لیے بہت کٹھن ہوگیا ہے۔

محمد بن مسعر بن العلاء راوی ہے بصرہ آکر ابراہیم نے دعوت شروع کی موسیٰ بن عمر بن موسیٰ بن عبداللہ بن خازم نے سب سے پہلے لبیک کہا وہ پوشیدہ طور پر ابراہیم کو نضر بن اسحٰق کے پاس لایا اور اوس سے اوس کی یوں تقریب ملاقات کی کہ یہ ابراہیم کا سفیر ہے ابراہیم نے اوس سے گفتگو کی اور خروج کی دعوت

دی نصر نے اوس سے کہا چونکہ میرے دادا عبداللہ بن خازم اور اوس کے دادا علی بن ابی طالب میں مخالفت تھی اسوجہ سے بجلا میں کیونکر تمہارے صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرسکتا ہوں، ابراہیم نے اوس سے کہا کہ گڑے ہوئے مردوں کو دوبارہ اوکھاڑنے سے کیا فائدہ یہ دین کا معاملہ ہے گذشتہ واقعات کا خیال نہ کرو میں تم کو حق کی دعوت دیتا ہوں۔ نصر نے کہا معاف کیجئے گا یہ بات تو میں نے محض مذاقاً کہی تھی اس کا خیال نہ کرنا حقیقت یہ ہے کہ ان گوشتہ واقعات کی بنا پر میں تمہارے صاحب کی نصرت سے باز نہیں رہتا ہوں بلکہ میں لڑائی کو نہ اچھا سمجھتا ہوں اور نہ لڑنا چاہتا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد ابراہیم تو پلٹ آیا مگر موسیٰ وہیں ٹھہر گیا، موسیٰ نے اوس سے کہا کہ بخدا یہ خود ابراہیم تھا جو تم سے گفتگو کررہا تھا نصر کہنے لگا تم نے بہت برا کیا کہ یہ بات مجھ سے چھپائی اگر تم مجھے بتادیتے تو میں اوس سے اس قسم کی گفتگو ہرگز نہ کرتا جو میں نے کی۔

(۱۹۰) نصر بن قدید کہتا ہے اب ابراہیم نے عوام کو دعوت دینا شروع کی یہ ابوفروہ کے مکان میں فروکش تھا سب سے پہلے نمیلہ بن مُرّہ عفو اللہ بن سفیان۔ عبدالواحد بن زیاد، عمر بن سلمہ الہجیمی اور عبیداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی نے اوس کی بیعت کی انھوں نے سب کو ابراہیم کی حمایت پر اوبھارا اون کے بعد عرب کے بعض اور بہادروں نے جن میں مغیرہ بن الفزع اور اوس ایسے اور جواں مرد تھے اوسکی دعوت کو قبول کیا، بعض راویوں کا خیال ہے کہ چار ہزار آدمیوں کے نام اوس کے دیوان میں لکھے گئے اور اب اوس کی تحریک علانیہ شروع ہوئی لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ آپ بصرہ کے وسط میں نقل مکان کریں کیونکہ وہاں سب لوگ باآسانی آپ کے پاس آسکیں گے، ابراہیم ابوفروہ کے مکان سے منتقل ہوکر اب بنی سلیم کے مولیٰ ابومروان کے مکان میں جو اہل نیساپور میں سے تھا آکر اقامت گزیں ہوا۔

یونس بن نجدہ کہتا ہے کہ ابراہیم بنی راسب میں عبدالرحمان بن حرب کا مہمان تھا یہاں سے اس نے اپنے طرفداروں کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں عفو اللہ بن سفیان۔ بروبن لبید الیشکری، مضاء التغلبی۔ طہوی، مغیرہ بن الفزع،

نمیرہ بن مرہ اور یحییٰ بن عمرو الطمانی تھے خروج کیا یہ بنی عقیل کی گڈھی سے گزرتے ہوئے طفاوہ آئے۔ وہاں سے کرم اور نافع ابلیس کے مکانات سے گزرتے ہوئے بنی یشکر کے مقبرہ میں ابو مروان کے مکان میں آئے،

عفو اللہ بن سفیان کہتا ہے میں ایک دن ابراہیم سے ملنے آیا وہ پریشان خوفزدہ بیٹھا تھا اوس نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کا خط آیا ہے اوس میں انھوں نے اپنے خروج کی اطلاع دی ہے اور میرے خروج کی تحریک کی ہے اس کے بعد دیر تک سر نیچا کیے غمگین صورت بنائے سوچتا رہا میں یہ کہہ کر کہ یہ بالکل معمولی بات ہے اوسے تسلی دیتا رہا میں نے کہا کہ اب آپ کو کیا فکر ہے آپ کا معاملہ مکمل ہو چکا ہے مضا، طہوی، مغیرہ، میں اور بہت سے عمائد آپ کے ساتھ ہیں ہم رات کو جیل خانہ پر دھاوا کر دیں گے صبح کو ایک عالم آپ کے ہمراہ ہوگا، یہ سن کر اوسے اطمینان ہوگیا۔

(۲۹۱) محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو جو بڑا صائب الرائے اور تجربہ کار مدبر تھا بلایا اور کہا کہ محمد مدینہ میں ظاہر ہو گیا ہے تم مشورہ دو کہ اس موقع پر میں کیا کروں اوس نے کہا جس قدر ممکن ہو کثیر تعداد میں اپنی فوجیں بصرہ بھیجدو، ابو جعفر نے کہا اچھا اب تم جاؤ جب میں پھر بلاؤں تو آنا چنانچہ جب ابراہیم بصرہ آگیا تو ابو جعفر نے پھر اوسے بلایا اور یہ خبر سنائی اوس نے کہا کہ مجھے اسی بات کا خوف تھا بہتر یہ ہے کہ فوراً اوس کے مقابلہ کے لیئے فوجیں روانہ کر دو، ابو جعفر نے پوچھا کس بنا پر تم کو یہ خدشہ پیدا ہوا تھا اوس نے کہا اس لیئے کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا تھا چونکہ اہل مدینہ ایسے کچھ تلوار کے دھنی نہیں ہیں کہ وہ اپنی شان و شرافت نسبی کے مطابق لڑ سکیں اب رہے اہل کوفہ وہ آپ کے زیر قدم ہیں وہ آپ کے خلاف خروج کرنے کی جرات نہ کریں گے، اہل شام وہ آل ابی طالب کے پرانے دشمن ہیں وہ کبھی ان کا ساتھ نہیں دیں گے، اب صرف بصرہ رہگیا۔ اس مشورہ پر عمل کرنے کے لیے ابو جعفر نے عقیل کے دونوں بیٹوں کو جو بنی سطے کے اون لوگوں میں سے تھے جنھوں نے خراسان میں بود و باش اختیار کرلی تھی اور مشہور سپہ سالار تھے بصرہ روانہ کیا اوس وقت سفیان بن معاویہ بصرہ کا عامل تھا اوس نے ان دونوں کے قیام کا انتظام کر دیا۔

یحییٰ بن بدیل بن یحییٰ بن بدیل راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے ابو ایوب اور عبد الملک بن حمید سے پوچھا کیا تم کسی ایسے ہوشیار صاحب الرائے کو جانتے ہو جس سے ہم مشورہ کر سکیں انھوں نے کہا بدیل بن یحییٰ کوفہ میں موجود ہے ابو العباس بھی اس سے مشورہ لیتے تھے آپ ان کو بلا لیجیے، ابو جعفر نے اوسے بلا بھیجا اور کہا کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے کیا مشورہ دیتے ہو، اوس نے کہا اہواز کو اپنی فوجوں سے بھر دو، ابو جعفر کہنے لگے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے اوس نے کہا میں اس بات کو جانتا ہوں مگر یاد رکھو اہواز اُس کا دروازہ ہے جس سے وہ در آئینگے ابو جعفر نے کہا بہتر ہے تمھاری رائے پر عمل کیا جائے گا۔

(۲۹۲) جب ابراہیم بصرہ آرہا تھا تو اب پھر ابو جعفر نے بدیل کو بلا کر مشورہ لیا اوس نے کہا جہاں تک جلد ممکن ہو اوس کے خلاف فوجیں روانہ کرو اور اہواز سے اوسے مدد نہ پہنچنے دو،

محمد بن حفص الدمشقی (مولی قریش) بیان کرتا ہے محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے اہل شام کے ایک سن رسیدہ صاحب رائے اور تجربہ کار شیخ کو مشورہ کے لیے بلایا اوس نے کہا فوراً چار ہزار باقاعدہ شامی فوج بصرہ بھیجدو، ابو جعفر نے اس مشورہ پر کوئی اعتنا نہیں کی کہنے لگے کہ بڈھا سٹھیا گیا ہے، اس کے بعد جب ابراہیم بصرہ آیا تو پھر انھوں نے اس بڈھے کو طلب کیا اور کہا کہ بصرہ میں ابراہیم نے خروج کر دیا ہے، اس نے کہا کہ شام کی فوج بصرہ بھجوادو، ابو جعفر کہنے لگے کہ اس کام کو کون انجام دے اس نے کہا کہ تم اپنے شام کے صوبہ دار کو حکم بھیجو کہ وہ روزانہ دس سپاہی ڈاک کے ذریعہ تمھارے پاس روانہ کرتا رہے، ابو جعفر نے اس کے لیے شام لکھ بھیجا، عمرو بن حفص کہتا ہے کہ مجھے یہ سارا واقعہ خوب یاد ہے کیونکہ اوس زمانے میں میرے باپ فوج کو عطا تقسیم کرتے تھے کیونکہ وہ رات کو تقسیم ہوتی تھی اس وجہ سے میں چراغ لے کر کھڑا رہتا تھا اس وقت میں بالکل نوجوان تھا۔

سلم بن فرقد کہتا ہے کہ جب جعفر بن حنظلہ نے ابو جعفر کو شام سے فوج

بلانے کا مشورہ دیا تو اب شام کی فوجیں چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں پے درپے ان کے پاس آنے لگیں اہل کوفہ پر رعب قائم رکھنے کے لیے انھوں نے یہ کیا کہ جب اہل شام پڑاؤ ان کی چھاؤنی میں رات گزار رہی ہوتی تھی وہ انکو حکم دیتے تھے کہ شام کا عام راستہ چھوڑ کر پھر تھوڑی دور تک شام کی سمت چلے جاؤ اور وہاں سے دوسری صبح کو شاہراہ عام سے کوفہ آؤ اس ترکیب سے اہل کوفہ کو بالکل یقین تھا کہ یہ نئی فوج ہے جو آج ہی وارد ہوئی ہے۔

عبدالحمید ابو العباس کا ایک خادم بیان کرتا ہے کہ محمد بن یزید ابو جعفر کا ایک سپہ سالار تھا اس کے پاس شہری کمیت گھوڑا تھا جب ہم کوفے میں تھے ہم نے اسے بارہا اس گھوڑے پر سوار اپنے پاس سے گزرتے دیکھا ہے۔ اس شہسوار کا سر گھوڑے کے سر سے ملجاتا تھا ابو جعفر نے اسے بصرہ بھیجدیا تھا یہ ابراہیم کے خروج تک بصرہ میں متعین تھا پھر ابراہیم نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔

۲۷۶۳ سعید بن نوح بن مجالد الضبعی کہتا ہے کہ ابو جعفر نے یزید بن عمران کے بیٹوں مجالد اور محمد کو جو ابیورد کے باشندے اور فوجی افسر تھے بصرہ روانہ کیا، مجالد محمد سے پہلے بصرہ آگیا محمد اوس رات بصرہ پہنچا جس رات کہ ابراہیم نے خروج کیا تھا سفیان نے ان دونوں کو اپنے پاس روکے رکھا اور پھر اپنے ہی پاس دارالامارہ میں قید کر دیا۔ ابراہیم کے ظاہر ہونے کے بعد پھر اس نے ان دونوں کو پکڑ کر انکے بیڑیاں ڈلوادیں ابو جعفر نے ان کے ہمراہ عبدالقیس کا ایک فوجی سردار معمر نام بھی بھیجا تھا۔

مجالد بن یزید الضبعی ابو جعفر کی طرف سے پندرہ سو سوار اور پانسو پیدل کے ہمراہ سفیان کے پاس آیا تھا۔

ابراہیم کے بارے میں ابو جعفر نے مشورہ لیا لوگوں نے کہا کہ اہل کوفہ اس کے شیعہ ہیں اور کوفہ کی حالت ایک دیگ ایسی ہے جو فوراً جوش زن ہوجاتی ہے آپ اُس کا طباق ہیں کہ اگر وہ اس کے منہ پر رکھدیا جائے تو اس کا جوش فرو ہوجائے اس لیے آپ خود کوفہ چل کر وہاں مستقل اقامت اختیار کریں، ابو جعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

محمد بن سلیمان کا مولی مسلم الخصی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم کے ہنگامہ کے وقت میری عمر دس سال سے زیادہ تھی میں اس وقت ابوجعفر کی خدمت میں تھا منصور نے ہم سب کو خاص کوفہ میں ہاشمیہ میں اُتارا اور خود اس کی پشت پر رصافہ میں فروکش ہوئے اس وقت اس کی تمام چھاؤنی میں کل پندرہ سو فوج تھی، مسیب بن زہیر اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا اس فوج کو بھی پانچ پانچسو کے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا مسیب ہر شب سارے کوفہ کا گشت کرتا تھا اور یہ عام منادی کر دی گئی تھی کہ عشاء کے بعد جو شخص چلتا پھرتا ملے گا اسے پکڑ کر مناسب سزا دی جائے گی، چنانچہ عشاء کے بعد مسیب کو جو شخص ملتا۔ اسے ایک عبا میں لپیٹ کر گھوڑے پر لاد لیتا، رات بھر اسے پاس رکھتا صبح کو اس سے بازپرس کرتا اگر اطمینان بخش صفائی ملتی اسے چھوڑ دیتا ورنہ قید کر دیتا۔

ابوجعفر نے تمام لوگوں پر سیاہ لباس لازم کر دیا لوگوں کی یہ حالت ہوئی کہ وہ سیاہی سے اپنے کپڑے رنگ لیتے تھے، اس زمانہ میں یہ حال تھا کہ بقال تک سیاہ لباس پہننے لگے تھے کوئی انقاص سے کپڑا رنگ کر اسی کو پہن لیتا تھا۔

عباس بن سلم قحطبہ کا مولی راوی ہے امیر المومنین ابوجعفر کو ابراہیم کی طرف میلان کا جس کوفہ والے پر شبہ ہوتا وہ میرے باپ سلم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیتے یہ رات کے آنے تک خاموش رہتا۔ جب رات اچھی طرح تاریک ہو جاتی اور خواب کی وجہ سے شہر میں سناٹا چھا جاتا یہ چپکے سے اس مشتبہ شخص کے مکان پر جاتا اور سیڑھی لگا کر اچانک گھر میں کود پڑتا اسے باہر لاتا قتل کر دیتا اور اس کی مہر پر قبضہ کر لیتا اس واقعہ کی بنا پر محمد بن ابی العباس کا مولی جمیل عباس بن سلم سے کہا کرتا تھا کہ اگر تیرے باپ نے اپنے ورثہ میں تیرے لیئے ان مقتولوں کی صرف مہریں چھوڑی ہیں تب بھی اس کے تمام بیٹوں میں تو ہی سب سے زیادہ دولتمند ہوگا۔

سلیمان بن مجالد کا حاجب مسلم بن فرخد بیان کرتا ہے کہ کوفہ میں میرا ایک دوست تھا ایک دن اس نے مجھ سے آکر کہا کہ اہل کوفہ تمہارے آقا پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دینے کی تیاری کر رہے ہیں اگر ممکن ہو تو تم اپنے اہل کو کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دو، میں نے سلیمان بن مجالد سے آکر یہ خبر سنائی اس نے ابوجعفر کو اطلاع دی اس

اس زمانے میں کوفہ کا ایک صراف ابن مقرن نام ابوجعفر کا جاسوس تھا، ابوجعفر نے اسے طلب کیا اور کہا کہ اہل کوفہ تیاری کر رہے ہیں اور تم نے اب تک مجھے اس کی اطلاع نہیں دی، اوس نے کہا امیرالمومنین یہ خبر بالکل غلط ہے میں انکی ذمہ داری لیتا ہوں۔ ابوجعفر نے اس کی بات پر یقین کیا اور اہل کوفہ سے مطمئن ہوگیا، (۲۹۵)

ابوجعفر کی طرف سے فلاں بن معقل الخراسانی کو اس لیے قادسیہ پر متعین کیا گیا تھا کہ یہ کسی کوفہ والے کو ابراہیم کے پاس نہ جانے دے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ چونکہ بصرہ کے راستہ پر پہرے متعین تھے اس لیے لوگ یہ کرنے لگے تھے کہ پہلے کوفہ سے قادسیہ آتے وہاں سے عذیب اور وادی السباع ہوتے ہوئے بائیں جانب صحرا کا راستہ اختیار کرکے بصرہ آجاتے ایک مرتبہ کوفہ کے بارہ آدمی اس غرض سے روانہ ہوئے جب یہ وادی السباع پہنچے وہاں ان کو بنی اسد کا ایک موالی بکر نام شراف کا جو واقصہ سے دو میل ورے واقع ہے رہنے والا اور مسجد موالی کے اہالی سے تھا ملا اس نے ابن معقل کو جاکر اسکی خبر کردی اوس نے ان کا تعاقب کیا قادسیہ سے چار فرسخ ورے مقام خفّان پر ان کو پکڑ لیا اور سب کو قتل کردیا۔

ابراہیم بن سلم کہتا ہے کہ فرافصۃ العجلی نے اچانک طور پر کوفہ پر دھاوا کرنا چاہا تھا مگر ابوجعفر کی موجودگی سے اس کی جرات نہ ہوسکی۔ اور ابن ماعز الاسدی خفیہ طور پر ابراہیم کے لیے بیعت کرتا پھرتا تھا۔

غزوان پہلے قعقاع بن ضرار کی اولاد کا غلام تھا پھر اسے ابوجعفر نے خرید لیا تھا ایک دن اس نے ان سے کہا کہ یہ کشتیاں جو موصل سے آرہی ہیں ان میں سفید نشان والے ہیں اور یہ ابراہیم کے پاس جارہے ہیں ابوجعفر نے فوج کی ایک جماعت اس کے ساتھ کردی موصل اور بغداد کے درمیان مقام باحمشا پر اس نے انھیں جا ملایا اور سب کو قتل کردیا۔ یہ مسافر تاجر تھے جن میں بعض بڑے عابد و زاہد اور دوسرے برگزیدہ اصحاب بھی تھے ان میں ایک شخص ابوالعرفان شعیب السمان کی اولاد میں تھا وہ کہنے لگا اے غزوان کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے ہیں تو ابوالعرفان تمھارا ہمسایہ ہوں میں تو آٹا لیکر آیا تھا وہ میں نے (۲۹۶)

اس جماعت کے ہاتھ فروخت کیا ہے مگر غزوان نے کسی کی کچھ نہ سُنی بلا استثناء
سب کو تہ تیغ کر دیا اور ان کے سروں کو کوفہ بھیجدیا جہاں وہ تشہیر کے لیے
اسحٰق الازرق اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے درمیان مدینۂ ابن ہبیرہ تک
منظر عام پر سولی پر لٹکا دئے گئے۔ ابو احمد عبداللہ بن راشد کہتا ہے کہ میں نے
ان سروں کو مٹی کے تھوؤں پر نصب دیکھا۔

کمہاروں کی ایک جماعت راوی ہے کہ ہم موصل میں مقیم تھے وہاں حرب الراوندی
دو ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرکوبی کے لیے جنھوں نے جزیرہ میں
سر اٹھایا تھا چھاؤنی ڈالے پڑا تھا اتنے میں ابو جعفر کا حکم اسے ملا کہ تم میرے
پاس واپس آجاؤ یہ موصل سے روانہ ہوا جب باجمشا پہنچا تو اوس مقام کے
باشندوں نے اس سے تعرض کیا اور کہنے لگے کہ ابراہیم کے خلاف ابو جعفر
کی مدد کے لئے ہم تم کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیں گے اس نے کہا کہ تم یہ
کیا کر رہے ہو میں تمھارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا میں تو مسافر ہوں
میرا پیچھا چھوڑو مجھے جانے دو مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم ہرگز ہرگز تم کو
آگے نہ بڑھنے دینگے، حرب الراوندی ان سے لڑ پڑا اور ان کا بالکل قلع قمع
کر دیا پانچسو سر لیکر ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ساری روئداد سنائی ابو جعفر کہنے
لگے بشارت ہو یہ ہماری پہلی فتح ہے۔

یزید بن حاتم کا مولیٰ وفیت بن راشد نے ابراہیم کے خروج سے
ایک رات پہلے سفیان بن معاویہ سے آکر کہا کہ آپ سواروں کو میرے ساتھ کیجیے
میں ابراہیم کو یا زندہ پکڑ کر آپ کے پاس لیے آتا ہوں یا اس کا سر لے آؤنگا، سفیان
نے کہا کیا تجھے اور کوئی کام نہیں ہے تجھے اس میں دخل دینے سے کیا تو اپنا
کام کر، وفیت اسی رات عراق سے روانہ ہو کر یزید بن حاتم کے پاس آگیا
جو مصر میں تھا،

جابر بن حمّاد سفیان کا کوتوال کہتا ہے کہ ابراہیم کے خروج سے ایک دن
پہلے میں نے سفیان کو اطلاع دی تھی کہ میں جب بنی لشکر کے مقبرہ سے گزر رہا تھا
تو وہاں لوگوں نے مجھ پر آوازے کسے اور پتھر مارے۔ سفیان کہنے لگا کیا اس کے

سوا اور کوئی راستہ تمہارے لیے نہ تھا۔

عاقب، سفیان کی کوتوالی کے سپاہیوں کا ایک افسر ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے اتوار کے دن بنی یشکر کے مقبرہ سے گذرا وہاں لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ ابراہیم موجود ہے اور خروج کی تیاری کر رہا ہے مگر اس نے اس خبر پر کوئی توجہ نہ کی اور اپنی راہ ہو لیا۔

ابو عمر والحوضی کہتا ہے کہ جب سفیان محصور ہو گیا تو ابراہیم کے ساتھیوں نے اسے پکارنا شروع کیا کہ مخزومیوں کے مکان میں تم نے جو بیعت کی تھی اسے یاد کرو ابراہیم کے قتل ہونے کے بعد سفیان ایک کشتی میں گزر رہا تھا اسوقت ابو جعفر اپنے قصر پر برآمد تھے اسے دیکھ کر کہنے لگے یہ سفیان معلوم ہوتا ہے لوگوں نے کہا بجا ہے کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ حرامزادہ اس طرح میرے قابو سے نکل جائے۔ اس پر سفیان نے ابراہیم کے ایک سردار سے کہا کہ تم میرے پاس ٹھہرو کیونکہ تمہارے سوا ہمارے دوسرے ساتھی اس معاملہ سے آگاہ نہیں ہیں جو میرے اور ابراہیم کے درمیان پیش آیا ہے۔

نصر بن فرقد کہتا ہے باوجودیکہ کرزم السدوسی صبح و شام ابراہیم اور اس کے پاس آنے والوں کی اطلاع سفیان سے کرتا رہتا تھا مگر سفیان نے اس کے خلاف قطعاً کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ اس کی تحقیق و تفتیش کی، بیان یہ کیا جاتا ہے کہ سفیان بن معاویہ جو ان دنوں منصور کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا ابراہیم بن عبداللہ سے مل گیا تھا اور اس وجہ سے وہ اپنے آقا کا وفادار و خیر خواہ باقی نہیں رہا تھا۔

ابراہیم کے بصرہ آنے کے وقت میں ارباب سیر کا اختلاف ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ یکم رمضان ۱۴۵ھ ہجری کو بصرہ آیا۔

(۲۹۸) محمد بن عمر کہتا ہے جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے ظاہر ہو کر مدینے اور مکے پر قبضہ کر لیا اور لوگوں نے اسے خلیفہ تسلیم کر لیا اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا ابراہیم یکم رمضان ۱۴۵ھ ہجری کو بصرہ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا بصرہ میں اس نے سفید لباس اختیار کیا اس کے ساتھ اہل بصرہ نے

بھی سفید لباس پہنا جن اصحاب نے اس کی تائید میں خروج کیا تھا ان میں عیسیٰ بن یونس، معاذ بن معاذ، عباد بن العوام، اسحٰق بن یوسف الازرق، معاویہ بن ہشام اور علماء و فقہا کی ایک جماعت تھی، یہ رمضان اور شوال البصرہ ہی میں رہا جب اسے اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اب اس نے ابوجعفر کے مقابلہ کے لیئے خود کوفہ پر پیشقدمی کرنے کی تیاری کی، یہ محمد بن عمر کا قول ہے جن لوگوں نے ابراہیم کے بصرہ آنے کا زمانہ ۱۴۳ھ ہجری کہا ہے ان کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں البتہ یہ بات رہگئی تھی کہ اس اثناء میں وہ پوشیدہ طور پر بصرہ میں اپنے بھائی محمد کے لیے دعوت دیتا رہا۔

جن دو سرداروں کو ابوجعفر نے سفیان کی مدد کے لیے بھیجا تھا ابراہیم کے خروج سے پہلے سفیان انھیں اپنے پاس بلا لیتا تھا اور ان کو کسی قسم کی کارروائی کرنے کا موقع نہیں دیتا تھا، جب ابراہیم نے اس سے خروج کا وعدہ کرلیا تو سفیان نے اس رات ان دونوں سپہ سالاروں کو اپنے پاس بلا کر روک لیا، اسی وقت ابراہیم نے خروج کیا اور اس نے سفیان اور ان دونوں کا محاصرہ اور پھر گرفتار کرلیا۔ (۲۹۹)

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابوجعفر نے مجالد، محمد اور یزید کو جو تینوں بھائی تھے ابراہیم کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کی فوجوں کے ساتھ بصرہ بھیجا تھا، انھوں نے اپنی فوجیں اپنے سے آگے روانہ کردی تھیں یہ بصرہ میں پے درپے داخل ہونا شروع ہوئیں ان کو دیکھ کر ابراہیم کو خوف پیدا ہوا کہ اگر چند روز میں اور خاموش رہا تو بہت زیادہ فوج یہاں آجائے گی اس خیال سے اوس نے فوراً خروج کردیا۔

نصر بن قدید بیان کرتا ہے ابراہیم نے شب دوشنبہ غرۂ ماہ رمضان ۱۴۵ھ ہجری کو خروج کیا یہ اپنے مکان سے دس بارہ جوانمردوں کے ساتھ جن میں عبیداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی بھی تھا، بنی یشکر کے مقبرہ آگیا، نیز اسی شب میں ابو حماد الابرص دو ہزار فوج کے ساتھ سفیان کی مدد کے لیے بصرہ آیا باقاعدہ قیام کے انتظام ہونے تک یہ جمعیت چوک میں فروکش رہی۔

اب ابراہیم مقابلہ پر بڑھا سب سے پہلے جو کامیابی اسے حاصل ہوئی وہ اس فوج کے جانور اور اسلحہ تھے جو اس کے قبضہ میں آ گئے اس نے مسجد جامع میں صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی، سفیان سرکاری محل میں قلعہ بند ہو بیٹھا اس کے ہمراہ اس کے دادھیالی کچھ رشتہ دار بھی تھے اب ہزارہا آدمی ابراہیم کے پاس آنے لگے ان میں سے بعض تو محض تماشائی تھے اور بعض اس کی امداد کے لیئے آئے تھے جب اس کے مددگاروں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اور سفیان نے محسوس کیا کہ اب مقابلہ عبث ہوگا اس نے امان کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی، اس غرض کی تکمیل کے لیے مطہر بن جویریۃ السدوسی خفیہ طور پر ابراہیم کے پاس آیا اس نے جب اس کے لئے وعدۂ معافی لے لیا تو اب اوس نے قصر کا دروازہ ابراہیم کے لیئے کھولدیا۔ ابراہیم اندر آیا پیش دالان میں اس کے بیٹھنے کے لیے ایک حصیر بچھا دی گئی، اسی وقت ایسی تیز ہوا چلی کہ اس سے وہ الٹ گئی، لوگوں نے فال بد لی مگر ابراہیم نے دکھانے کے لیے تو کہدیا کہ ہم شگون کے قائل نہیں ہیں اور اس اولٹی حصیر پر ہی بیٹھ گیا مگر اس واقعہ کا اثر اس کے چہرہ پر نمایاں ضرور تھا۔

(۳۰۰) قصر میں آتے ہی ابراہیم نے وہاں سے سفیان بن معاویہ کے علاوہ اور سب لوگوں کو نکال دیا البتہ سفیان کو قصر ہی میں نظر بند کر دیا اور دکھاوے کے لیے معمولی ہلکی سی بیڑیاں بھی اسے پہنا دیں یہ قید محض اس لیے دی گئی تھی کہ ابو جعفر کو سفیان کی وفاداری پر شبہ نہ پیدا ہو بلکہ وہ یہی خیال کرے کہ ابراہیم نے تو اسے قید کر دیا تھا۔

سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو جو اس وقت بصرہ میں تھے ابراہیم کے قصر امارت پر قابض ہونے اور سفیان کو قید کر دینے کی خبر معلوم ہوئی یہ اسکے مقابلہ پر جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چھ سو فوج کے ساتھ جس میں پیدل سوار اور قادر انداز سب ہی تھے بڑھے ابراہیم نے انکے مقابلہ پر مضاء بن القاسم الجزری کو صرف اٹھارہ سوار اور تیس پیدل سپاہیوں کی جمعیت کے ساتھ بھیجا مضاء نے ان دونوں کو شکست دی، اس کے ایک سپاہی نے محمد کو جا لایا اور اس کی ران میں

نیزہ مار دیا۔ اس کے بعد ہی ابراہیم کے نقیب نے منادی کردی کہ کسی مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے بلکہ وہ خود قصر سے نکل کر زینب بنت سلیمان کے دروازے پر آیا اور کہا کہ آل سلیمان کو امان کامل دی جاتی ہے ہمارا کوئی آدمی ان سے تعرض نہ کرے،

بکر بن کثیر بیان کرتا ہے جب ابراہیم نے جعفر اور محمد پر فتح پائی اور بصرہ پر قبضہ کرلیا تو اسے بیت المال میں چھ لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کو بحفاظت رکھنے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے دو کروڑ درہم ملے۔ بہر حال اس رقم سے اوس کی طاقت بہت بڑھ گئی اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے،

بصرہ پر قبضہ کے بعد اس نے ایک شخص حسین بن ثولا کو اہواز بھیجا تاکہ یہ وہاں اس کے لیے بیعت کرلے یہ شخص اس فرض کو بوجہ احسن انجام دیکر پھر ابراہیم کے پاس واپس آگیا اب ابراہیم نے پچاس آدمیوں کے ساتھ مغیرہ کو اہواز پر قبضہ کرنے بھیجا یہ اس کام پر روانہ ہوا اہواز پہنچتے پہنچتے پورے دو سو آدمی اس کے پاس جمع ہوگئے۔ اس وقت ابوجعفر کی طرف سے محمد بن الحصین اہواز کا عامل تھا جب اسے مغیرہ کی پیشقدمی کا علم ہوا تو یہ ایک روایت کے مطابق چار ہزار فوج کے ساتھ اس کی مقاومت کو نکلا قصبۂ اہواز سے دو میل کے فاصلہ پر دشت اربک پر دونوں کا مقابلہ ہوا ابن حصین اور اس کی فوج کو شکست ہوئی، مغیرہ اہواز میں داخل ہوگیا۔

(۳۰۱)

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کے بصرہ سے باخمریٰ جانے کے بعد مغیرہ اہواز گیا

محمد بن خالد المربعی کہتا ہے کہ بصرہ پر قبضہ کرکے جب ابراہیم نے کوفہ کی سمت جانا چاہا تو اس نے نمیلہ بن مرۃ العبشمی کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ہدایت کی کہ وہ مغیرہ بن الفزع کو جو بهدلہ بن عوف کے خاندان سے تھا اہواز بھیجدے، محمد بن حصین العبدی ان دنوں اہواز کا عامل تھا، نیز ابراہیم نے عمرو بن شداد کو فارس کا عامل مقرر کرکے فارس بھیجدیا۔ یہ جب رامہرمز سے گزرا تو وہاں یعقوب بن الفضل سے اس کی ملاقات ہوئی جو وہاں کا عامل تھا اس نے اسے اپنی دعوت میں شرکت کی دعوت دی یعقوب اس کے ساتھ ہولیا۔ عمرو بن شداد فارس

آیا- اسماعیل بن علی بن عبداللہ ابوجعفر کی جانب سے فارس کا عامل تھا عبدالصمد بن علی اس کا بھائی بھی اوس وقت اس کے پاس تھا، جب عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل اصطخر پہنچ گئے تب اسماعیل اور عبدالصمد کو ان کے فارس کی جانب پیشقدمی کرنے کی اطلاع ہوئی یہ تیزی کے ساتھ دار ابجرد کی طرف جھپٹے اور وہاں جاکر دونوں قلعہ بند ہو بیٹھے اس طرح سارا علاقہ فارس بلا مزاحمت عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل کے ہاتھ آگیا، اب بصرہ اہواز اور فارس پر ابراہیم کی حکومت قائم ہوگئی۔

سلیمان بن ابی شیخ راوی ہے کہ ابراہیم کے بصرہ میں ظاہر ہونے کے بعد حکم بن ابی غسلان الیشکری سترہ ہزار فوج کے ساتھ بصرہ کی سمت چلا یہ واسط آگیا جہاں ہارون بن حمید الایادی ابوجعفر کی طرف سے متعین تھا، حکم کی پیشقدمی کی خبر سنکر یہ قصر کے ایک تنور میں جا چھپا مگر پھر وہاں سے نکال لیا گیا، اہل واسط حفص بن عمر بن حفص بن عمر بن عبدالرحمان بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ ابن یحیمی کے مقابلہ میں آپ واسط پر حکومت کرنے سے زیادہ اہل ہیں چنانچہ اب حفص نے واسط کو اپنے تصرف میں لے لیا یشکری وہاں سے چلا گیا حفص نے ابو مقرن الیحیمی کو اپنا کوتوال مقرر کیا،

(۳۰۲) عمر بن عبدالغفار بن عمرو الفقیمی، فضل بن عمرو الفقیمی کا بھائی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم ہارون بن سعد سے ناراض تھا اس سے کلام بھی نہیں کرتا تھا۔ ابراہیم کے خروج کے بعد ہارون بن سعد سلم بن ابی واصل سے آکر ملا اور اس سے کہا کہ اپنے صاحب کو میری اطلاع کرو اور پوچھو کیا انکو اس اہم کام میں ہماری ضرورت نہیں ہے سلم نے کہا میں ابھی چلتا ہوں وہ ابراہیم کے پاس آیا اور کہا کہ ہارون بن سعد آپ کی خدمت میں حاضر ہے، ابراہیم نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، سلم نے کہا آپ ہارون کے بارے میں ایسا نہ کریں اس نے اس معاملہ میں اس قدر اصرار کیا کہ آخر ابراہیم کو اس کی بات ماننا ہی پڑی اسے اندر بلایا ہارون نے کہا آپ کا جو کام سب سے زیادہ مشکل اور اہم ہو وہ میرے سپرد کیجیے ابراہیم نے واسط اس کے سپرد کر دیا اور اسے اس کا عامل مقرر کر دیا۔

ابوالصعدی کہتا ہے ہارون بن سعد العجلی (کوفی) جسے ابراہیم نے بصرہ سے روانہ کیا تھا ہمارے ہاں آیا یہ ایک نہایت ذی اثر اور معزز سردار تھا جو اہل بصرہ اس کے ہمراہ تھے ان میں طہوی سب سے زیادہ مشہور و معروف بہادر تھا اہل واسط میں سے جو شخص بہادری میں اس کا ہمسر تھا وہ عبدالرحیم الکلبی تھا یہ بھی بڑا دلاور تھا جو سردار اس کی مدد کے لیے بھیجے گئے تھے یا خود آگئے تھے ان میں عبدویہ کردام الخراسانی تھا اس جماعت کا مشہور دلیر و جری سردار صدقہ بن لکار بھی تھا اسی کے متعلق منصور بن جمہور کہتا تھا کہ اگر صدقہ میرے ساتھ ہو تو چاہئے میرا مقابل کوئی ہو مجھے اس کی پروا نہیں رہتی، ابوجعفر نے ہارون بن سعد کے مقابلہ پر عامر بن اسماعیل المسلی کو بعض راویوں کے قول کے مطابق پانچ ہزار فوج کے ساتھ اور دوسرے کے قول کے مطابق بیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کئی جھڑپیں ان میں ہوئیں۔

(۳۰۳) ابن ابی الکرام سے روایت ہے جب میں محمد کا سر لیکر ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت عامر بن اسماعیل نے واسط پر ہارون بن سعد کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ خود ابراہیم کے بصرہ سے نکلنے کے پہلے ہی ابوجعفر کی فوجوں اور اہل واسط کی جنگ ہو چکی تھی۔

تسلیمان بن ابی الشیخ کہتا ہے کہ عامر بن اسماعیل نے نیل کے پیچھے اپنا پڑاؤ ڈالا تھا پہلے ہی معرکہ میں ایک بہشتی غلام نے عامر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ زخمی ہو کر گر پڑا اس سقہ کو اس کی شخصیت معلوم نہ تھی ابوجعفر نے عامر کو ایک ڈبیہ بھیجی جس میں صمغ عربی تھا اور کہلا کر بھیجا کہ اسے اپنے زخموں پر لگاؤ کئی مرتبہ دونوں حریفوں میں لڑائیاں ہوئیں جن میں اہل بصرہ اور واسط کے بے شمار آدمی مارے گئے ہارون ان کو لڑنے سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے صاحب کا ان کے صاحب سے مقابلہ ہو جائے اس وقت ہمارے لئے بات بالکل صاف ہو جائیگی، اب تم لوگ کیوں اپنی جانیں ضایع کرتے ہو ان کو بچاؤ مگر وہ کسی طرح نہ مانتے تھے مگر جب ابراہیم بصرہ سے روانہ ہو کر باخمریٰ آیا تو اب دونوں فریق نے جنگ روک دی اور اس بات پر عارضی سمجھوتہ کر لیا کہ جب حریفوں کا مقابلہ ہوگا تو جو ان میں

غالب ہوگا ہم اس کا اتباع کریں گے چنانچہ جب ابراہیم مارا گیا تو عامر بن اسماعیل نے واسط میں داخل ہونا چاہا مگر اہل واسط نے اسے اندر نہ آنے دیا۔

سلیمان کہتا ہے جب ابراہیم کے قتل اور ہارون کے بھاگنے کی خبر اہل واسط کو ہوئی انھوں نے امان کے وعدہ پر عامر سے صلح کرلی مگر ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اس کے وعدہ معافی پر اعتبار نہیں کیا اور وہ واسط سے چلی گئی۔ اب عامر بن اسماعیل واسط میں داخل ہو کر وہیں مقیم ہو گیا مگر اس نے کسی کو نہ چھیڑا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عامر نے اہل واسط سے معاہدہ صلح میں یہ شرط کی تھی کہ میں اہل واسط کو شہر واسط میں قتل نہ کرونگا مگر اب اس کی فوج والوں نے یہ حرکت شروع کی کہ وہ جس واسط کے باشندے کو شہر سے باہر پاتے اسے قتل کر دیتے ابراہیم کے قتل کے بعد جب اہل واسط اور عامر کے درمیان صلح طے پا گئی تو ہارون بن سعد بصرہ کی طرف بھاگ گیا مگر بصرہ پہنچنے سے پہلے ہی اثنائے راہ میں مر گیا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس صلح کے بعد وہ روپوش ہو گیا تھا اور محمد بن سلیمان کے کوفہ کا والی مقرر ہونے تک وہ برابر روپوش رہا، البتہ پھر محمد بن سلیمان نے اسے امان دی اور اس کا پتہ چلایا یہ مطمئن ہو کر ظاہر ہو گیا محمد بن سلیمان نے اس سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے دو سو آدمیوں کے نام دیوان میں لکھوا دو تاکہ ان کی معاش مقرر کی جائے اس کا ارادہ اس کام کے کر دینے کا ہو گیا تھا اور اس کے لیے وہ سوار ہو کر محمد سے ملنے روانہ ہوا مگر راستے میں اس کا ایک چچیرا بھائی اس سے ملا اور اس نے ہارون سے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو بخدا تم کو دھوکہ دیا گیا ہے یہ سنتے ہی وہ الٹے پاؤں پلٹا اور روپوش ہو گیا اسی حالت میں اس نے انتقال کیا اس کے روپوش ہو جانے کے بعد محمد نے اس کا مکان منہدم کرا دیا۔ (۳۰۴)

ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم بصرہ میں مقیم رہا اب یہاں سے وہ اپنے عہدہ دار اطراف واکناف میں متعین کر کے روانہ کرنے اور مختلف شہروں کو فوجیں بھیجنے لگا وہ اس کام میں مصروف تھا کہ اسے اپنے بھائی محمد کے

مارے جانے کی اطلاع ملی۔

نضر بن قدید کہتا ہے ابراہیم نے بصرہ میں بہت سے خاص قوانین نافذ کروئے تھے عیدالفطر سے تین دن پہلے اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ہوئی یہ سب لوگوں کو لے کر عیدگاہ گیا اسی وقت اس کے چہرے سے رنج و غم کے آثار ہویدا تھے وہاں اس نے سب سے محمد کے قتل کی خبر سنائی اسے سن کر اب اس کے ساتھی ابو جعفر کے مقابلہ میں پہلے سے زیادہ حزم و احتیاط سے لڑنے لگے دوسرے دن صبح کو اس نے بصرہ سے روانگی کے لیے شہر سے باہر پڑاؤ ڈالا۔ نمیلہ کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے حسن کو بھی بصرہ میں چھوڑ دیا۔

علی بن داؤد کہتا ہے جب عید کے دن ابراہیم نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا تو میں نے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا موت کے آثار نمایاں تھے، نماز سے فارغ ہو کر میں نے اپنے گھر والوں سے آکر کہدیا تھا کہ یہ شخص مارا جائیگا

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے، جب سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد بصرہ سے چلے گئے تو انھوں نے مجھے ابراہیم کی خبر دینے ابو جعفر کے پاس روانہ کیا، میں نے ابو جعفر سے پوری کیفیت بیان کی کہنے لگے اب میں کیا کروں میرے پاس اس وقت صرف دو ہزار فوج ہے میری فوج کا بڑا حصہ یعنی تیس ہزار فوج رے میں مہدی کے ساتھ ہے اسی طرح محمد بن الاشعث کے پاس افریقیا میں چالیس ہزار فوج ہے اور باقی فوج عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ ہے بخدا اگر میں اس قضیہ میں کامیاب ہو گیا تو آئندہ ہمیشہ کم از کم تیس ہزار فوج اپنے پاس متعین رکھوں گا اور اسے اپنے پڑاؤ سے باہر نہ جانے دونگا۔

(۳۰۸) عبداللہ بن راشد کہتا ہے اس وقت ابو جعفر کے پاس کچھ فوج نہ تھی تھوڑے سے حبشی اور دوسرے لوگ تھے ان کے حکم سے چھاؤنی میں رات کے وقت آگ کے الاؤ روشن کیے جاتے تھے جو رات بھر جلتے رہتے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ بہت فوج ہے حالانکہ وہاں اس آگ کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

جب ابراہیم کے خروج کی اطلاع ابو جعفر کو ہوئی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مدینہ لکھا کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم وہاں کے تمام کام چھوڑ کر فوراً میرے پاس آؤ، عیسیٰ بن موسیٰ کچھ ہی دنوں کے بعد ابو جعفر کے پاس پہنچ گیا اس نے اسی کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا نیز سلم بن قتیبہ کو رے سے بلا کر جعفر بن سلیمان کے پاس بھیجدیا۔

سلم بن قتیبہ سے مذکور ہے کہ جب میں ابو جعفر کے پاس آیا انھوں نے کہا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ عبداللہ کے بیٹوں نے خروج کیا ہے تم ابراہیم کا رخ کرو اس کی جمعیت سے خوف نہ کھانا بخدا یہ دونوں بنی ہاشم کے اونٹ ہیں یہ سب مارے جائیں گے دل کھول کر قتل کرنا جو بات میں تم سے اس وقت کہہ رہا ہوں اس پر پورا بھروسہ رکھو تم میری اس بات کو آیندہ یاد رکھو گے چنانچہ واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی مدت میں ابراہیم مارا گیا اس پر مجھے ابو جعفر کی وہ بات یاد آتی تھی اور میں تعجب کرتا تھا کہ ان کی پیشین گوئی کس قدر سچی ثابت ہوئی۔

سعید بن سلم کہتا ہے ابو جعفر نے اسے فوج کے میسرہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ بشار بن سلم العقیلی، ابو یحییٰ بن خریم اور ابو ہراسہ اسنان بن مخیس القشیری کو اس کے ساتھ کر دیا۔ سلم نے اہل بصرہ کے نام خط لکھے اس میں انکو اطاعت حکومت کی دعوت دی چنانچہ بنی باہلہ عرب اور ان کے موالی اس سے آملے۔ دوسری طرف منصور نے مہدی کو جو اس وقت رے میں تھا لکھا کہ تم خازم بن خزیمہ کو اہواز روانہ کرو مہدی نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چار ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ خازم کو اہواز روانہ کیا یہ اہواز آکر مغیرا سے لڑا۔ مغیرہ بصرہ چلا آیا اور خازم اہواز میں داخل ہو گیا، اس نے تین دن تک شہر کو قتل و غارت کیا۔

(۳۰۶) سندھی کہتا ہے میں محمد کے فتنہ کے زمانہ میں منصور کا خادم تھا تذیہ میں انکے سر اہنے کھڑا ہوتا تھا جب ابراہیم کی شورش نے نازک صورت اختیار کر لی اور معاملہ دشوار ہو گیا تو میں نے منصور کو دیکھا کہ اس نے پچاس راتوں سے بھی زیادہ مسلسل مصلی پر گذار دیں اسی پر رات کو سو جاتا تھا ایک رنگین جبہ اس نے پہن رکھا تھا اس کا گریبان اور ڈاڑھی کے نیچے رہنے والا سارا حصہ میل سے آلودہ ہو گیا تھا۔

مگر جب تک اللہ نے اسے فتح نہ دیدی نہ اس نے وہ جُبّہ بدلا اور نہ مصلیٰ چھوڑا البتہ اس زمانہ میں جب وہ دربار کے لئے بیٹھتا تو اس جُبّہ پر ایک سیاہ کپڑا اوڑھکر اپنی مسند پر آکر بیٹھ جاتا مگر اندر جاکر اس کی پھر وہی ہیئت ہو جاتی، اس زمانے میں ریسانہ جس نے مدینہ سے دو خوبصورت عورتیں ایک فاطمہ بنت محمد بن علیسی بن طلحہ بن عبید اللہ اور دوسری ام الکریم بنت عبداللہ (جو خالد بن اسید بن ابی العیص کی اولاد میں تھا) منصور کو ہدیہ بھیجیں تھیں ان سے ملنے کو نہ آئی چونکہ منصور نے ان دونوں عورتوں کی طرف نظر اٹھاکر بھی نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے اس نے ان سے شکایت کی کہ آپ کے اس عدم التفات اور سرد مہری کا ان دونوں پر بہت بُرا اثر ہوا اور انکو آپ سے سوء ظن ہو گیا ہے اس پر منصور نے اسے جھڑک دیا اور کہا کہ یہ زمانہ عورتوں سے تمتع کرنے کا نہیں ہے جب تک مجھے معلوم نہ ہولے کہ ابراہیم کا سر میرے پاس آتا ہے یا میرا سر اس کے پاس جاتا ہے میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔

بصرہ چھوڑنے کے بعد سلیمان کے بیٹوں محمد اور جعفر نے ایک خرجی کے ٹکڑے پر کہ صرف وہی اس وقت اس کام کے لیے دستیاب ہو سکا منصور کو ابراہیم کے بصرہ پر قبضہ کرنے کی اطلاع لکھ بھیجی جب یہ خط اوسے ملا اور اس نے قاصد کے ہاتھ میں خرجی کا ایک ٹکڑا دیکھا وہ فوراً تاڑ گیا کہ ضرور اہل بصرہ نے ابراہیم کے ساتھ ہو کر مجھ سے دغا کی ہے خط پڑھنے کے بعد اس نے عبدالرحمان الختلی اور ابو یعقوب مالک بن ہیثم کے داماد کو بلاکر رسالہ کی زبردست جمعیت کے ساتھ محمد اور جعفر کے پاس روانہ کیا اور ان دونوں کو ہدایت کی کہ ملتے ہی ان کو اپنے پاس روک لینا (۳۰۷) کہیں جانے نہ دینا البتہ جہاں وہ پڑاؤ کریں تم بھی فروکش ہو جانا ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنا۔ نیز منصور نے ان دونوں کے نام بھی خط لکھا اس میں انکو بہت ہی بزدل اور کمزور ٹھہرایا اور اس بات پر کہ ابراہیم کو انکی موجودگی میں بصرہ پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی اور اس کے ارادے اور نیت سے یہ دونوں بے خبر رہے ان کی خوب زجر و توبیخ کی خط کے آخر میں یہ شعر لکھے

ابلغ بنی هاشم عنی مغلغلۃً — فاستیقظوا ان هذا فعل نوّام

تنبہ واللہ ثاب علی من لا کلاب لہ ۔۔۔۔ و تتقی مربض المستنفر الحام

ببانگ دہل بنی ہاشم سے کہدو کہ وہ بیدار ہو جائیں ان کی موجودہ حالت خواب کی ہے قاعدہ کی بات ہے کہ جس ریوڑ کے حفاظت کے لیے کتے نہیں ہوتے اسی پر بھیڑئے حملہ آور ہوتے ہیں اور جس ریوڑ کے بچانے والے محافظ موجود ہوتے ہیں بھیڑئے ان کے پاس بھی نہیں آتے

حجاج بن قتیبہ بن مسلم کہتا ہے جس زمانے میں منصور محمد اور ابراہیم کے فتنہ میں مشغول تھے میں ان کے ملنے گیا اسی زمانے میں انکو بصرہ - اہواز فارس، مدائن، واسط اور علاقہ سواد کے اپنے قبضے سے نکل جانے کا حال معلوم ہوا تھا اس وقت منصور ایک چھڑی کو زمین پر مار رہے تھے اور یہ شعر اپنی مثال میں انکے ورد زبان تھا۔

ولضبت نفسی للرماح دریئۃ ۔۔۔۔ ان الرئیس لمثل ذالک فعول

میں نے اپنی جان نیزوں کے لیے بطور نشانہ پیش کردی ہے اور بیشک سردار ایسا ہی کیا کرتا ہے۔

میں نے کہا اللہ امیر المومنین کے اعزاز کو تا دوام قائم رکھے اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی نصرت کرے آپ پر اعشیٰ کے یہ شعر صادق آتے ہیں

وان حربھوا وقدت بینھم ۔۔۔۔ فحرت لھم بعد ابرادھا

وجدت صبوراً علی حرھا ۔۔۔۔ وکرا لحروب وشر دادھا

جب جنگ کا شعلہ ان میں روشن ہو جاتا ہے اور اس کی خفیف ٹھنڈک کے بعد وہ ان کے لیے پھر بہت گرم ہو جاتی ہے اس وقت میں باوجود اس کی حدت اور متواتر پلٹے کھانے کے نہایت ہی صابر اور مستقل مزاج ثابت ہوتا ہوں۔ منصور نے کہا اے حجاج ابراہیم کو میری شجاعت، بہادری اور ناقابل تسخیر ہونے کا علم ہے مگر اس علاقہ کوفہ کی وجہ سے جو میری فرودگاہ پر آنکھیں لگائے ہوئے ہے اور اس وجہ سے کہ اہل سواد میری سرکشی اور مخالفت پر آمادہ ہو کر اس کے ساتھ ہیں اسے یہ جرات ہوئی کہ وہ بصرہ سے خود مجھ پر چڑھائی کر رہا ہے مگر میں نے بھی ہر جگہ کا نہایت مناسب و معقول انتظام کر دیا ہے اور خود اہل بصرہ کے مقابلہ (۳۰۸)

پرمشہور و معروف بہادر اقبالمند سعید و مبارک سردار عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی فوج کثیر کے ساتھ جو اچھی طرح تمام ضروریات جنگ سے مسلح ہے بھیجا ہے مگر میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں اور وہی اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا اور جو طاقت و قوت مجھے حاصل ہے یہ سب اللہ ہی کی بدولت ہے،

ایک دوسرے سلسلہ سے یہی حجاج بن قتیبہ بیان کرتا ہے جب اس دور میں میں منصور کے سلام کی غرض سے حاضر ہوا تو میرا گمان تھا کہ چونکہ پے درپے نقصان کی خبریں موصول ہوئی ہیں نیز بے شمار فوجوں نے ان کو گھیر لیا ہے اس کے علاوہ خود کوفہ میں ان کی فرودگاہ کے سامنے ایک لاکھ تلواریں ایک اشارے پر ان کے خلاف اٹھنے کے لئے تیار ہیں وہ میرے سلام کا جواب بھی نہ دے سکیں گے مگر اس کے برعکس میں نے انکو نہایت مستقل مزاج شاہین کی طرح تیز و جری پایا وہ ان حادثات اور واقعات کو کامل صبر و ثبات اور ہوش کے ساتھ برداشت کرکے ضروری اور مناسب تدابیر میں مصروف تھے حسب قع عمل کرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان پر قابو رکھتے ہیں یہ نہیں تھا کہ ان واقعات کی وجہ سے وہ ہراساں یا گھبرائے ہوئے ہوں۔

یونس الجرمی کہتا ہے محمد بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو ابو جعفر سے لڑنے بھیجا تھا مگر عمرو بن سلمہ کی بیٹی نے اس کا دل تو اپنے مقصد سے اچاٹ کردیا برخلاف اس کے اندونۃ یتیمیہ ابوجعفر کے پاس بھیجی گئی انھوں نے ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہونے تک نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھا اور فرودگاہ کے کسی گوشہ میں اسے ڈالدیا بصرہ آنے کے بعد ابراہیم نے ہنکنہ بنت عمرو بن سلمہ (۳۰۹) سے نکاح کرلیا تھا یہ روزانہ خوب عطر و تیل لگا کر رنگین کپڑے پہن بن سنور کر اسکے پاس آتی تھی۔

جب ابراہیم نے ابو جعفر پر پیشقدمی کا ارادہ کیا تو بشر بن سلمہ نے نمیلۃ الطھوی اور اہل بصرہ کے فوجی سرداروں کی ایک جماعت کو ابراہیم کے پاس پیش کیا انھوں نے اس سے کہا جب کہ بصرہ اہواز فارس اور واسط آپ کے قبضہ میں آچکے ہیں تو اب مناسب یہ ہے کہ آپ یہیں قیام کریں اور فوج کو مقابلہ پر

بھیجدیں تاکہ اگر کوئی دستہ فوج شکست کھا جائے تو آپ دوسری فوج
اس کی مدد کے لیے بھیجدیں اسی طرح اگر کسی سردار کو ہزیمت ہو تو کسی دوسرے
سردار کو اس کی مدد پر بھیجدیجئے اس طرح دشمن پر آپ کا رعب و دبدبہ قائم ہو جائے گا
وہ آپ سے خوف کرے گا، آپ اوس سے محفوظ رہیں گے مالگذاری وصول
کریں گے اور اس طرح آپ کی حکومت کو استحکام حاصل ہوگا اس کے بعد بھی
آپ اپنی رائے کے مختار و مجاز ہیں۔ اس پر اہل کوفہ نے کہا کہ کوفہ میں بیشتر لوگ
ایسے ہیں کہ وہ آپکی صورت دیکھتے ہی آپ کے لیے اپنی جانیں قربان کر دینگے
اور اگر انھوں نے آپ کو نہ دیکھ پایا تو اس وقت مختلف اسباب و اثرات ایسے
ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھ جائیں گے اور کوئی آپکی
مدد کے لئے نہیں آئے گا۔ اس بنیاد پر اہل کوفہ نے اس قدر اصرار کیا کہ آخر کار
ابراہیم خود ہی کوفے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن جعفر المدینی کہتا ہے کہ ہم ابراہیم کے ہمراہ بصرہ سے چل کر باخمریٰ
آئے جب ہم نے وہاں پڑاؤ کر دیا تو ایک رات ابراہیم میرے پاس آیا اور مجھ سے
کہا کہ میرے ساتھ آؤ ہم ساری فرودگاہ کا چکر لگاتے ہیں۔ لشکر میں اسے
گانے بجانے کی آواز آئی، اسے سنکر وہ پلٹ آیا دوسری مرتبہ پھر وہ ایک
رات کو میرے پاس آیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو ذرا لشکر کا ایک چکر لگا آئیں میں
اس کے ساتھ ہوا، اب پھر اوس نے گانے بجانے کی آواز سنی اوسے سنکر
ابراہیم پلٹ آیا کہنے لگا کہ بھلا ایسی فوج سے نصرت کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔

عسفان بن مسلم الصفار بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم نے چھاؤنی ڈالی تو
چونکہ میرے بہت سے ہمسایہ اس کے ساتھ ہوگئے تھے اس وجہ سے میں
اس کی فرودگاہ میں آیا، میرا اندازہ یہ ہوا کہ دس ہزار سے بھی کم آدمی اسکے
ساتھ تھے مگر داؤد بن جعفر بن سلیمان کہتا ہے کہ ابراہیم کے دیوان میں ایک لاکھ
اہل بصرہ درج تھے۔

(۳۱۰) ابو جعفر نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ کو ابراہیم کے
مقابلہ پر روانہ کیا، حمید بن قحطبہ کو تین ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقدمہ پر

متعین کیا خود ابو جعفر نہر البصرین تک عیسیٰ کو پہنچانے گئے اور یہاں سے پلٹ آئے
اب ابراہیم اپنی ماخور کی فرودگاہ سے جو بصرہ کے ویرانے میں واقع تھی کوفہ کی سمت چلا
اوس بن مہلہل القطعی کہتا ہے کہ اسی سفر میں ابراہیم کا گزر ہمارے پاس ہوا ہم اس وقت
قباب میں جو قباب اوس کے نام سے مشہور ہے مقیم تھے میں اپنے باپ اور چچا کے
ہمراہ اس کے پاس آگیا اور ساتھ ہولیا جس وقت ہم اس کے پاس پہنچے وہ گھوڑے پر سوار
فرودگاہ کے لیے موزوں مقام تلاش کر رہا تھا اور اس وقت میں نے اس سے اپنی
حالت کی مثال میں قطامی کے چند شعر پڑھتے سنا انکو سنکر میں نے اپنے ساتھی سے
کہدیا کہ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خود اپنے مقابلہ پر آنے سے نادم ہے،
جب یہ کرفشا پہنچا تو میں نے اس سے کہا کہ یہاں میری قوم آباد ہے میں ان سے
خوب واقف ہوں آپ عیسیٰ اور اس کی فوج کے مقابلہ پر نہ بڑھیئے اگر آپ اجازت
دیں تو میں آپ کو ایک خفیہ راستے سے کوفہ پہنچا دیتا ہوں ابو جعفر کو خبر بھی نہ ہونے
پائے گی کہ آپ اس کی موجودگی میں کوفہ میں داخل ہو جائیں گے اس مشورہ کو قبول
کرنے سے اس نے انکار کر دیا تو میں نے کہا کہ ہم بنی ربیعہ ہیں ہم شب خون مارنے
کی عادی ہیں آپ اجازت دیں ہم عیسیٰ کی فوج پر شب خون مارتے ہیں مگر اس نے
کہا کہ میں شب خون مارنے کو پسند نہیں کرتا۔

(۳۱۱) سعید بن ہریم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں نے ابراہیم سے کہدیا
تھا کہ تا وقتیکہ تمھارا کوفہ پر قبضہ نہ ہو جائے تم کو ابو جعفر پر کامیابی نہیں ہو سکتی البتہ
باوجود اس کی کوفہ میں مدافعت کی ساری تیاری کے تم کوفہ پر قابض ہو جاؤ تو
پھر کہیں وہ نہیں ٹھہر سکتا، اس کے علاوہ کوفہ میں میرے تھوڑے اعزہ ہیں مجھے
اجازت دو کہ میں خفیہ طور پر ان کے پاس جاؤں اور خفیہ طور پر ہی تمھاری بیعت کے
لیے دعوت دوں اور جب ایک اچھی جمعیت میرے ساتھ ہو جائے اس وقت
علی الاعلان تمھارے لیے شعار بلند کر دوں جو شخص وہاں کسی کو تمھاری دعوت دیتے
سنے گا فوراً اس پر لبیک کہے گا۔ جب خود کوفہ کے اطراف واکناف میں ابو جعفر کو یہ
مہیب آواز سنائی دے گی مجھے یقین ہے کہ حلوان کے ادھر پھر کوئی چیز اسے اپنی
طرف متوجہ نہیں کر سکتی اور وہ کہیں ٹھہر نہ سکے گا۔

ابراہیم نے بشیر الرجال سے پوچھا اے ابو محمد بتاؤ تم کیا کہتے ہو اس نے کہا کہ اگر اس تجویز میں کامیابی کا پورا اعتماد ہو تو بے شک اس پر عمل کرنا سزاوار ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس دعوت پر ایک چھوٹی سی جماعت کوفہ سے نکل کر ہمارے پاس آجائیگی اس کا خمیازہ کوفہ کی تمام آبادی کو یہ بھگتنا پڑے گا کہ ابو جعفر اپنے رسالہ سے ناکردہ گناہ عورتیں، بچے اور بوڑھوں سب کو بلا استثنا تباہ کردے گا اور اس کا وبال تمہارے اوپر ہوگا نیز جس فائدہ کی امید ہے وہ بھی حاصل نہ ہوگا، اس جواب پر میں نے بشیر سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم تو یہاں ابو جعفر اور اس کی فوج سے لڑنے آئے ہو پھر تم سن رسیدہ ضعیف العمر، کمسن بچے، عورتوں اور مردوں کے قتل سے کیونکر بچنا چاہتے ہو کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ایک سریہ بھیجا تھا اور اس نے قتل عام کیا جسے تم پسند نہیں کرتے، بشیر نے کہا کہ ان کا معاملہ علیحدہ ہے وہ سب مشرک تھے ہمارا حریف مسلمان ہے ہمارا اور اس کا دین اور قبلہ ایک ہے اس کے ساتھ مشرکوں کا سلوک نہیں کیا جاسکتا، ابراہیم نے بشیر کی رائے کا اتباع کیا اور مجھے کوفہ جانے کی اجازت نہیں دی، ابراہیم وہاں سے روانہ ہو کر باخمریٰ آیا۔

خالد بن اسید الباہلی کہتا ہے جب ابراہیم نے باخمریٰ پر پڑاؤ کیا تو سلم بن قتیبہ نے حکیم بن عبدالکریم کے ذریعہ اسے پیام بھیجا کہ تم کھلے ہوئے میدان میں اتر پڑے ہو تمہاری زندگی اس سے بہت گراں مایہ ہے کہ وہ اس طرح خطرہ میں پڑے بہتر ہے کہ تم فوراً اپنے گرد خندق بنالو تاکہ صرف ایک ہی سمت سے تم پر کوئی حملہ کرسکے اور اگر ایسا نہیں کرتے تو میں تم کو بتاتا ہوں کہ ابو جعفر نے اپنی فرودگاہ کو بالکل ننگا کردیا ہے حفاظت کا کوئی ذریعہ وہاں نہیں ہے تم ایک چھوٹی سی جماعت لیکر بڑھو اور اس کی پشت سے اُسے آلو،

ابراہیم نے اپنے مصاحبین سے بلاکر اس باب میں مشورہ لیا وہ کہنے لگے کہ ہمارا پلّہ ان پر بھاری ہے ہمیں اپنے گرد خندق بنانے کی کیا ضرورت ہے بخدا ہم کبھی ایسا نہ کریں گے، ابراہیم نے کہا تو اچھا ہم یہ تو کریں کہ اچانک عقب سے اس پر حملہ کردیں، کہنے لگے کہ اسکی بھی ضرورت نہیں، وہ ہماری مٹھی میں ہے نکل نہیں سکتا، ہم جب چاہیں گے اس کا قلع قمع کردیں گے، ابراہیم نے حکیم سے کہا سن رہے ہو

(۳۱۲)

واپس ہو جاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔

ابراہیم بن سلم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ہمارا اور دشمن کا مقابلہ ہوا تو ہمارے ساتھیوں نے دشمن کے مقابلہ پر ایک ہی صف قائم کی۔ میں نے صف سے نکل کر ابراہیم سے کہا کہ ایک صف ہونا مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر صف کا کوئی حصہ پسپا ہوتا ہے تو وہ چھوٹ جاتا ہے اور پھر کوئی ترتیب باقی نہیں رہتی بہتر یہ ہے کہ اس تمام فوج کے کئی دستے بناؤ تاکہ اگر ایک دستہ کو شکست ہو تو دوسرا تو اپنی جگہ قائم رہے اس پر سب چلا اُٹھے کہ نہیں ہم تو اہل اسلام کے طریقہ ہی پر جنگی ترتیب قایم کریں گے اس سے ان کا اشارہ اللہ کے اس قول کی طرف تھا یقاتلون فی سبیلہ صفّا۔ (وہ ایک صف بنا کر اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں)

عفاء کہتا ہے کہ جب ہم باخمریٰ پر فروکش ہوئے تو میں نے ابراہیم سے جا کر کہا کہ کل صبح دشمن تمھاری مغربی سمت کا راستہ تم پر اس لئے مسدود کر دے گا تاکہ اسلحہ اور سواری کے جانور ادھر سے تم کو نہ پہنچ سکیں تمھارے ساتھ اہل بصرہ کے بہت سے آدمی نہتے ہیں مجھے اجازت دو میں دشمن پر شب خون مارتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی جماعتوں کے پرزے پرزے کر دونگا، ابراہیم نے کہا میں مفت میں لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اس پر میں نے کہا یہ خوب کہی آپ حکومت بھی چاہتے ہیں اور قتل کو بھی ناپسند کرتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

محمد بن عمر راوی ہے "جب ابراہیم کو اپنے بھائی محمد بن عبد اللہ کے قتل کی خبر ملی یہ ابوجعفر منصور سے لڑنے کوفہ کی طرف بڑھا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ تم میرے پاس آؤ، ابوجعفر کا قاصد یہ خط اس وقت عیسیٰ کے پاس لیکر پہنچا جبکہ وہ عمرہ کا احرام باندھ چکا تھا، اس نے عمرہ ترک کر دیا اور ابوجعفر کے پاس چلا آیا، انھوں نے اسے بہت سے سرداروں باقاعدہ فوج اور پورے ساز و سامان کے ساتھ ابراہیم بن عبد اللہ کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ ابراہیم بھی ایک بڑی جماعت (۳۱۴) کے ساتھ جو اگرچہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی مگر اس میں زیادہ تر معمولی آدمی تھے مقابلہ پر آیا مقام باخمریٰ پر جو کوفہ سے سولہ فرسنگ فاصلہ پر واقع ہے دونوں حریف نبرد آزما ہوئے نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی، حمید بن قحطبہ

عیسیٰ بن موسیٰ کے افسر مقدمۃ الجیش کو ہزیمت ہوئی اس کے ساتھ تمام فوج نے شکست کھائی اور راہ فرار اختیار کی مگر عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو روکا ثابت قدمی وجاں نثاری کے لیے خدا کا واسطہ دیا مگر کسی نے اوس کی نہ سُنی اور بھاگتے چلے گئے، اب حمید بن قحطبہ بھاگتا ہوا عیسیٰ کے سامنے آیا عیسیٰ نے اس سے کہا اے حمید اللہ جان نثاری اور وفاداری کے اظہار کا یہی تو موقع ہے اس نے کہا جناب والا اب اس ہزیمت میں طاعت کا خیال کیسے؟ اسی طرح ساری فوج دشمن کے مقابلہ سے فرار ہوکر عیسیٰ کے پاس سے گزر گئی اس کے اور ابراہیم کی فرودگاہ کے درمیان کوئی بھی باقی نہ رہا مگر عیسیٰ بن موسیٰ بدستور اسی مقام پر جہاں وہ ابتدائے جنگ سے کھڑا ہوا تھا اپنے سَو خاص خدمت گاروں اور دوستوں کے ساتھ ڈٹا رہا کسی نے اس سے کہا بھی کہ تاوقتیکہ آپ کی فوج پلٹ کر آئے اس مقام کو عارضی طور پر چھوڑ دیجئے اور جب فوج پلٹ آئے تو پھر اسے لیکر جوابی حملہ کیجئے مگر عیسیٰ نے کہا میں اس مقام سے کبھی نہ ہٹونگا اب چاہے اس میں مارا جاؤں یا اللہ مجھے فتح دے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ عیسیٰ بھاگ گیا،

عیسیٰ بن موسیٰ نے خود اپنے باپ سے ایک مرتبہ کہا کہ جب امیرالمومنین نے مجھے ابراہیم کے مقابلہ پر بھیجنے کا ارادہ کر لیا تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ خبثا یعنی نجومی یہ کہتے ہیں کہ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہوگا تو ابتدا میں تمہاری فوج کو عارضی طور پر پسپا ہونا پڑے گا مگر وہ فوج پلٹ کر پھر تمہارے پاس آجائے گی اور نتیجہ تمہارے موافق ہی ہوگا چنانچہ بخدا یہی واقعہ پیش آیا کہ جنگ شروع ہوتے ہی دشمن نے ہمیں شکست دی اس وقت میں نے اپنے گرد دیکھا تو صرف تین یا چار آدمی میرے ساتھ رہ گئے تھے میرے غلام نے جو میرے گھوڑے کی لگام تھامے تھا مجھ سے کہا کہ (۳۱۴) جب سب جا چکے ہیں تو آپ اکیلے کیوں ٹھہرتے ہیں، میں نے کہا میں ہرگز ایسا نہیں کرونگا اگر اب میں اپنے خاندان کے دشمن کے مقابلہ سے منہ موڑوں گا تو میرے خاندان والے کبھی میری صورت دیکھنا گوارا نہیں کریں گے زیادہ سے زیادہ جو اس وقت مجھے سوجھی وہ یہ بات تھی کہ اس مفرور سے جو میرے پاس سے گذرتا اور اس سے میری شناسائی ہوتی میں کہتا کہ ذرا میرے خاندان والوں کو میرا اسلام

کہدیا اور یہ بھی کہدیا کہ آپ لوگوں کے لیے چونکہ میں اپنی جان سے زیادہ قیمتی کوئی اور شے فدیہ میں نہیں دے سکتا تھا اس لیے وہ آپ کی خاطر میں نے لگادی۔

میں اسی پریشانی میں تھا اور لوگ برابر بھاگے چلے جارہے تھے کہ اتنے میں سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد نے ابراہیم کی پشت پر سے اس پر دھاوا کیا ابراہیم کی جو فوج ہمارا تعاقب کررہی تھی اسے اس پیش قدمی کا کچھ علم نہ ہوا البتہ جب انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو انھیں معلوم ہوا کہ ان کے عقب میں لڑائی شروع ہے یہ دیکھتے ہی وہ ہماری فوج کا تعاقب چھوڑ کر ابراہیم کی طرف پلٹے اب ہماری فوج ان کا تعاقب کرتی ہوئی پھر پلٹ کر میدان کارزار میں آئی نتیجہ وہی ہوا کہ ہمیں کامیابی اور فتح ہوئی یہ بات ضرور ہے کہ اس روز اگر سلیمان کے بیٹے نہ ہوتے تو ہماری ذلت و رسوائی میں کچھ شبہ باقی نہ رہا تھا، نیز خدا کی یہ کارسازی ملاحظہ کیجئے کہ جب ہماری فوج والے بے تحاشا بھاگے جارہے تھے تو دو بلند گھاٹیوں والی نہر اسکے سامنے حائل ہوگئی ان بلند گھاٹیوں کی وجہ سے وہ اس میں کو د نہ سکے اور کسی اور مقام کی پایابی کا حال ان کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے بھی وہ سب کے سب پھر پلٹ آئے۔

اس کے متعلق محمد بن اسحٰق بن مہران کہتا ہے کہ طلحہ کی اولاد میں کچھ لوگ اس وقت باخمریٰ میں سکونت پذیر تھے انھوں نے ابراہیم اور اس کی فوج کو پریشان کرنے کے لیے اس نہر کو ان کی سمت کاٹ دیا تھا چنانچہ صبح کو اس کی فرودگاہ میں پانی ہی پانی بھر گیا، مگر دوسرے راوی یہ کہتے ہیں کہ خود ابراہیم نے اس خیال سے کہ ایک ہی جانب سے دشمن اس پر حملہ کرسکے اس نہر میں پانی بہادیا تھا، اور اسی نے فرار کی حالت میں اس کے دشمن کو بھاگنے سے روکدیا۔ اب جبکہ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی ابراہیم اپنے طرفداروں کی ایک چھوٹی جماعت کے ساتھ میدان میں جمارہا یہ جماعت اس کی حمایت میں کٹ کٹ کر لڑرہی تھی اس کی تعداد میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ اونکی تعداد پانچسو تھی، بعض سے چارسو اور دوسروں نے صرف ستر بیان کی ہے۔ (۳۱۵)

محمد بن عمر کہتا ہے، عیسیٰ کی فوج نے شکست کھا کر راہ گریز اختیار کی مگر عیسیٰ بدستور اپنی جگہ جمارہا اب ابراہیم بن عبداللہ اپنی فوج کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بڑھا اس کی فوج کا غبار قریب تر ہوتا گیا یہاں تک وہ قریب آیا کہ عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے

ابراہیم کو دیکھ لیا اسی نوبت پر ایک سُستہ سوار سامنے آیا اور آتے ہی وہ پھر ابراہیم کی طرف پلٹ پڑا اور رسید ہوا اس کی طرف ہولیا یہ حمید بن قحطبہ تھا اس نے اپنے سر کے بال پلٹ لیے تھے اور ایک زرد رنگ کی پٹی سر پر باندھ رکھی تھی اس کے پلٹتے ہی تمام فوج اوس کے ساتھ پلٹ پڑی چنانچہ جو لوگ بھاگے تھے وہ بلا استثناء سب کے سب پھر میدان جنگ میں واپس آگئے اور دشمن سے پھر دست و گریباں ہوئے نہایت ہی شدید و خونریز معرکۂ جدال و قتال گرم رہا حریفوں نے ایک دوسرے کے ہزارہا آدمی قتل کر دیئے اب حمید بن قحطبہ نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مشہور مقتولین کے سر بھیجنا شروع کئے ایک سر اس کے پاس ایسا آیا جس کے ہمراہ بہت سے لوگ شور مچاتے ہوئے ساتھ تھے عیسیٰ کے پاس آیا لوگوں نے کہا کہ یہ ابراہیم کا سر ہے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بلا کر دکھایا اس نے کہا یہ اس کا سر نہیں ہے اس کے بعد دوبارہ شدید جنگ مزید شدت و استقلال سے پھر شروع ہو گئی اور اس تمام دن ہوتی رہی یہاں تک کہ ایک بے اندازہ تیر جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کس نے چلایا تھا ابراہیم کے حلقوم میں آکر پیوست ہوا اس نے اسے ذبح کر دیا ابراہیم اپنے مقام سے ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ مجھے اُتارو لوگوں نے اسے سواری پر سے اتارا اوس وقت وہ کہہ رہا تھا جو اللہ نے مقدر کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا ہم نے کچھ ارادہ کیا اللہ نے اس کے خلاف ارادہ فرمایا اب وہ زخمی خون میں لت پت زمین پر اتار دیا گیا اس کے تمام خاص دوست اور ہمراہی اس کے گرد جمع ہو گئے اور نہایت بہادری سے اسے بچانے کے لیے جاں نفروشی کرنے لگے اس مجمع کو دیکھ کر حمید بن قحطبہ کھٹک گیا اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس جماعت پر حملہ کرو اور جس طرح بنے اسے اس مقام سے ہٹا کر دیکھو کہ یہ کیوں ایک جگہ اس طرح جمع ہوئے ہیں۔ حمید کی فوج نے اس جماعت پر نہایت دلیری اور بے جگری سے حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد ان کو ابراہیم سے ہٹا دیا اور پھر اس کے قریب پہنچ کر حملہ آوروں نے اس کا سر کاٹ لیا اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے آئے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو سر دکھایا اس نے کہا ہاں یہ ابراہیم کا سر ہے یہ سنتے ہی فرط انبساط میں عیسیٰ زمین پر اتر کر سر بسجدہ ہو گیا اس نے اس سر کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ بروز دوشنبہ

(۳۱۶)

سنہ ۱۴۵ ہجری کے ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم قتل ہوا قتل کے وقت اڑتالیس سال عمر تھی خروج سے قتل تک پانچ دن کم تین ماہ زندہ رہا۔

ابوصلابہ سے دریافت کیا گیا کہ ابراہیم کیونکر مارا گیا کہنے لگا یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ابراہیم اپنے گھوڑے پر سوار عیسیٰ بن موسیٰ کی اس فوج کو جو اس کے مقابلہ سے شکست کھاکر بھاگ رہی تھی دیکھ رہا تھا، ابراہیم کی فوج والے بھگوڑوں کو بری طرح قتل کر رہے تھے خود عیسیٰ نے اپنے گھوڑے تھفری کو پلٹا لیا تھا، ایک بٹے ہوئے تاگے کی موٹی قبا ابراہیم کے جسم پر تھی اس کی وجہ سے اسے سخت گرمی محسوس ہونے لگی، اس نے اپنی قبا کے بند کھول دئے جس کی وجہ سے وہ اس کے سینے سے اتر گئی اور اس کا پیٹ نظر آنے لگا اتنے میں ایک بے نشانہ تیر اس کے شکم میں آکر پیوست ہوگیا اس وقت میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے سے لپٹ گیا اور اس مقام سے پلٹ آیا زیدیوں نے ہر طرف سے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

محمد بن ابی الکرام راوی ہے جب عیسیٰ کی فوج نے شکست کھائی تو ابراہیم کی فوجیں اس کے تعاقب میں چلیں اتنے میں ابراہیم کے نقیب نے اعلان کیا کہ مفرورین کا تعاقب نہ کیا جائے اس حکم کو سن کر تمام فوجیں اپنے اپنے نشان لیے ہوئے پلٹ آئیں انکو واپس جاتا دیکھ کر عیسیٰ کے ہزیمت خوردہ فوج نے یہ خیال کیا کہ یہ شکست کھاکر پسپا ہورہے ہیں اس خیال کے ساتھ ان کے حوصلے بڑھ گئے وہ انھیں کے پیچھے خود پلٹ آئے اور جوابی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ واقعی ابراہیم کو شکست ہوگئی۔

(۳۱۷) بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر کو عیسیٰ کی فوج کی پسپائی کی خبر ہوئی انھوں نے رے چلے جانے کا عزم کرلیا تھا۔

سلم بن فرقد، سلیمان بن مجالد کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جنگ شروع ہوتے ہی عیسیٰ کی فوج کو بری شکست ہوئی ان میں کوئی ترتیب یا قوت مقاومت باقی نہ رہی تھی بلکہ عیسیٰ کی فوج کے بعض سپاہی کوفہ میں آچکے تھے مجھ سے میرے ایک کوفی دوست نے کہا کچھ خبر بھی ہے تمہارے ساتھی کوفہ آگئے ہیں یہ دیکھو ابوہریرہ

کا بھائی فلاں مکان میں موجود ہے اور وہ فلاں فلاں شخص کے گھر میں موجود ہے
اب تم اپنی جان اہل وعیال اور مال کے بچانے کا انتظام کرلو، میں نے سلیمان بن
مجالد سے یہ حال بیان کیا اس نے ابوجعفر سے جاکر بیان کیا کہنے لگے کہ خبردار
اس بات کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا بلکہ اس کا خیال ہی ترک کردو بجھے یہ اندیشہ
ہے کہ خود کوفہ والے مجھ پر حملہ کردیں گے، شہر کے ہر دروازے پر اونٹ اور گھوڑے
تیار رکھے جائیں تاکہ اگر ایک سمت سے ہم پر حملہ ہو تو ہم دوسری سمت سے بچ کر
بھاگ سکیں راوی سے جب دریافت کیا گیا کہ بصورت مجبوری ابوجعفر کہاں جانے
کا ارادہ کرتے تھے کہنے لگا وہ رے جانا چاہتے تھے،

نیبخت منجم ابوجعفر کے پاس آیا کہنے لگا امیرالمومنین فتح آپ ہی کو ہوگی اور ابراہیم
مارا جائے گا ابوجعفر نے اس کی بات نہ مانی اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے
پاس روک لیجئے اگر میرا حکم سچ نہ ثابت ہو تو آپ میری گردن اڑا دیں ابھی یہی گفتگو
ہو رہی تھی کہ ابوجعفر کو ابراہیم کے شکست کھانے کی اطلاع ملی اس وقت انھوں نے معقر
بن اوس بن حمار البارقی کا یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا

فالقت عصاھا واستقرت بھا النوی کما قر عینا بالایاب المسافر

اس نے اقامت کے لیے لکڑی لگادی اور اس طرح جدائی جاتی رہی جیسے کہ
مسافر کی مراجعت سے آنکھ ٹھنڈی ہوجاتی ہے، ابوجعفر نے اس صلے میں اسی وقت
نیبخت کو دو ہزار جریب زمین نہر جوبر کے کنارے دیدی، شب شنبہ کو جب کہ ماہ
ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں ابراہیم کا سر ان کے پاس لایا گیا اس کی
دوسری صبح کو انھوں نے اسے بازار میں تشہیر کے لیے نصب کرادیا۔ (۳۱۸)

بیان کیا گیا ہے کہ سر دیکھ کر ابوجعفر اتنا روئے کہ ان کے آنسو ابراہیم کے
رخسار پر گرے اور کہنے لگے کہ بخدا میں کبھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ابراہیم قتل ہو گر
مجبوری تھی کیونکہ صورت یہ ہوگئی تھی کہ یا وہی رہتا اور یا میں۔

منصور کا مولیٰ صالح بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم کا سر ان کے سامنے لایا
گیا انھوں نے اسے اپنے سامنے رکھا اور دربار عام کیا اب جو شخص اندر جاتا
وہ پہلے منصور کو سلام کرتا پھر ان کو خوش کرنے کے لیے ابراہیم کی برائی کرنے